

آپ طوفان

کو روک سکتے ہیں۔
بائبل آپ کو چٹان کی طرح
مضبوط کیسے بناتی ہے؟

آپ
طوفان
کو روک سکتے ہیں۔
بائبل آپ کو چٹان کی طرح
مضبوط کیسے بناتی ہے؟

ڈینی کینیڈی



ٹرو کنیکشنز پریس

آپ طوفان کو روک سکتے ہیں۔
بائبل آپ کو چٹان کی طرح مضبوط کیسے بناتی ہے؟

حقوق اشاعت © 2022 ڈینی کینیڈی / سرورق کا خاکہ: جینو مورو

جن مقامات پر (این ایل ٹی) درج ہے، وہاں کلام مقدس کے حوالے مقدس بائبل، نیو لیونگ ٹرانسلیشن سے لیے گئے ہیں۔ حقوق اشاعت © 1996، 2004، 2015 تئڈیل ہاؤس فاؤنڈیشن۔ تئڈیل ہاؤس پبلشرز، کیرول اسٹریٹ، الینوائے 60188 کی اجازت سے استعمال کیا گیا ہے۔ جملہ حقوق محفوظ ہیں۔

جن مقامات پر (ای ایم پی سی) درج ہے، وہاں کلام مقدس کے حوالے ایمپلیفائیڈ® بائبل، کلاسک ایڈیشن سے لیے گئے ہیں۔ حقوق اشاعت © 1954، 1958، 1962، 1964، 1965، 1987 لاک مین فاؤنڈیشن۔ اجازت سے استعمال کیا گیا ہے۔

جن مقامات پر (ای ایس وی) درج ہے، وہاں کلام مقدس کے حوالے ای ایس وی® بائبل (مقدس بائبل، انگلش اسٹینڈرڈ ورژن®) سے لیے گئے ہیں۔ حقوق اشاعت © 2001 کراس وے، جو گڈ نیوز پبلشرز کی ایک اشاعتی خدمت ہے۔ اجازت سے استعمال کیا گیا ہے۔ جملہ حقوق محفوظ ہیں۔

جن مقامات پر (این آئی وی) درج ہے، وہاں کلام مقدس کے حوالے مقدس بائبل، نیو انٹرنیشنل ورژن®، این آئی وی® سے لیے گئے ہیں۔ حقوق اشاعت © 1973، 1978، 1984، 2011 ببلیکا، انکارپوریٹڈ™۔ زونڈروان کی اجازت سے استعمال کیا گیا ہے۔ دنیا بھر میں جملہ حقوق محفوظ ہیں۔

www.zondervan.com - "این آئی وی" اور "نیو انٹرنیشنل ورژن" ریاستہائے متحدہ امریکہ کے پیٹنٹ اور تجارتی نشان کے دفتر میں ببلیکا، انکارپوریٹڈ™ کے رجسٹرڈ تجارتی نشان ہیں۔

جن مقامات پر (کے جے وی) درج ہے، وہاں کلام مقدس کے حوالے کنگ جیمز ورژن سے لیے گئے ہیں۔ کنگ جیمز ورژن عوامی ملکیت میں ہے۔

جن مقامات پر (جے۔ بی۔ فلپس) درج ہے، وہاں کلام مقدس کے حوالے جے۔ بی۔ فلپس کی تصنیف دی نیو ٹیسٹامینٹ ان مائٹرن انگلش—نظر ثانی شدہ ایڈیشن سے لیے گئے ہیں۔ یہ اقتباسات سکرینرز، جو سائمن اینڈ شسٹر، انکارپوریٹڈ کا ایک شعبہ ہے، کی اجازت سے دوبارہ شائع کیے گئے ہیں۔ حقوق اشاعت © 1958، 1960، 1972 جے۔ بی۔ فلپس۔ جملہ حقوق محفوظ ہیں۔

جن مقامات پر (ٹی ایل بی) درج ہے، وہاں کلام مقدس کے حوالے دی لیونگ بائبل سے لیے گئے ہیں۔ حقوق اشاعت © 1971۔ تئڈیل ہاؤس پبلشرز، کیرول اسٹریٹ، الینوائے 60188 کی اجازت سے استعمال کیا گیا ہے۔ جملہ حقوق محفوظ ہیں۔

جن مقامات پر (ٹی پی ٹی) درج ہے، وہاں کلام مقدس کے حوالے دی پشین ٹرانسلیشن® سے لیے گئے ہیں۔ حقوق اشاعت © 2017، 2018، 2020 پشین اینڈ فائر منسٹریز، انکارپوریٹڈ۔ اجازت سے استعمال کیا گیا ہے۔ جملہ حقوق محفوظ ہیں۔

ThePassionTranslation.com

جن مقامات پر (این سی وی) درج ہے، وہاں کلام مقدس کے حوالے مقدس بائبل، نیو سینچری ورژن سے لیے گئے ہیں۔ حقوق اشاعت © 1987، 1988، 1991 ورڈ پبلشنگ، ڈلاس، ٹیکساس 75039۔ اجازت سے استعمال کیا گیا ہے۔

جن مقامات پر (سی ای وی) درج ہے، وہاں کلام مقدس کے حوالے کانٹیمپریری انگلش ورژن سے لیے گئے ہیں۔ حقوق اشاعت © 1991، 1992 امریکن بائبل سوسائٹی۔ اجازت سے استعمال کیا گیا ہے۔

ناشر: ٹرو کنیکشنز پریس

978-0-9846967-7-2

فہرست مضامین

مصنفہ کی جانب سے ایک پیغام 6

دیباچہ 8

تعارف 9

باب 1 آپ طوفان کو روک سکتے ہیں 10

باب 2 آپ سمجھتے ہیں کہ آپ بائبل پڑھتے ہیں، لیکن 15

باب 3 یہ سب کس بارے میں ہے؟ 19

باب 4 آپ جس طرح دیکھتے ہیں، اُسی طرح سمجھتے ہیں 23

باب 5 کامل اور مضبوط یقین 28

باب 6 یسوع ظاہر کیے گئے 35

باب 7 اپنی توجہ قائم رکھیں 41

باب 8 توجہ بٹانے والی باتیں 47

باب 9 آپ کے پاس امید ضرور ہونی چاہیے 51

باب 10 طوفان کے درمیان خوشی اور سلامتی 56

باب 11 آئیے، پڑھنے کے لیے تیار ہوں 62

باب 12 وہ اشخاص جنہوں نے عہدِ جدید لکھا 68

باب 13 کیا ہم عہدِ جدید پر بھروسہ کر سکتے ہیں؟ 74

چند آخری خیالات 82

84.....	نئے عہدنامے کی کتابوں کا مختصر تعارف
100.....	حوالہ جات

مصنفہ کی جانب سے ایک پیغام

ممکن ہے آپ نے یہ کتاب اس لیے اٹھائی ہو کہ آپ کسی ایسی تباہ کن صورتحال کا سامنا کر رہے ہیں جسے بدلا نہیں جا سکتا۔ میرا دل آپ کے لیے گہری ہمدردی سے بھر جاتا ہے۔ میں خود بھی کبھی ایسی ہی مایوسی اور بے بسی کی حالت سے گزر چکی ہوں۔ اگر میں آپ کا دکھ اور تکلیف دور کر سکتی تو ضرور کرتی، لیکن میں ایسا نہیں کر سکتی۔ البتہ میں آپ کو یہ یقین دلا سکتی ہوں کہ اگرچہ اس وقت آپ کو ایسا محسوس نہیں ہوتا، پھر بھی آپ اس طوفان سے بخیریت نکل آئیں گے، اور آپ ہمیشہ ویسا محسوس نہیں کریں گے جیسا اس وقت کر رہے ہیں۔ یہ درد، جو آپ کے دل کی گہرائیوں تک اتر گیا ہے، آہستہ آہستہ کم ہوتا جائے گا۔

میں آپ کو یہ بھی یقین دلا سکتی ہوں کہ آپ اکیلے نہیں ہیں۔ خدا آپ کے ساتھ ہے۔ وہ سب کچھ دیکھتا ہے، آپ کی فریاد سنتا ہے، اور بخوبی جانتا ہے کہ آپ کن حالات سے گزر رہے ہیں۔ میں آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ اپنی زندگی کے اس طوفان کے دوران خداوند کو مضبوطی سے تھامے رکھیے۔ جب اسرائیل کے عظیم بادشاہ داؤد کے چاروں طرف طوفانی آندھیاں گرج رہی تھیں، تو انہوں نے لکھا: "اے خدا... میں تیرے پروں کے سائے میں اُس وقت تک پناہ لیے رہوں گا، جب تک یہ آفتیں ٹل نہ جائیں۔" (زبور باب 57 آیت 1)۔ خدا کے فضل سے آپ بھی اس تکلیف دہ واقعے سے بحفاظت گزر جائیں گے۔

اگرچہ میں آپ کو اس کتاب کے مطالعہ سے باز نہیں رکھنا چاہتی، پھر بھی میرے لیے ضروری ہے کہ میں آپ سے صاف گوئی اور دیانت داری کے ساتھ بات کروں۔ یہ کتاب بنیادی طور پر قارئین کو اُن کی زندگی میں آنے والے اگلے طوفان کے لیے تیار کرنے کی غرض سے لکھی گئی ہے، نہ کہ صرف اُن کی موجودہ صورتحال میں مدد کرنے کے لیے۔ میں خداوند کے کام کو کسی حد میں محدود نہیں کرنا چاہتی۔ ممکن ہے ان صفحات میں آپ کو ایسی کوئی بات مل جائے جو اسی وقت آپ کو تسلی اور راحت بخشے۔ لیکن اگر اس وقت آپ کو محسوس ہو کہ یہ کتاب آپ کی موجودہ ضرورت کے مطابق نہیں ہے تو اسے ہرگز ترک نہ کیجیے۔ اسے کچھ عرصے کے لیے ایک طرف رکھ دیجیے، اور مناسب وقت پر دوبارہ ضرور پڑھیے۔

ڈینی کینیڈی

اپریل 2022

دیباچہ

ہم ایسے زمانے میں زندگی گزار رہے ہیں جو بے حد بے چینی، ہنگامہ آرائی اور اضطراب سے بھرا ہوا ہے۔ لوگ ذہنی طور پر تھک چکے ہیں، مایوس ہیں، دباؤ کا شکار ہیں اور خوفزدہ زندگی گزار رہے ہیں۔ ہمارے چاروں طرف بدکاری، تفرقہ، تلخی اور فریب پھیلا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ ہم میں سے ہر شخص اپنی روزمرہ زندگی میں بے شمار ذاتی جدوجہد کا بھی سامنا کر رہا ہے۔

میں نے یہ کتاب اس لیے لکھی ہے تاکہ آپ کو اُن وسائل سے آراستہ کر سکوں جن کی ان پُر آشوب زمانوں میں ثابت قدم رہنے کے لیے ضرورت ہے۔ یہ وسائل بائبل میں موجود ہیں۔ بائبل نہ صرف یہ بتاتی ہے کہ ہماری دنیا میں کیا کچھ ہو رہا ہے بلکہ یہ بھی حکمت اور رہنمائی فراہم کرتی ہے کہ ان تمام حالات کے درمیان ہمیں کس طرح زندگی گزارنی چاہیے۔ خدا کا کلام "میرے قدموں کے لیے چراغ اور میری راہ کے لیے روشنی ہے۔" (زبور باب 119 آیت 105)

ہم انسانی تاریخ کے اس موجودہ دور کے اختتام کے قریب پہنچ چکے ہیں۔ یسوع نے فرمایا تھا کہ اس زمانے کی پہچان بڑھتے ہوئے بحرانوں اور آفتوں سے ہوگی۔ دنیا پر جو کچھ آنے والا ہے، اس کا سامنا کرنے کے لیے صرف کلیسیا میں حاضر ہونا یا بائبل کے مطالعے کے کسی حلقے کا رکن ہونا کافی نہیں ہوگا۔ آپ کے لیے ضروری ہے کہ آپ خود جانیں کہ بائبل کیا کہتی ہے۔ جن نہایت سنگین حالات کا ہم سامنا کر رہے ہیں، انہیں دیکھتے ہوئے بائبل کا مطالعہ آپ کی زندگی کی اولین ترجیح بن جانا چاہیے۔

شاید آپ سوچ رہے ہوں، "براہ کرم مجھے بائبل پڑھنے کے لیے نہ کہیے۔ میرے پاس پہلے ہی بہت سے کام ہیں!" میں یقیناً آپ سے بائبل پڑھنے کے لیے کہوں گی، لیکن ساتھ ہی یہ بھی بتاؤں گی کہ اسے مؤثر انداز میں کیسے پڑھا جائے۔ میں آپ کو بائبل سے فائدہ اٹھانے کا ایک ایسا عملی طریقہ بتاؤں گی جس کے ذریعے آپ زیادہ سے زیادہ برکت حاصل کر سکیں اور بڑھتی ہوئی بے ترتیبی اور دباؤ کا ثابت قدمی سے مقابلہ کرنے کے قابل ہو جائیں۔ میں جتنے بھی ایسے لوگوں کو جانتی ہوں جنہوں نے اس کتاب میں بیان کیے گئے بائبل پڑھنے کے طریقے پر عمل کیا ہے، وہ سب آپ کو یہی بتائیں گے کہ اس نے ان کی زندگی اور زندگی کے حالات کا سامنا کرنے کے انداز میں حیرت انگیز تبدیلی پیدا کر دی۔ وہ یہ بھی کہیں گے کہ یہ اُن کے لیے اور اُن لوگوں کے لیے، جن کی زندگیوں پر اُن کا اثر پڑتا ہے، اُن کی زندگی کا بہترین فیصلہ تھا اور آج بھی ہے۔

میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ بہت سے لوگوں کے لیے کسی بھی قسم کا مطالعہ کرنا ایک چیلنج ہے۔ آج لوگ پہلے کی طرح کتابیں نہیں پڑھتے، جب تک کہ وہ کوئی پیغام یا سماجی ذرائع ابلاغ پر شائع ہونے والی مختصر تحریر نہ ہو۔ درحقیقت یہی ہماری بہت سی مشکلات کی ایک بڑی وجہ بھی ہے۔ ہم چند منٹ سے زیادہ دیر تک کسی ایک بات پر اپنی توجہ مرکوز رکھنے کی صلاحیت کھو چکے ہیں۔ سماجی ذرائع ابلاغ سے مسلسل ملنے والی معلومات نے لوگوں کی یکسوئی کی مدت بہت کم کر دی ہے اور اُن کے ذہنوں کو نہ ختم ہونے والے خیالات اور شور سے بھر دیا ہے۔ اس لیے ممکن ہے کہ آپ کو ان میں سے بعض چیزوں سے خود کو الگ کرنا پڑے تاکہ آپ کے پاس مطالعے کے لیے

وقت ہو۔ آپ کو دوبارہ اپنی وہ صلاحیت پیدا کرنے کی کوشش کرنا پڑ سکتی ہے جس کے ذریعے آپ مسلسل بدلتی ہوئی کسی اسکرین کے بجائے کسی ایک موضوع پر اپنی توجہ قائم رکھ سکیں۔ اس مقصد کے لیے ممکن ہے آپ کو کچھ نئے اور عملی طریقے بھی اختیار کرنے پڑیں۔

ممکن ہے آپ کے لیے بائبل کو آن لائن پڑھنا زیادہ آسان ہو۔ یا پھر کتاب کے متن کو دیکھتے ہوئے اس کی صوتی ریکارڈنگ سننا آپ کو باقاعدگی سے مطالعہ کرنے کی عادت پیدا کرنے میں مدد دے۔ (البتہ میں صرف گاڑی چلاتے وقت یا ورزش کرتے ہوئے بائبل کی صوتی ریکارڈنگ سننے کی سفارش نہیں کرتی، کیونکہ اس صورت میں وہ آسانی سے صرف پس منظر کی آواز بن کر رہ جاتی ہے اور اس کا حقیقی فائدہ حاصل نہیں ہو پاتا۔)

بائبل کو باقاعدگی سے پڑھنے والا شخص بننے کے لیے محنت کرنا پڑتی ہے، لیکن اس سے حاصل ہونے والے فوائد اس محنت سے کہیں زیادہ عظیم ہیں۔

اس کتاب کو لکھتے وقت میرے سامنے کئی مقاصد تھے۔ پہلا یہ کہ اسے حتیٰ الامکان مختصر رکھا جائے، اور دوسرا یہ کہ اسے زیادہ سے زیادہ سادہ اور آسان بنایا جائے۔ اسی لیے میں نے بہت سے موضوعات کو صرف اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے۔ (اس کتاب میں میں نے کچھ ایسے اضافی وسائل کی بھی سفارش کی ہے جو بعض موضوعات کو زیادہ تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔)

اگرچہ یہ کتاب آپ کی موجودہ مشکل میں بھی کچھ مدد فراہم کر سکتی ہے، لیکن میرا بنیادی مقصد آپ کو مستقبل میں آنے والی مشکلات کے لیے تیار کرنا ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ آپ باقاعدگی سے بائبل پڑھنے کی ترغیب پائیں۔ میں آپ کو کسی فوری یا جادوئی حل کا وعدہ نہیں کر رہی، کیونکہ ایسا کوئی حل موجود نہیں۔ البتہ آپ کو بائبل کا ایک مؤثر طالب علم بننے میں مدد دے کر میں آپ کو یہ موقع فراہم کر رہی ہوں کہ آپ وہ سمجھ اور صلاحیتیں حاصل کر سکیں جو مستقبل میں پیش آنے والے کسی بھی حالات کا سامنا کرنے اور اُن سے کامیابی کے ساتھ گزرنے میں آپ کی مدد کریں گی۔

میں پورے یقین کے ساتھ آپ سے یہ کہہ سکتی ہوں کہ جب آپ کی موجودہ مشکل ختم ہو جائے گی تو مستقبل میں کوئی نہ کوئی اور طوفان آپ کا انتظار کر رہا ہوگا، اور ممکن ہے وہ اس سے بھی زیادہ شدید ہو۔ لیکن اس مرتبہ آپ اُس کے لیے پہلے سے تیار ہوں گے۔

تعارف

ہم ایک ایسی ٹوٹی پھوٹی دنیا میں رہتے ہیں جسے گناہ نے بری طرح تباہ اور بگاڑ دیا ہے۔ اسی وجہ سے مشکلات ہم سب کی زندگی کا حصہ ہیں۔ زندگی کی آزمائشیں ہماری طاقت کو کمزور کر دیتی ہیں اور ہماری امید چھین لیتی ہیں۔ کبھی ہمیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہم پوری دنیا کو فتح کر سکتے ہیں، اور کبھی ایسا وقت بھی آتا ہے کہ ہمارے لیے بستر سے اٹھنا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ ہم نہ صرف اس بات پر شک کرنے لگتے ہیں کہ خدا ہماری مدد کرے گا، بلکہ یہ بھی سوچنے لگتے ہیں کہ کیا وہ واقعی موجود بھی ہے۔

زندگی کی مشکلات اور تکلیفوں سے بچنے کا کوئی راستہ نہیں ہے، لیکن یہ ضرور ممکن ہے کہ ہم ان کا سامنا بغیر لڑکھڑائے اور مکمل طور پر ٹوٹے بغیر کریں۔ یہ ممکن ہے کہ ہم اس یقین کو مضبوطی سے تھامے رکھیں کہ ہم ان حالات سے نکل آئیں گے، اور اس امید کو برقرار رکھیں کہ ہماری صورتحال ضرور بہتر ہوگی۔ کیا آپ کے گھر میں مقدس بائبل موجود ہے؟ اگر ہاں، تو آپ کے پاس وہی ذریعہ موجود ہے جس کی آپ کو ضرورت ہے تاکہ آپ زندگی کے طوفانوں کے درمیان ثابت قدم کھڑے رہ سکیں اور اپنے راستے میں آنے والی ہر مشکل پر غالب آ سکیں۔

مقدس بائبل دنیا کی کسی بھی دوسری کتاب کی مانند نہیں ہے، کیونکہ یہ ہمیں خود خدا کی طرف سے عطا کی گئی ہے۔ قادر مطلق خدا نے اُن مصنفین کو الہام بخشا جنہوں نے اس کے صفحات پر درج کلام کو تحریر کیا۔ مقدس بائبل ایک مافوق الفطرت کتاب ہے، کیونکہ اس کے پیغام کا سرچشمہ اس مادی دنیا سے ماورا ایک حقیقت ہے۔ مافوق الفطرت سے مراد ہے: "ایسی ہستی یا نظام سے تعلق رکھنے والی حقیقت جو اس دکھائی دینے والی اور محسوس کی جانے والی کائنات سے ماورا ہو۔"

خدا کا تحریری کلام اُن لوگوں کی زندگیوں میں روحانی نشوونما اور حقیقی تبدیلی پیدا کرنے کی قدرت رکھتا ہے جو اسے پڑھتے اور اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ اُس کا کلام آزمائشوں اور مصیبتوں کا سامنا کرتے وقت آپ کو بے خوف بنا سکتا ہے۔ خدا کا کلام زندگی کی مشکلات کے حقیقی حل فراہم کرے گا اور زندگی کے طوفانوں کے درمیان بھی آپ کے دل و دماغ کو حقیقی سلامتی سے بھر دے گا۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ بہت کم لوگ ان برکتوں سے فائدہ اٹھا پاتے ہیں، کیونکہ نہ تو وہ یہ سمجھتے ہیں کہ مقدس بائبل حقیقت میں کیا ہے، اور نہ ہی یہ جانتے ہیں کہ اسے صحیح طریقے سے کیسے استعمال کیا جائے۔ اس کتاب میں ہم انہی باتوں پر غور کریں گے اور ایسے عملی طریقے پیش کریں گے جنہیں آپ اپنی زندگی میں اختیار کر کے ان سے فائدہ حاصل کر سکیں۔ ہم مشکل حالات کو اپنی زندگی میں آنے سے نہیں روک سکتے، لیکن خدا کے کلام، یعنی مقدس بائبل، کے وسیلہ سے ہم اس مقام تک ضرور پہنچ سکتے ہیں جہاں زندگی کی مشکلات نہ ہمیں ہلا سکیں اور نہ ہمیں تباہ کر سکیں۔ بلکہ ہم یہ بھی سیکھ سکتے ہیں کہ ہنگامہ آرائی اور بحران کے درمیان بھی کس طرح فتح مند اور پھلدار زندگی گزاری جائے۔



آپ طوفان کو روک سکتے ہیں

جب یسوع اس زمین پر تھے تو انہوں نے دو گھروں کے بارے میں ایک سادہ سی تمثیل بیان کی جن پر ایک شدید طوفان آیا۔ ایک گھر موسلا دھار بارش، آندھی اور سیلاب کے سخت حملوں کے باوجود مضبوطی سے قائم رہا، جبکہ دوسرا گھر مکمل طور پر تباہ ہو گیا۔ ان دونوں گھروں کے درمیان فرق صرف ان کی بنیاد کا تھا۔ ایک گھر مضبوط چٹان پر تعمیر کیا گیا تھا اور دوسرا ریت پر کھڑا تھا۔ یسوع نے واضح فرمایا کہ ہر گھر کی بنیاد اس بات کا نتیجہ تھی کہ اسے بنانے والے نے خدا کے کلام کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا تھا۔ (متی باب 7 آیات 24 تا 27)

اس تمثیل کے ذریعے یسوع نے اُس سچائی کو آشکار کیا جو مقدس بائبل کے آغاز سے لے کر آخر تک نمایاں نظر آتی ہے۔ جو لوگ خدا کے کلام کو جانتے ہیں اور اسے اپنی زندگی میں عملی طور پر اختیار کرتے ہیں، وہ زندگی کے طوفانوں کا ثابت قدمی سے مقابلہ کر سکتے ہیں۔ وہ صرف زندہ ہی نہیں بچتے بلکہ زندگی کی ہر آزمائش کے درمیان ترقی کرتے ہیں اور فتح مند زندگی گزارتے ہیں۔

ایک پھلدار درخت

یسوع کے طوفان میں قائم رہنے والے گھروں کی تمثیل بیان کرنے سے کئی صدیاں پہلے، اسرائیل کے بادشاہ داؤد نے ایک زبور لکھی جس میں اُس شخص کا ذکر کیا جو "خداوند کی شریعت سے خوش رہتا ہے اور دن رات اُس کی شریعت پر غور کرتا ہے۔" (زبور باب 1 آیت 2) داؤد نے ایسے شخص کو اُس درخت سے تشبیہ دی "جو بہتے پانی کے کنارے لگایا گیا ہو، جو اپنے وقت پر پھل دیتا ہے اور جس کے پتے کبھی نہیں مرجھاتے۔" (زبور باب 1 آیت 3) جس طرح درخت کی جڑیں اسے شدید آندھیوں کے دوران مضبوطی سے قائم رکھتی ہیں اور خشک سالی میں بھی اس کے لیے خوراک کا ذریعہ بنتی ہیں، اسی طرح جو لوگ خدا کے کلام پر غور کرتے ہیں وہ مشکل حالات میں بھی مسلسل پھل لاتے رہتے ہیں۔

مسیح میں جڑ پکڑنا

رسول پولس نے بھی انہی جڑوں کی حقیقت کو بیان کیا جو انسان کو مضبوطی سے قائم رکھتی ہیں۔ اس نے ایمانداروں کو نصیحت کی کہ "اپنی جڑیں [یسوع] میں گہری ہونے دو۔" (کلیسیوں باب 2 آیت 7) پولس نے یہ کلام اصل میں یونانی زبان میں لکھا تھا۔ جس یونانی لفظ کا ترجمہ "جڑیں" کیا گیا ہے، اس کا مطلب ہے "مضبوطی سے قائم ہونا۔" اور مضبوطی سے قائم ہونے کا مطلب ہے "پائیداری کے ساتھ استوار ہونا۔"

جو شخص مسیح میں جڑ پکڑ چکا ہوتا ہے، وہ زندگی کے طوفان آنے پر ایمان سے شک کی طرف نہیں ڈگمگاتا۔ نہ مصیبت اسے خدا پر اپنے بھروسے سے ہٹا سکتی ہے اور نہ ہی اس کے مستقبل کی امید چھین سکتی ہے۔ وہ نہ غیر مستحکم ہوتا ہے اور نہ ٹوٹ کر بکھر جاتا ہے۔ جن لوگوں کی جڑیں گہری ہوتی ہیں وہ "[یسوع] سے روحانی غذا حاصل کرتے ہیں، ایمان میں بڑھتے جاتے ہیں اور سچائی میں مضبوط اور طاقتور بنتے ہیں۔" (کلیسیوں باب 2 آیت 7)

ہم مقدس بائبل کے ذریعے مسیح میں جڑ پکڑتے ہیں۔ یہ منفرد کتاب صرف ہمیں معلومات ہی نہیں دیتی اور نہ ہی صرف ہمارے جذبات کو متاثر کرتی ہے۔ خدا کا کلام اسے پڑھنے والوں کی زندگیوں میں قدرت، خوشی، سلامتی، حکمت اور ایمان پیدا کرتا ہے۔ مقدس صحائف ہمارے اندر ایسی روحانی نشوونما اور تبدیلی پیدا کرتے ہیں جو باہر سے بھی نمایاں نظر آنے لگتی ہے، کیونکہ حالات کے بارے میں ہمارا ردعمل اور لوگوں کے بارے میں ہمارا نقطہ نظر اور برتاؤ بدلنے لگتا ہے۔ یاد رکھیں، مقدس بائبل ایک مافوق الفطرت کتاب ہے۔ "ہر صحیفہ خدا کے الہام سے ہے۔" (2 تیمتھیس باب 3 آیت 16)

رسول پولس نے لکھا کہ "خدا کا کلام... تم ایمانداروں میں مؤثر طور پر کام کر رہا ہے، اور جو لوگ اس پر مضبوطی سے چلتے ہیں، اس پر بھروسا رکھتے ہیں اور اسی پر انحصار کرتے ہیں، اُن میں اپنی مافوق الفطرت قدرت ظاہر کرتا ہے۔" (1 تھسلونیکیوں باب 2 آیت 13)

رسول پطرس نے ایمانداروں کو خدا کے کلام کے لیے گہری خواہش رکھنے کی تعلیم دی۔ "نومولود بچوں کی مانند اُس خالص روحانی دودھ کے مشتاق رہو تاکہ اُس کے وسیلہ سے تم روحانی طور پر بڑھتے جاؤ۔" (1 پطرس باب 2 آیت 2) ایک چھوٹے بچے کے لیے دودھ سب سے پہلی ضرورت ہوتا ہے۔ وہ اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا، اور جب تک اسے دودھ نہ مل جائے وہ رونا بند نہیں کرتا۔ اور چونکہ وہ دودھ پیتا ہے، اس لیے وہ صرف زندہ ہی نہیں رہتا بلکہ مضبوط بھی ہوتا جاتا ہے۔

مقدس بائبل ہمارے باطنی انسان کی روحانی خوراک ہے۔ خود یسوع نے فرمایا: "انسان صرف روٹی ہی سے زندہ نہیں رہے گا بلکہ ہر اُس کلام سے جو خدا کے منہ سے نکلتا ہے۔" (متی باب 4 آیت 4) خدا کے کلام کو خوراک سے تشبیہ دے کر یسوع ہمیں اس کے مقصد اور اہمیت کو سمجھاتے ہیں۔ جب آپ کھانا کھاتے ہیں تو اسے اپنے اندر جذب کرتے ہیں اور وہ آپ کے جسم کا حصہ بن جاتا ہے۔ یہ جاننا ضروری نہیں کہ خوراک کس طرح آپ کے جسم کو غذا پہنچاتی ہے، نشوونما دیتی ہے اور آپ کو طاقتور بناتی ہے، لیکن اس کے فوائد حاصل کرنے کے لیے اسے کھانا ضروری ہے۔

بالکل اسی طرح یہ سمجھنا ضروری نہیں کہ مقدس بائبل آپ کے اندر کس طرح تبدیلی اور روحانی انقلاب پیدا کرتی ہے، لیکن اس کے اثر کرنے کے لیے ضروری ہے کہ آپ اسے پڑھیں۔ اگر آپ خدا

کے کلام کو قبول کریں گے، یعنی اسے پڑھیں گے اور اپنے دل میں جگہ دیں گے، تو خدا کا کلام وہی کام انجام دے گا جس مقصد کے لیے وہ عطا کیا گیا ہے۔

مجھ سے یہ مت کہیے کہ مجھے مقدس بائبل ضرور پڑھنی پڑے گی!

میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ بہت سے مسیحیوں کے لیے مقدس بائبل پڑھنا ایک جدوجہد ہے۔ ایک نہیں بلکہ بہت سے مخلص لوگوں نے مجھ سے اعتراف کیا ہے کہ وہ بہت کم، یا تقریباً کبھی بھی، اپنی مقدس بائبل نہیں پڑھتے۔ میں اکثر اس طرح کی باتیں سنتی ہوں: "جب میں مقدس بائبل پڑھنے کی کوشش کرتا ہوں تو مجھے وہ سمجھ میں نہیں آتی۔" "وہ بہت بے لطف محسوس ہوتی ہے اور مجھے نیند آنے لگتی ہے۔" "مجھے سمجھ نہیں آتا کہ پڑھنا کہاں سے شروع کروں۔" "یہ مجھے بہت مشکل اور بوجھل لگتی ہے۔"

ہم خود اپنی ناکامی کا سبب بن جاتے ہیں

مقدس بائبل پڑھنا اس لیے بھی مشکل محسوس ہوتا ہے کیونکہ ہم خود ہی اپنی ناکامی کی بنیاد رکھ دیتے ہیں۔ ہم فیصلہ کرتے ہیں کہ ہر روز ایک گھنٹہ پہلے اٹھ کر مقدس بائبل پڑھیں گے۔ لیکن پہلے اور دوسرے دن دیر تک سوتے رہتے ہیں، تیسرے اور چوتھے دن جھنجھلا کر الارم گھڑی کمرے کے کسی کونے میں پھینک دیتے ہیں، اور پانچویں دن تو الارم لگانے کی بھی زحمت نہیں کرتے۔

یا پھر ہم ارادہ کرتے ہیں کہ ہر رات سونے سے پہلے دس ابواب پڑھیں گے، لیکن پورے دن کی مصروفیت اور تھکن کے باعث تھوڑی ہی دیر میں ہمیں نیند آ جاتی ہے۔ چند اور کوششوں کے بعد ہم بالکل ہمت ہار بیٹھتے ہیں۔

بعض لوگ "ایک سال میں پوری مقدس بائبل پڑھیں" جیسا منصوبہ اختیار کرتے ہیں۔ وہ یکم اور دو جنوری کو اپنا مقررہ حصہ پڑھ لیتے ہیں، لیکن پھر کئی دن تک پڑھ نہیں پاتے۔ کچھ ہی عرصے میں وہ اتنا پیچھے رہ جاتے ہیں کہ اس کی تلافی کرنا ناممکن محسوس ہونے لگتا ہے۔ اور اگر کسی طرح ایک سال بعد یہ منصوبہ مکمل بھی کر لیں تو انہیں یہ بھی یاد نہیں رہتا کہ سال کے آغاز میں انہوں نے کیا پڑھا تھا۔

جب کبھی ہمیں مقدس بائبل پڑھنے کا وقت مل بھی جاتا ہے تو جس لفظ کا مطلب سمجھ میں نہیں آتا، ہم وہیں رک کر لغت یا کسی تشریحی کتاب میں اسے تلاش کرنے لگتے ہیں۔ یا پھر ہم اپنا زیادہ تر وقت صفحے کے نیچے دی گئی مطالعاتی وضاحتیں پڑھنے میں گزار دیتے ہیں کیونکہ وہ ہمیں اصل متن سے زیادہ دلچسپ محسوس ہوتی ہیں۔ نتیجتاً ہم مقدس بائبل پڑھنے کے بجائے اُس کے بارے میں لکھی گئی کتابیں اور تشریحات زیادہ پڑھتے رہتے ہیں۔

باقاعدہ اور مسلسل مطالعہ

میں آپ کو مقدس بائبل پڑھنے کا ایک ایسا طریقہ بتانا چاہتی ہوں جو ان تمام مشکلات کا حل پیش کرے گا اور آپ کی زندگی میں یقینی نتائج پیدا کرے گا: مقدس بائبل کے باقاعدہ اور مسلسل قاری بن جائیے۔

• باقاعدہ مطالعہ سے میری مراد یہ ہے کہ ہر روز (یا جتنا ممکن ہو اتنی پابندی کے ساتھ) تقریباً پندرہ سے بیس منٹ مقدس بائبل پڑھیں۔ ہم سب اپنی مصروف زندگی میں ہفتے کے کم از کم چند دن اتنا وقت ضرور نکال سکتے ہیں۔

• مسلسل مطالعہ سے میری مراد یہ ہے کہ عہد جدید کے آغاز سے پڑھنا شروع کیجیے۔ اپنے مقررہ وقت میں جتنا پڑھ سکیں، اتنا پڑھ لیجیے۔ جہاں مطالعہ ختم کریں وہاں نشان لگا دیجیے۔ اگلے دن وہیں سے دوبارہ پڑھنا شروع کیجیے جہاں پچھلے دن ختم کیا تھا۔ جو باتیں سمجھ میں نہ آئیں اُن کی فکر نہ کیجیے، بس پڑھتے رہیے۔ جن الفاظ یا باتوں کو آپ نہیں سمجھتے، اُن کے معنی آپ کسی اور وقت لغت، تفاسیر یا دوسری مطالعاتی کتابوں کی مدد سے معلوم کر سکتے ہیں۔

• جب آپ پورا عہد جدید پڑھ لیں تو اُسے دوبارہ پڑھیں، اور پھر بار بار پڑھتے رہیں۔ مقدس بائبل کا مطالعہ اپنی زندگی کی مستقل عادت بنا لیجیے۔ عہد عتیق کو اُس وقت تک کے لیے مؤخر رکھیے جب تک آپ عہد جدید کو اچھی طرح سمجھنے اور اُس سے واقف ہونے نہ لگیں۔ (اس کی وجہ میں آگے اس کتاب میں بیان کروں گی۔)

اس طریقے سے پڑھنے کا مقصد مقدس صحائف سے گہری واقفیت حاصل کرنا ہے۔ سمجھ بوجھ واقفیت کے ساتھ آتی ہے، اور واقفیت باقاعدہ اور بار بار پڑھنے سے پیدا ہوتی ہے۔ جب آپ عہد جدید کو بار بار پڑھتے ہیں تو آپ کو اُس کے مختلف حصوں کے درمیان تعلق دکھائی دینے لگتا ہے۔ آپ سمجھنے لگتے ہیں کہ کسی خط میں لکھا گیا ایک کلام اناجیل میں بیان کی گئی کسی بات کو مزید واضح کرتا ہے۔ آپ اُن موضوعات اور خیالات کو پہچاننے لگتے ہیں جو بار بار سامنے آتے ہیں، اور اس سے آپ کو اندازہ ہونے لگتا ہے کہ یہ نہایت اہم سچائیاں ہیں۔ آہستہ آہستہ مقدس بائبل آپ کے لیے واضح اور بامعنی بنتی جاتی ہے۔

اس طرح باقاعدگی سے مطالعہ کرنے کی عادت پیدا کرنا ایک جدوجہد ہو سکتی ہے، کیونکہ ہم سب اپنی زندگی میں بہت مصروف ہیں، اور ممکن ہے اس کے نتائج فوراً نظر نہ آئیں۔ پھر بھی یاد رکھیے کہ مقدس بائبل ایک مافوق الفطرت کتاب ہے، اور وہ یقیناً آپ کی زندگی میں تبدیلی پیدا کرے گی۔ ابتدا میں ممکن ہے آپ کو ان تبدیلیوں کا احساس نہ ہو، لیکن وقت کے ساتھ وہ نمایاں طور پر نظر آنے لگیں گی۔ اگر کسی وجہ سے آپ ایک یا دو دن مقدس بائبل نہ پڑھ سکیں تو احساسِ جرم میں مبتلا نہ ہوں۔ خدا آپ سے ناراض نہیں ہے۔ اگر آپ ایک یا دو ہفتے، یا ایک مہینہ بلکہ اس سے بھی زیادہ عرصہ مطالعے سے دور رہیں، تب بھی دوبارہ آغاز کرنے کا پختہ ارادہ کیجیے۔ اس جدوجہد پر غالب آ کر واپس آئیے، کیونکہ یہ کوشش واقعی اس قابل ہے۔

لوگ اکثر مجھ سے پوچھتے ہیں کہ میں نے مقدس بائبل کو اتنی اچھی طرح کیسے سیکھا کہ دوسروں کو بھی سکھا سکتی ہوں۔ اس کا جواب یہی ہے کہ میں نے عہد جدید کا باقاعدہ اور مسلسل مطالعہ کیا۔ جب میں نے پہلی مرتبہ پڑھنا شروع کیا تو جو کچھ پڑھتی تھی اُس کا زیادہ حصہ میری سمجھ میں نہیں آتا تھا، لیکن جوں جوں میں مسلسل پڑھتی گئی، سمجھ بڑھتی گئی۔ اس نے صرف میری زندگی

ہی نہیں بدلی بلکہ اُن بے شمار لوگوں کی زندگیوں کو بھی بدل دیا جنہوں نے مقدس بائبل کا باقاعدہ اور مسلسل مطالعہ اپنی عادت بنا لیا۔

اگر آپ پورے عہدِ جدید کو ابتدا سے انتہا تک پڑھنے کا پختہ ارادہ کریں گے اور اس عادت پر قائم رہیں گے تو ایک سال بعد آپ پہلے جیسے انسان نہیں رہیں گے۔ آپ مسیح میں مضبوط اور ثابت قدم ہونے کی راہ میں بہت آگے بڑھ چکے ہوں گے۔ زندگی کے حالات کو دیکھنے کا آپ کا انداز بدل جائے گا۔ زندگی کی مصیبتیں پہلے کی طرح آپ کو مکمل طور پر شکست نہیں دے سکیں گی اور نہ ہی مایوس کر سکیں گی۔ اور جب زندگی کا طوفان گزر جائے گا تو آپ پھر بھی مضبوطی سے قائم رہیں گے۔



کبھی کبھی میری ملاقات ایسے مخلص اور دیانت دار مسیحیوں سے ہوتی ہے جو خود کو مقدس بائبل کا قاری سمجھتے ہیں، لیکن وہ اسے اُس طریقے سے نہیں پڑھتے جس کا میں نے یہاں ذکر کیا ہے۔ اُن میں سے بہت سے لوگ یہ جان کر حیران رہ جاتے ہیں کہ حقیقت میں وہ مقدس بائبل کا باقاعدہ اور مسلسل مطالعہ کر ہی نہیں رہے ہوتے۔

یہی بات ہمیں اُس اگلے موضوع کی طرف لے جاتی ہے جس پر اب ہمیں غور کرنے کی ضرورت ہے۔



آپ سمجھتے ہیں کہ آپ بائبل پڑھتے ہیں، لیکن

کیا آپ نے کبھی بائبل کو اتفاقاً کھول کر کوئی آیت چننے کا تجربہ کیا ہے؟

کیا آپ نے کبھی بائبل کو اتفاقاً کھول کر کوئی آیت چننے کا یہ طریقہ اختیار کیا ہے؟ یہ کچھ اس طرح ہوتا ہے کہ آپ بائبل کو کسی بھی جگہ بے ارادہ کھولتے ہیں، جس پہلی سطر پر آپ کی نظر پڑتی ہے اسے پڑھتے ہیں، اور وہ آیت یوں محسوس ہوتی ہے جیسے براہ راست آپ سے ہم کلام ہو رہی ہو۔ میں جانتی ہوں کہ تقریباً ہر شخص، خود میں بھی، ایسا کوئی نہ کوئی تجربہ بیان کر سکتا ہے جب اس نے اتفاقاً بائبل کھولی، کوئی آیت سامنے آئی، اور وہ عین اسی وقت اس کی ضرورت کے مطابق نکلی۔

لیکن بائبل کو اس طرح اتفاقاً کھول کر آیات چننے میں ایک مسئلہ ہے۔ خدا کا کلام اس انداز سے پڑھنے کے لیے لکھا ہی نہیں گیا تھا، کیونکہ یہ ایک دوسرے سے الگ اور غیر مربوط آیات کا مجموعہ نہیں ہے۔ اصل میں بائبل بابوں اور آیات کی صورت میں نہیں لکھی گئی تھی۔ مقدس نوشتوں کی تکمیل کے کئی صدیوں بعد یہ تقسیمیں صرف حوالہ دینے اور مخصوص حصوں کو آسانی سے تلاش کرنے کی سہولت کے لیے شامل کی گئیں۔ حقیقت یہ ہے کہ بائبل کتابوں اور خطوط کا مجموعہ ہے، اور انہیں بھی دوسری تمام کتابوں اور خطوط کی طرح ابتدا سے انتہا تک پڑھا جانا چاہیے۔

فرض کیجیے کہ میں آپ کو پانچ صفحات پر مشتمل ایک خط لکھوں، اور آپ تیسرے صفحے کے درمیان سے دو جملے، پانچویں صفحے کے آغاز سے ایک جملہ، اور دوسرے صفحے کا آخری پیراگراف پڑھ لیں، پھر خط کو بند کر کے یہ اعلان کر دیں کہ آپ نے میرا خط پڑھ لیا ہے۔ ایسی صورت میں نہ صرف آپ نے میرا خط حقیقت میں نہیں پڑھا، بلکہ اس کے مضمون کو صحیح طور پر سمجھنا بھی آپ کے لیے ممکن نہیں ہوگا۔ بلکہ ممکن ہے کہ آپ میری بات کا بالکل غلط مطلب اخذ کر لیں۔ اس کے باوجود ہم میں سے بہت سے لوگ کائنات کی سب سے اہم کتاب کو بالکل اسی انداز سے پڑھتے ہیں۔ ہم اتفاقاً منتخب کی ہوئی، ایک دوسرے سے جدا آیات پڑھتے رہتے ہیں۔

یقیناً، میں تو بائبل پڑھتی ہوں!

اگرچہ بہت سے مسیحی آسانی سے یہ تسلیم کر لیتے ہیں کہ وہ بائبل نہیں پڑھتے، لیکن کچھ ایسے بھی ہیں جو واقعی سمجھتے ہیں کہ وہ بائبل پڑھ رہے ہیں، کیونکہ وہ روزانہ کی روحانی تحریریں پڑھتے ہیں، باقاعدگی سے بائبل کے مطالعے میں شریک ہوتے ہیں، بائبل کے بارے میں لکھی ہوئی کتابیں پڑھتے ہیں، اور ایسے واعظ سنتے ہیں جن میں مقدس نوشتوں کی آیات نقل کی جاتی ہیں۔ میں یہ نہیں کہہ رہی کہ آپ کو یہ سب کام چھوڑ دینے چاہییں، لیکن میں ضرور یہ کہہ رہی ہوں کہ ان میں سے کوئی بھی چیز بائبل کو باقاعدگی اور تسلسل کے ساتھ پڑھنے کا متبادل نہیں بن سکتی۔ مجھے اس کی وضاحت کرنے دیجیے۔

روزانہ کی روحانی تحریریں، بائبل کا مطالعہ، کتابیں اور واعظ

روحانی تحریریں بھی عموماً یہی طریقہ اختیار کرتی ہیں۔ ہر صفحہ کسی خاص بائبل آیت سے شروع ہوتا ہے یا اسی پر ختم ہوتا ہے، جسے مصنفہ منتخب کرتی ہے، پھر باقی پورا صفحہ اسی آیت کی تشریح پر مشتمل ہوتا ہے۔ وہ اس میں وضاحت پیش کرتی ہے، مثالیں بیان کرتی ہے، اور یہ دکھاتی ہے کہ اس آیت کو عملی زندگی میں کس طرح نافذ کیا جا سکتا ہے۔ اس طریقہ کار میں بذاتِ خود کوئی خرابی نہیں، لیکن آپ کو یہ سمجھنا چاہیے کہ اس صورت میں بھی آپ اتفاقاً منتخب کی گئی آیات ہی پڑھ رہے ہوتے ہیں، خود بائبل نہیں۔

بائبل کا مطالعہ بھی اکثر الگ تہلگ حصوں ہی پر مرکوز ہوتا ہے۔ بہت سے مسیحیوں کے نزدیک بائبل کا مطالعہ یہ ہے کہ چند لوگ کسی کے گھر میں جمع ہوں، مقررہ حصہ پڑھیں، اور پھر اس پر گفتگو کریں۔ ذرا تصور کیجیے کہ چند ایسے لوگ جو ڈاکٹر بننا چاہتے ہیں، ہر ہفتے باقاعدگی سے جمع ہوں، طب کی کسی درسی کتاب سے اتفاقاً منتخب کیے گئے اقتباسات پڑھیں، ہر جملے پر تفصیل سے گفتگو کریں، اور بتائیں کہ ان الفاظ سے وہ کیا مراد لیتے ہیں۔ چاہے وہ اپنے مطالعے کے لیے کتنے ہی مخلص کیوں نہ ہوں، کیا آپ ان مستقبل کے ڈاکٹروں میں سے کسی کو اپنی سرجری کرنے یا آپ کے لیے دوا تجویز کرنے کی اجازت دیں گے؟ غالباً نہیں، کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ انہوں نے اگرچہ پوری دیانت داری سے مطالعہ کیا، لیکن حقیقت میں اس درسی کتاب کا باقاعدہ مطالعہ نہیں کیا۔ انہوں نے صرف اس کے چند حصے ان کے اصل سیاق و سباق سے الگ کر کے پڑھے اور ان پر گفتگو کی ہے۔ بالکل یہی کام ہم میں سے بہت سے لوگ اپنے بائبل کے مطالعات میں کرتے ہیں۔

ممکن ہے آپ کو باصلاحیت مسیحی مصنفین کی لکھی ہوئی کتابیں پڑھنا بہت پسند ہو، اور آپ ان کے دیے ہوئے تمام بائبل حوالوں کو بڑی توجہ سے بھی پڑھتے ہوں۔ یا شاید آپ ہمیشہ اپنی بائبل کلیسیا میں ساتھ لے جاتے ہوں اور واعظ کرنے والے کی بیان کردہ ہر آیت کو بڑی محنت سے تلاش کرتے ہوں۔ اگرچہ آپ کی یہ کوششیں قابلِ تعریف ہیں، پھر بھی آپ بائبل کو نہیں پڑھ رہے ہوتے۔ آپ صرف وہ اقتباسات پڑھ رہے ہوتے ہیں جنہیں مصنفہ یا واعظ کرنے والے نے اپنی بات کی تائید کے لیے منتخب کیا ہے۔ اور جب تک آپ اس اصل موقع اور سیاق و سباق سے واقف نہ ہوں جس میں وہ الگ الگ آیات لکھی گئی تھیں، آپ یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ مقرر یا مصنفہ کی تشریح درست ہے۔ اگر آپ نے خود بائبل کو ابتدا سے انتہا تک پڑھ کر اس سے واقفیت حاصل نہیں کی، تو آپ کے پاس اتنی معلومات نہیں ہوں گی کہ آپ اس تشریح کو اس کے اصل سیاق و سباق کی روشنی میں پرکھ سکیں۔

سیاق و سباق میں پڑھنا

کسی بھی مخصوص حصہ کی درست تشریح کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اس کے سیاق و سباق پر غور کریں۔ سیاق و سباق کا مطلب صرف یہ نہیں کہ ہم کسی خاص آیت سے پہلے اور بعد کے الفاظ پڑھ لیں، اگرچہ یہ یقیناً اہم ہے۔ بائبل کے ہر حصے کا ایک تاریخی پس منظر بھی ہوتا ہے، جو اس کے حقیقی مفہوم کو سمجھنے میں ہماری مدد کرتا ہے۔

• بائبل کی ہر بات کسی شخص نے کسی دوسرے شخص کو کسی خاص موضوع کے بارے میں لکھی یا کہی ہے۔

• جس طرح ہم حقیقی موضوعات کے بارے میں معلومات پہنچانے کے لیے دوسروں سے گفتگو کرتے یا انہیں لکھتے ہیں، اسی طرح بائبل کے مصنفین نے بھی یہی کیا۔

• بائبل کے کسی بھی حصے کی درست تشریح کرنے کے لیے ہمیں یہ جاننا ضروری ہے کہ کون کس سے مخاطب ہے، اور کس موضوع کے بارے میں لکھ یا بول رہا ہے۔

آپ سوچ سکتے ہیں، ”میں یہ تینوں باتیں کیسے جان سکتا ہوں؟“

سب سے پہلے، ان سوالوں کے جواب اکثر خود متن میں موجود ہوتے ہیں۔ اسی لیے ضروری ہے کہ آپ صرف اتفاقاً منتخب کی گئی آیات پر اکتفا نہ کریں بلکہ ان سے آگے بھی پڑھیں۔ باقاعدہ اور مسلسل مطالعہ آپ کو سیاق و سباق سمجھنے میں مدد دیتا ہے، کیونکہ اس میں آپ صرف الگ الگ آیات نہیں بلکہ پوری پوری کتابیں پڑھتے ہیں۔ دوسرا، ایک اچھا بائبل کا استاد، جس نے مقدس نوشتوں کا گہرا مطالعہ کیا ہو اور جو تاریخی سیاق و سباق کی اہمیت کو سمجھتا ہو، ان سوالوں کے جواب معلوم کرنے میں آپ کی رہنمائی کر سکتا ہے۔

اس کا میرے لیے کیا مطلب ہے؟

ہم میں سے بہت سے لوگ بائبل کے پاس یہ سوچ کر آتے ہیں کہ ”اس کا میرے لیے کیا مطلب ہے؟“ حقیقت یہ ہے کہ سب سے اہم بات یہ نہیں کہ اس کا آپ کے لیے کیا مطلب ہے، بلکہ یہ ہے کہ جب مصنف نے روح القدس کی تحریک کے تحت یہ الفاظ قلم بند کیے، تو وہ اصل میں کیا کہنا چاہتا تھا۔ مقدس نوشتوں کی کوئی بھی آیت ہمارے لیے ایسا مطلب نہیں رکھ سکتی جو ان لوگوں کے لیے نہ رکھتی ہو جن کے لیے وہ ابتدا میں لکھی گئی تھی۔

یقیناً بائبل میں ایسے ابدی سچائیاں اور اصول موجود ہیں جنہیں ہم سب اپنی زندگیوں میں نافذ کر سکتے ہیں، خواہ ہم کسی بھی زمانے یا کسی بھی جگہ پیدا ہوئے ہوں۔ لیکن درست تشریح کے لیے تاریخی سیاق و سباق کو جاننا کہ کس نے، کس کو، اور کیوں لکھا—انتہائی ضروری ہے۔

اگر ہم سیاق و سباق کو نظر انداز کریں تو ہم بائبل سے ایسی باتیں بھی کہلوا سکتے ہیں جو وہ حقیقت میں کہتی ہی نہیں۔ آئیے دو ایسی مثالوں پر غور کریں جن میں آیات کو ان کے سیاق و سباق سے الگ کر کے ان کا مفہوم بدل دیا جاتا ہے۔ اگر آپ کچھ عرصے سے مسیحی ہیں تو غالباً آپ نے درج ذیل

دونوں آیات کو واعظوں میں استعمال ہوتے ضرور سنا ہوگا۔ لیکن اگر آپ باقاعدگی سے بائبل نہیں پڑھتے تو ممکن ہے آپ ان غلط تشریحات کو پہچان نہ سکیں۔

• ”خدا وفادار ہے، وہ تمہیں تمہاری طاقت سے بڑھ کر آزمائش میں نہیں پڑنے دے گا، بلکہ آزمائش کے ساتھ نکلنے کی راہ بھی پیدا کرے گا تاکہ تم اسے برداشت کر سکو۔“ (۱ کرنتھیوں باب 10 آیت 13)

اس آیت کو اکثر اس مطلب میں پیش کیا جاتا ہے کہ خدا آپ کو آپ کی برداشت سے بڑھ کر مشکلات اور مصیبتیں نہیں دے گا۔ لیکن جب ہم اس آیت کو اس کے سیاق و سباق میں پڑھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کا اصل مفہوم یہ ہے کہ گناہ کی کوئی بھی آزمائش آپ کی برداشت سے زیادہ نہیں ہوتی، کیونکہ خدا ہمیشہ ہمیں اس گناہ سے بچ نکلنے کی راہ مہیا کرتا ہے (۱ کرنتھیوں باب 10 آیات 1 تا 12)۔ اس آیت کا ہماری زندگی میں آنے والی آزمائشوں اور مصیبتوں سے کوئی تعلق نہیں ہے جن کی خدا اجازت دیتا ہے۔ میں نے اپنی کتاب ”خدا اچھا ہے، اور اچھا ہونے کا مطلب واقعی اچھا ہے“ کے صفحات 8 اور 9 میں اس آیت کی مزید تفصیلی وضاحت کی ہے۔

• ”دو، تو تمہیں بھی دیا جائے گا؛ اچھا ناپ، دبا دبا کر، ہلا ہلا کر اور لبریز کر کے لوگ تمہاری جھولی میں ڈالیں گے، کیونکہ جس پیمانے سے تم ناپتے ہو، اسی پیمانے سے تمہارے لیے بھی ناپا جائے گا۔“ (لوقا باب 6 آیت 38)

ممکن ہے آپ نے کلیسیا کی عبادت کے دوران چندہ یا نذرانہ دیتے وقت لوگوں کو فراخ دلی سے دینے کی ترغیب دینے کے لیے اس آیت کو بار بار سنا ہو۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس آیت کا مالی عطیات سے کوئی تعلق نہیں۔ یسوع فرما رہے تھے کہ جس قدر رحم اور معافی آپ دوسروں کو دیں گے، اسی قدر وہی چیز آپ کی طرف واپس آئے گی (لوقا باب 6 آیات 27 تا 38)۔

میں ان لوگوں کی نیت پر کوئی سوال نہیں اٹھا رہی جو ان آیات کو غلط سمجھتے یا غلط انداز میں استعمال کرتے ہیں۔ لیکن میں ضرور آپ کو اس بات کی طرف متوجہ کرنا چاہتی ہوں کہ باقاعدگی اور تسلسل کے ساتھ پوری بائبل کا مطالعہ کرنا کس قدر ضروری ہے۔

• <<<< • >>>> •

بائبل کو کامیابی کے ساتھ پڑھنے کے لیے صرف یہ جان لینا کافی نہیں کہ اسے کس طرح پڑھا جائے، بلکہ یہ سمجھنا بھی ضروری ہے کہ بائبل کا مقصد کیا ہے۔ جب آپ یہ جان لیں گے کہ خدا کی یہ حیرت انگیز کتاب کیوں لکھی گئی اور اسے پڑھنے والوں کی زندگیوں میں یہ کیا کام انجام دیتی ہے، تو آپ اس سے کہیں زیادہ فائدہ حاصل کریں گے۔ اگلے باب میں ہم اسی موضوع پر گفتگو کریں گے۔



یہ سب کس بارے میں ہے؟

مخلص مسیحی اکثر بائبل کو سمجھنے میں اس لیے دشواری محسوس کرتے ہیں کیونکہ بائبل کے مقصد کے بارے میں ان کے تصورات درست نہیں ہوتے، اور وہ اس سے ایسی توقعات وابستہ کر لیتے ہیں جو حقیقت پسندانہ نہیں ہوتیں۔ بعض اوقات مایوس لوگ مجھ سے ایسی کوئی آیت پوچھتے ہیں جو ان کی ہر مشکل یا بحران کو فوراً ختم کر دے۔ لیکن بائبل زندگی کے مسائل کے فوری حلوں کا مجموعہ نہیں ہے۔ نہ ہی یہ ایسی خود امدادی کتاب ہے جو ہمیں کامیاب یا خوشحال زندگی گزارنے کے طریقے سکھانے یا بامقصد زندگی کے اصول فراہم کرنے کے لیے لکھی گئی ہو۔

میں یہ نہیں کہہ رہی کہ بائبل میں موجود تعلیمات آپ کو بہتر زندگی گزارنے میں مدد نہیں دیتیں، لیکن بائبل اسی مقصد کے لیے نہیں لکھی گئی۔ بائبل اس لیے لکھی گئی کہ وہ قادرِ مطلق خدا، اُس کے منصوبوں اور اُس کے مقاصد کو ظاہر کرے۔ یہ چھپا سٹھ کتابوں اور خطوط کا مجموعہ ہے، جو اس حقیقت کو آشکار کرتے ہیں کہ خدا ایک خاندان چاہتا ہے اور یسوع مسیح کے وسیلہ سے اس خاندان کو حاصل کرنے کا اُس کا منصوبہ کیا ہے۔ بائبل کی ہر کتاب اور ہر تحریر کسی نہ کسی انداز میں اسی عظیم داستان کو آگے بڑھاتی ہے یا اس میں کچھ اضافہ کرتی ہے۔

منصوبہ شروع ہوا، رکا، پھر دوبارہ قائم کیا گیا

بائبل کا آغاز تخلیق سے ہوتا ہے۔ قادرِ مطلق خدا نے مردوں اور عورتوں کو اس لیے پیدا کیا کہ وہ اُس کے بیٹے اور بیٹیاں بنیں، اور اُس نے زمین کو اپنے اور اپنے خاندان کے لیے ایک گھر کے طور پر بنایا۔ (پیدائش باب 1 تا 2؛ افسیوں باب 1 آیات 4 اور 5؛ یسعیاہ باب 45 آیت 18)

لیکن یہ داستان جلد ہی انسان کے سقوط تک پہنچتی ہے، جب پہلے انسان، آدم، نے گناہ کے ذریعے خدا سے آزاد رہنے کا انتخاب کیا۔ تمام انسانوں کے نمائندے اور زمین کے پہلے نگہبان ہونے کے باعث، اُس کی بغاوت کے نتیجے میں پوری انسانیت اور اس کے گھر، یعنی زمین، پر فساد اور موت کی لعنت آ گئی۔ (پیدائش باب 3 آیات 17 تا 19؛ رومیوں باب 5 آیت 12؛ رومیوں باب 8 آیت 20)

انسان خدا کا فرزند کہلانے کے لائق نہ رہا، اور گناہ کی وجہ سے زمین بھی فساد کا شکار ہو گئی۔

آدم کی نافرمانی کے فوراً بعد خدا نے آدم سے —اور آدم میں پوری انسانیت سے— یہ وعدہ کیا کہ ایک دن ایک نجات دہندہ، یعنی چھڑانے والا، دنیا میں آئے گا اور اس تمام نقصان کا ازالہ کرے گا۔ (پیدائش باب 3 آیت 15)

یسوع ہی وہ نجات دہندہ ہیں۔

اس کے بعد خدا نے انسانوں کو ہدایت دی کہ وہ تحریری ریکارڈ محفوظ کریں، کیونکہ وہ یسوع کے وسیلہ سے اپنے خاندان کو دوبارہ حاصل کرنے کے منصوبے کو مرحلہ وار ظاہر کرتا جا رہا تھا۔ یہی ابتدائی تحریریں بعد میں اس مجموعے کی صورت اختیار کر گئیں جسے آج ہم عہد عتیق کہتے ہیں۔

بائبل کی ابتدائی کتابوں میں خداوند نے اس قوم کو ظاہر کیا جس کے ذریعے یسوع دنیا میں آنے والے تھے، یعنی ابراہیم کی نسل۔ (پیدائش باب 12 آیات 1 تا 3)

بعد میں یہی نسل اسرائیل کی قوم بنی، جسے عبرانی اور یہودی بھی کہا جاتا ہے۔ عہد عتیق کا باقی حصہ زیادہ تر انہی لوگوں کی تاریخ بیان کرتا ہے، جو یسوع کی پیدائش سے تقریباً چار سو سال پہلے تک پھیلی ہوئی ہے (1921 قبل مسیح سے 400 قبل مسیح)۔ یہ اس بات کا ریکارڈ ہے کہ خدا نے شدید رکاوٹوں کے باوجود ابراہیم کی نسل کو کیسے محفوظ رکھا، جبکہ وہ اپنی نجات کے منصوبے اور آنے والے نجات دہندہ کے بارے میں بتدریج مزید حقائق ظاہر کرتا رہا۔

عہد جدید یسوع کی آمد اور اُن کے کام کا بیان ہے۔ اس کی تمام کتابیں اور خطوط اُن مردوں نے لکھے جنہوں نے یسوع مسیح کی خدمت، مصلوب ہونے اور مردوں میں سے جی اٹھنے کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ ان اشخاص کے بارے میں میں آگے آنے والے ایک باب میں مزید گفتگو کروں گی۔

نجات کے لیے حکمت عطا کرنے والی کتاب

خداوند نے انسانوں کو مقدس نوشتے لکھنے کی تحریک اس لیے دی تاکہ ہم یہ سمجھ سکیں کہ ہمیں گناہ سے نجات کی ضرورت کیوں ہے، خدا یہ نجات کس طرح مہیا کرتا ہے، اور اس کا ہماری زندگیوں پر کیا اثر پڑتا ہے۔

یسوع اس دنیا میں اس لیے آئے کہ صلیب پر وہ سزا اپنے اوپر لے لیں جو گناہ کے سبب پوری انسانیت کے لیے مقرر کی گئی تھی۔ اپنی موت اور قیامت کے ذریعے یسوع نے اُن تمام لوگوں کے لیے، جو اُن پر ایمان رکھتے ہیں، خدا کے بیٹے اور بیٹیاں بننے کا راستہ کھول دیا۔ یسوع پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ ہم انہیں اپنا نجات دہندہ اور خداوند تسلیم کریں اور گناہ سے نجات کے واحد وسیلہ کے طور پر صرف اُن پر بھروسا رکھیں۔

“[مقدس نوشتے] تمہیں تعلیم دینے اور اُس نجات کی سمجھ دینے کے قابل ہیں جو مسیح یسوع پر ایمان لانے سے حاصل ہوتی ہے۔” (۲ تیمتھیس باب 3 آیت 15)

”لیکن یہ [مقدس نوشتے] اس لیے لکھے گئے ہیں کہ تم ایمان لاؤ کہ یسوع ہی مسیح، خدا کے بیٹے ہیں، اور ایمان لا کر اُس کے نام سے زندگی پاؤ۔“ (یوحنا باب 20 آیت 31)

خدا کا کلام ہمیں صرف نجات کے بارے میں معلومات ہی نہیں دیتا بلکہ ہماری زندگی میں نجات کے واقع ہونے کے لیے بھی نہایت ضروری ہے۔ جب خدا کا کلام ہمارے سامنے یہ سچائی پیش کرتا ہے کہ یسوع ہمارے گناہوں کے لیے مرے اور مُردوں میں سے جی اٹھے، اور ہم اس پر ایمان لے آتے ہیں، تو ہم خدا کی مہیا کی ہوئی نجات کا تجربہ کرتے ہیں۔ ہمیں ہمیشہ کی زندگی ملتی ہے۔ ہمارے اندر ایک مافوق الفطرت تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ روح القدس، خدا کے کلام کے وسیلہ سے، ہمارے باطن میں ابدی زندگی عطا کرتا ہے، اور ہم حقیقت میں خدا سے پیدا ہوتے ہیں۔ ہم گنہگاروں سے بدل کر خدا کے پاک اور راستباز بیٹے اور بیٹیاں بن جاتے ہیں۔ (یوحنا باب 3 آیات 3 تا 5؛ ۱ پطرس باب 1 آیت 23؛ ۱ یوحنا باب 5 آیت 1)

”لیکن جتنے لوگوں نے اُس پر ایمان لایا... اور [یسوع] کو قبول کیا، اُس نے انہیں خدا کے فرزند بننے کا حق بخشا۔ اُن کا نیا جنم ہوتا ہے! یہ انسانی خواہش یا منصوبے سے پیدا ہونے والا جسمانی جنم نہیں بلکہ یہ نیا جنم خدا کی طرف سے ہوتا ہے۔“ (یوحنا باب 1 آیات 12 اور 13)

مقدس نوشتے آپ کو آپ کی حقیقی منزل دکھاتے ہیں—یعنی مسیح پر ایمان لا کر خدا کا بیٹا یا بیٹی بننا۔ اور خدا کا کلام آپ کو یقین دلاتا ہے کہ آپ کی سب سے بڑی ضرورت پوری ہو چکی ہے، یعنی گناہ سے نجات۔

لیکن مجھے تو واقعی مدد چاہیے

شاید آپ یہ سوچ رہے ہوں، ”یہ سب اپنی جگہ درست ہے، لیکن میری زندگی میں حقیقی مسائل ہیں، اور مجھے ابھی حقیقی مدد کی ضرورت ہے۔“

درحقیقت، یہی تو حقیقی مدد ہے!

دیکھیں، بہت سے مخلص مسیحیوں کو زندگی کے طوفانوں میں خدا پر بھروسا کرنے میں دشواری پیش آتی ہے، کیونکہ وہ اس بات پر یقین نہیں کر پاتے کہ خدا واقعی ان کی مدد کرنا چاہتا ہے۔ بے شمار ایماندار ایسے شکوک و شبہات سے لڑتے رہتے ہیں: ”میں نے بہت برے کام کیے ہیں۔“ ”خدا مجھ سے اتنی محبت نہیں کرتا جتنی دوسروں سے کرتا ہے۔“

لیکن جب آپ یہ جان لیتے ہیں کہ خدا آپ کی سب سے بڑی ضرورت، یعنی گناہ سے نجات، پہلے ہی پوری کر چکا ہے، تو آپ کا ایمان بے حد مضبوط ہو جاتا ہے۔ اگر اُس وقت، جب آپ ابھی اُس کے خاندان کا حصہ بھی نہیں تھے، خداوند نے آپ کی سب سے بڑی ضرورت پوری کر دی، تو اب جبکہ آپ اُس کے بیٹے یا بیٹی ہیں، وہ آپ کی چھوٹی چھوٹی ضرورتوں میں مدد کرنے سے کیوں ہچکچائے گا؟ اور ابدی نجات کے مقابلے میں باقی تمام ضرورتیں یقیناً چھوٹی ہی ہیں۔

”جس نے اپنے ہی بیٹے کو دریغ نہ کیا بلکہ اُسے ہم سب کے لیے دے دیا، کیا ہم ایسے خدا پر یہ بھروسا نہیں کر سکتے کہ وہ اپنے بیٹے کے ساتھ ہمیں وہ سب کچھ بھی عطا کرے گا جس کی ہمیں ضرورت ہو سکتی ہے؟“ (رومیوں باب 8 آیت 32)

عہدِ جدید کا باقاعدگی اور تسلسل کے ساتھ مطالعہ آپ کے اندر یہ مضبوط یقین پیدا کرے گا کہ خدا آپ سے محبت کرتا ہے اور وہ ضرور آپ کی مدد کرے گا۔ جیسے جیسے آپ عہدِ جدید سے زیادہ واقف ہوتے جائیں گے، آپ یہ سمجھنے لگیں گے کہ خدا نے نجات کے وسیلہ سے آپ کے لیے اس زندگی میں اور آنے والی زندگی میں کیا کچھ مہیا کیا ہے۔ اور آپ یہ بھی سیکھیں گے کہ حالات خواہ جیسے بھی ہوں، اس الہی انتظام کے مطابق کیسے زندگی گزارنی ہے اور اس کے ثمرات کا عملی تجربہ کیسے کرنا ہے۔



بائبل میں آپ کے لیے حقیقی مدد موجود ہے

خدا کا کلام نہ صرف آپ کو آپ کا حقیقی مقصد دکھاتا ہے اور یہ یقین دلاتا ہے کہ آپ کی سب سے بڑی ضرورت پوری کی جا چکی ہے، بلکہ یہ آپ کی مدد بھی کرتا ہے کہ آپ ہر چیز کو ویسے دیکھیں جیسی وہ حقیقت میں ہے۔ جب آپ حقیقت کو اس کی اصل سچائی کے مطابق دیکھنا سیکھ جاتے ہیں، تو پھر آپ اپنی زندگی میں آنے والے ہر طرح کے حالات کا سامنا کر سکتے ہیں۔

بائبل حقیقت کے بارے میں کیا ظاہر کرتی ہے؟

آئیے، اس سوال کا جواب اگلے حصے میں جانتے ہیں۔



آپ جس طرح دیکھتے ہیں، اُسی طرح سمجھتے ہیں

زندگی کے طوفان خود لوگوں کو تباہ نہیں کرتے۔ اگر ایسا ہوتا تو ہم میں سے کوئی بھی زندہ نہ بچتا، کیونکہ ہم سب کبھی نہ کبھی مشکل حالات سے گزرتے ہیں۔ مشکل وقت میں آپ کا ردِ عمل ہی یہ طے کرتا ہے کہ آپ اس سے کامیابی کے ساتھ نکلیں گے یا نہیں۔ اور آپ کا ردِ عمل اس بات پر منحصر ہوتا ہے کہ آپ حقیقت کو کس طرح سمجھتے ہیں، یعنی آپ اپنی صورتحال کو کس نظر سے دیکھتے ہیں۔ جو کچھ آپ دیکھتے ہیں وہ آپ کو نہ بناتا ہے اور نہ بگاڑتا ہے، بلکہ اصل بات یہ ہے کہ آپ دیکھی ہوئی چیز کو کس انداز سے دیکھتے ہیں۔ یہی آپ کا نقطہ نظر ہے۔ اگر آپ خدا کے مطابق اپنے حالات کو ان کی حقیقی صورت میں دیکھنا سیکھ جائیں تو آپ شدید ترین حملوں اور آزمائشوں سے بھی سلامت نکل سکتے ہیں۔

حقیقت جیسی وہ واقعی ہے

جب زندگی میں کوئی طوفان آتا ہے تو جو کچھ آپ دیکھتے اور محسوس کرتے ہیں وہ یقیناً حقیقت کا حصہ ہوتا ہے۔ لیکن آپ کی آنکھیں اور آپ کے احساسات آپ کو پوری حقیقت نہیں بتا سکتے، کیونکہ اس سے کہیں زیادہ کچھ ہو رہا ہوتا ہے جتنا آپ اپنے حواس سے جان سکتے ہیں۔

بائبل کے مطابق ایک غیر مرئی جہان بھی موجود ہے، ایک ایسی حقیقت جو عام طور پر انسانی آنکھوں سے اوجھل رہتی ہے۔ غیر مرئی خدا قدرت اور اختیار سے بھرپور ایک غیر مرئی بادشاہی پر حکمرانی کرتا ہے، اور وہ بادشاہی ہماری ظاہری دنیا پر اثر انداز بھی ہوتی ہے۔ (کلیسیوں باب 1 آیات 15 تا 16؛ ۲ کرنتھیوں باب 4 آیت 18)

چاہے اس وقت حالات جیسے بھی دکھائی دیں یا محسوس ہوں، اصل حقیقت یہ ہے کہ قادرِ مطلق خدا آپ کے ساتھ ہے، اور آپ کے خلاف کوئی بھی چیز اُس سے زیادہ بڑی یا زیادہ طاقتور نہیں ہو سکتی۔

بائبل ظاہر کرتی ہے کہ:

• خدا ہر جگہ موجود ہے، یعنی وہ ایک ہی وقت میں ہر مقام پر حاضر ہے۔ ایسی کوئی جگہ نہیں جہاں خدا موجود نہ ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ جہاں بھی ہوں، خدا وہاں آپ کے ساتھ ہے۔ (یرمیاہ باب 23 آیات 23 تا 24)

• خدا قادر مطلق ہے، یعنی وہ کامل قدرت کا مالک ہے۔ اُس سے بڑا یا اُس سے زیادہ طاقتور کوئی نہیں، اور کوئی چیز اُس کی قدرت اور قوت کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ (مکاشفہ باب 19 آیت 6)

• خدا سب کچھ جانتے والا ہے، یعنی وہ ہر بات سے واقف ہے۔ وہ پہلے ہی جانتا ہے کہ آئندہ کیا ہونے والا ہے۔ اس لیے کوئی واقعہ اُسے حیران نہیں کرتا اور نہ ہی کسی مشکل سے وہ پریشان ہوتا ہے۔ ایسی کوئی مشکل نہیں جس کا حل یا منصوبہ اُس کے پاس پہلے سے موجود نہ ہو۔ (یسعیاہ باب 46 آیات 9 تا 10)

قادر مطلق خدا نہ صرف آپ کے ساتھ ہے بلکہ وہ آپ کے حق میں بھی ہے۔ اور خداوند آپ کی خاطر اپنی عظیم قدرت ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ اُس نے یہ بات اس وقت ثابت کر دی جب اُس نے آپ کے گناہوں کے لیے یسوع کو مرنے کے لیے بھیجا۔

خدا نے یسوع مسیح کے وسیلہ سے ہمارے لیے جو کچھ کیا، اُس کے بارے میں رسول پولس ایک زور دار سوال پوچھتے ہیں:

“اگر خدا ہمارے حق میں ہے تو کون [یا کیا] ہمارے خلاف ہو سکتا ہے؟” (رومیوں باب 8 آیت 31)

پولس نے یہ سوال اس لیے کیا کہ اس کا جواب بالکل واضح ہے۔ اگر اُس وقت جب آپ گناہ کے باعث خدا کے دشمن تھے، اُس نے اپنی مرضی سے یسوع کو آپ کے لیے مرنے کے لیے بھیج دیا، تو اب جبکہ آپ صلیب کے وسیلہ سے اُس کے ساتھ صلح کر چکے ہیں، وہ آپ کی مدد کرنے سے کیوں ہچکچائے گا؟ (رومیوں باب 5 آیات 6 تا 10)

بائبل کا باقاعدہ اور مسلسل مطالعہ آپ کو حقیقت کی زیادہ درست سمجھ عطا کرتا ہے۔ اس کے صفحات کے ذریعے آپ چیزوں کو اُن کی اصل حقیقت کے مطابق دیکھنا شروع کر دیتے ہیں۔ آپ جان لیتے ہیں کہ خدا آپ کے ساتھ بھی ہے، آپ کے حق میں بھی ہے، اور آپ کی مدد کرنے کے لیے ہر وقت تیار اور آمادہ ہے۔

“خدا ہماری پناہ اور ہماری قوت ہے، وہ مصیبت میں ہمیشہ موجود مددگار ہے۔” (زبور باب 46 آیت 1)

خدا کا کلام آپ کے دل میں یہ مضبوط یقین پیدا کرتا ہے کہ آپ کے خلاف آنے والی کوئی بھی چیز خدا سے زیادہ بڑی نہیں ہو سکتی۔ یہی نیا نقطہ نظر آپ کو اپنے حالات کا سامنا ایمان اور خداوند پر بھروسا رکھتے ہوئے کرنے کے قابل بناتا ہے، اور اسی کے نتیجے میں اُس کی مدد اور فراہمی کا دروازہ آپ کے لیے کھل جاتا ہے۔

حقیقی زندگی کی ایک مثال

اُنہی عہدِ عتیق میں محفوظ ایک تاریخی واقعے پر غور کریں۔ حقیقی زندگی کا یہ واقعہ ظاہر کرتا ہے کہ حقیقت کے بارے میں ہمارا نقطہ نظر کس طرح کسی طوفان کا سامنا کرتے وقت ہمارے فیصلوں اور اعمال کو متاثر کرتا ہے۔ یہ حقیقی لوگوں کی سچی داستان ہے، جنہوں نے ایک نہایت سنگین صورتحال کا سامنا کیا۔ حقیقت کو دیکھنے کے اپنے انداز اور اس کے بعد کیے گئے اپنے فیصلوں کی وجہ سے ان میں سے بعض کو قادرِ مطلق خدا کی مدد ملی، جبکہ دوسروں کو نہیں ملی۔

تقریباً 1490 قبل مسیح میں ابراہیم کی نسل، یعنی یہودی یا اسرائیلی، کنعان کی سرحد پر پہنچے، جو آج کا اسرائیل ہے۔ وہ ابھی حال ہی میں مصر سے نکلے تھے، جہاں وہ کئی برسوں تک غلامی کی زندگی گزارتے رہے تھے۔ خداوند نے اپنی عظیم قدرت کے بے شمار مظاہروں کے ذریعے انہیں اس غلامی سے آزاد کرایا۔ پھر موسیٰ نامی شخص کی قیادت میں اسرائیلی اپنے آبائی وطن کی طرف واپس آئے۔

اسرائیلیوں کے سرحد عبور کرنے سے پہلے موسیٰ نے بارہ جاسوسوں کو کنعان بھیجا تاکہ وہ اس سرزمین کا جائزہ لیں۔ چالیس دن تک اس علاقے کی جاسوسی کرنے کے بعد وہ واپس آئے اور اپنی رپورٹ پیش کی۔ کنعان ایک نہایت خوبصورت اور فراوانی سے بھرا ہوا ملک تھا، لیکن وہاں بڑی بڑی رکاوٹیں بھی موجود تھیں۔ مضبوط فصیلوں والے شہر، جنگجو قبائل، اور غیر معمولی طور پر قد آور لوگ وہاں آباد تھے۔ اگرچہ تمام جاسوس اپنی دیکھی ہوئی باتوں پر متفق تھے، لیکن اس بارے میں ان کی رائے بالکل مختلف تھی کہ اب کیا کرنا چاہیے۔

دو جاسوس، یعنی یشوع اور کالب، اس نتیجے پر پہنچے کہ تمام رکاوٹوں کے باوجود انہیں اس ملک میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لینا چاہیے۔ جبکہ باقی دس جاسوسوں کا یقین تھا کہ اگر وہ کنعان پر قبضہ کرنے کی کوشش کریں گے تو سب کے سب مارے جائیں گے۔

”[یشوع نے کہا،] ”[خداوند] ہمیں بخیریت اس ملک میں لے جائے گا اور اسے ہمیں عطا کرے گا۔۔۔ خداوند کے خلاف بغاوت نہ کرو اور اس ملک کے لوگوں سے نہ ڈرو۔ وہ ہمارے لیے بے بس شکار کی مانند ہیں۔ ان کے پاس کوئی حفاظت نہیں، لیکن خداوند ہمارے ساتھ ہے۔ ان سے نہ ڈرو!“ (گنتی باب 14 آیات 8 اور 9)

”[کالب نے کہا،] ”اؤ، ہم فوراً اس ملک پر قبضہ کرنے کے لیے چلیں۔ ہم یقیناً اس پر غالب آ جائیں گے۔“ (گنتی باب 13 آیت 30)

”لیکن باقی دس نے کہا، ”ہم ان لوگوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے جو اس ملک میں رہتے ہیں، کیونکہ وہ ہم سے زیادہ طاقتور ہیں۔۔۔ وہ ملک اپنے باشندوں کو نگل جاتا ہے، اور وہاں کے تمام لوگ بہت بڑے قد والے ہیں۔ ہم نے وہاں دیوقامت لوگوں کو بھی دیکھا، یعنی عناق کی اولاد کو۔ ہمیں تو اپنے آپ ٹڈیوں کی مانند محسوس ہوئے، اور یقیناً ان کی نظر میں بھی ہم ایسے ہی تھے۔“ (گنتی باب 13 آیات 31 تا 33)

یہ دونوں بالکل مختلف نتائج اس بات کا نتیجہ تھے کہ ہر جاسوس نے اپنے سامنے موجود حالات کو کس نظر سے دیکھا۔ ان دس جاسوسوں نے صرف وہی دیکھا جو ان کی آنکھوں کے سامنے تھا۔ لیکن یشوع اور کالب نے اپنے حالات کا اندازہ ان غیر مرئی حقیقتوں کی روشنی میں لگایا۔ اگرچہ وہ قادرِ مطلق خدا کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے تھے، پھر بھی انہیں یقین تھا کہ وہ ان کے ساتھ ہیں اور ان کی مدد کرے گا۔

یشوع اور کالب کو یہ یقین خود خداوند کے اس وعدے سے ملا تھا جو اس نے موسیٰ کو اس وقت دیا تھا جب اسے اسرائیل کو مصر سے نکالنے کے لیے بلایا گیا تھا۔ خداوند خدا نے موسیٰ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ نہ صرف اسرائیل کو مصر کی غلامی سے نجات دے گا بلکہ انہیں بخیریت کنعان کی سرزمین تک بھی پہنچائے گا۔ (خروج باب 3 آیت 8؛ خروج باب 6 آیات 6 تا 8)

جب ان بارہ جاسوسوں نے اپنی اپنی رپورٹ پورے اسرائیلی اجتماع کے سامنے پیش کی تو پوری قوم نے اس سرزمین میں داخل نہ ہونے کا فیصلہ کیا۔ حالانکہ خداوند ان کے ساتھ تھا اور ان کی خاطر جنگ لڑنے کے لیے تیار تھا، پھر بھی انہوں نے خود کو بے بس سمجھا۔ چنانچہ کنعان میں داخل ہونے کے بجائے وہ پوری نسل اگلے چالیس برس مصر اور کنعان کے درمیان واقع بیابان میں بھٹکتی رہی۔

ان کی شکست کنعان کے لوگوں کی وجہ سے نہیں ہوئی، بلکہ اس وجہ سے ہوئی کہ انہوں نے اپنے حالات کو کس طرح دیکھا۔ اسرائیلیوں کو طوفان نے شکست نہیں دی، بلکہ حقیقت کے بارے میں ان کے اپنے نقطہ نظر نے انہیں شکست دی۔ بیس لاکھ سے زیادہ لوگوں میں سے آخرکار صرف کالب اور یشوع ہی اس سرزمین میں داخل ہو سکے جس کا وعدہ خدا نے ان سے کیا تھا۔

یشوع اور کالب مختلف کیوں تھے؟

یشوع اور کالب اس لیے مختلف تھے کیونکہ خدا کے کلام نے ان کی سوچ اور ان کے نقطہ نظر کو تشکیل دیا تھا۔ انہوں نے اپنے حالات کو خدا کے کلام کی روشنی میں دیکھا اور اسی کے مطابق ان کا سامنا کیا۔

تاریخ ہمیں یہ نہیں بتاتی کہ یشوع اور کالب نے حقیقت کے بارے میں ایسا نقطہ نظر کس طرح حاصل کیا، لیکن ہمیں اس کا ایک اشارہ ان الفاظ سے ملتا ہے جو خود خداوند نے یشوع سے کہے۔

جب بیابان میں چالیس سال کی آوارہ گردی ختم ہوئی اور دوبارہ کنعان میں داخل ہونے کا وقت آیا تو خدا نے نئی نسل کے اسرائیلیوں کی قیادت کے لیے یشوع کو منتخب کیا۔ اُس وقت بھی کنعان ایسا ملک تھا جہاں خوفناک اور طاقتور دشمن آباد تھے۔ لیکن خدا نے یشوع سے وعدہ کیا کہ اگر وہ مقدس نوشتوں پر مسلسل غور و فکر کرے گا تو وہ اس سرزمین کو فتح کرنے میں کامیاب ہوگا۔

غور و فکر کرنے کا مطلب ہے اپنے خیالات کو کسی بات پر مرکوز رکھنا، اس پر گہرائی سے سوچنا، اور بار بار اس پر دھیان دینا۔

”مضبوط اور دلیر بن... ان تمام احکام پر عمل کرنا جن کی ہدایت میرے بندے موسیٰ نے تجھے دی ہے۔ ان سے نہ دائیں مڑنا اور نہ بائیں، تاکہ جہاں کہیں تو جائے کامیاب ہو۔ شریعت کی یہ کتاب تیرے منہ سے کبھی جدا نہ ہو، بلکہ دن رات اسی پر غور و فکر کرنا، تاکہ جو کچھ اس میں لکھا ہے اس کے مطابق عمل کرنے کی پوری احتیاط کرے، کیونکہ تب ہی تو اپنی راہ میں کامیاب ہوگا اور تب ہی تجھے کامرانی حاصل ہوگی۔“ (یشوع باب 1 آیات 6 تا 8)

جب خدا نے یہ الفاظ یسوع سے کہے، اُس وقت بائبل کو شریعت کی کتاب کہا جاتا تھا۔ اُس زمانے میں اس میں صرف وہ پانچ کتابیں شامل تھیں جو موسیٰ نے بنی اسرائیل کے بیابان میں قیام کے دوران لکھی تھیں۔ موسیٰ کے بعد دوسرے درجے کے قائد ہونے کی وجہ سے یسوع نے یقیناً موسیٰ کے ساتھ بیٹھ کر ان تحریروں کا بار بار مطالعہ کیا ہوگا۔

ان تحریروں میں قادرِ مطلق خدا کے واضح احکام بھی تھے اور اس وقت تک اسرائیل کی پوری تاریخ بھی درج تھی۔ حقیقت کے بارے میں یسوع کا نقطہ نظر اس وعدے سے تشکیل پایا تھا جسے خداوند بار بار دہراتا رہا کہ جو لوگ اس پر بھروسا رکھتے ہیں اور اس کی فرمانبرداری کرتے ہیں، وہ انہیں ضرور نجات دیتا ہے۔ اس کے علاوہ تاریخ میں بے شمار ایسے واقعات موجود تھے جن میں خدا نے اپنے لوگوں کو ان کے دشمنوں پر فتح عطا کی تھی۔

یسوع اور کالب خداوند کے کلام کی سچائی پر اس قدر مضبوط ایمان رکھتے تھے کہ جب ان کی آنکھوں سے نظر آنے والی چیزیں اور ان کے احساسات بھی مقدس نوشتوں کے برخلاف دکھائی دیتے تھے، تب بھی انہوں نے خدا ہی کی بات کو سچا مانا۔ خدا کی شریعت ان کی سوچ پر اس حد تک غالب آچکی تھی کہ اسی نے یہ طے کیا کہ وہ اپنے حالات کا سامنا کس طرح کریں گے۔

ان کا ردِ عمل کوئی ایسا نسخہ یا طریقہ نہیں تھا جسے اختیار کرنے سے ہر مشکل خود بخود ختم ہو جائے، بلکہ یہ ان کا نقطہ نظر تھا۔ ان دونوں آدمیوں نے حالات کو ویسا ہی دیکھا جیسا خدا انہیں دیکھتا ہے، اور اسی وجہ سے وہ کتنے ہی خوفناک حالات کے سامنے کیوں نہ آئے، کبھی متزلزل نہ ہوئے۔



عہدِ جدید کا باقاعدگی اور تسلسل کے ساتھ مطالعہ کرنے سے آپ کا نقطہ نظر بدل جائے گا۔ پھر آپ زندگی کے ہر حالات کا سامنا اس یقین کے ساتھ کریں گے کہ کوئی بھی مشکل، کوئی بھی آزمائش، اور کوئی بھی صورتحال خدا سے بڑی نہیں ہو سکتی، کیونکہ وہی خدا آپ کے ساتھ بھی ہے اور آپ کے حق میں بھی ہے۔

پھر یسوع اور کالب کی طرح آپ بھی ہر طوفان کا مقابلہ ایمان، اعتماد، اور خداوند پر کامل بھروسا رکھتے ہوئے کریں گے۔



کامل اور مضبوط یقین

بنی اسرائیل کے کنعان میں داخل ہونے سے انکار کرنے کے چالیس سال بعد، ان کی اولاد نے خدا کے کلام پر ایمان رکھا، سرحد عبور کی، اور اس ملک میں داخل ہو گئی۔ اگرچہ وہاں بے شمار رکاوٹیں موجود تھیں، پھر بھی خدا نے انہیں بخیریت اس سرزمین میں آباد کر دیا۔ قادر مطلق خدا نے اپنے فضل بھری قدرت کو ان کے ایمان کے وسیلہ سے ان کے حالات میں ظاہر کیا۔ ایمان مشکل حالات میں خداوند کی قدرت کے لیے دروازہ کھول دیتا ہے—وہی قدرت جو دیوقامت دشمنوں کو شکست دیتی ہے، پہاڑوں کو ہٹا دیتی ہے، اور طوفانوں کو خاموش کر دیتی ہے۔

آئیے دیکھتے ہیں کہ یہ حقیقت بنی اسرائیل کی زندگی میں کس طرح ظاہر ہوئی اور ہماری زندگی میں اس کی عملی صورت کیا ہو سکتی ہے۔

ایمان کے وسیلہ سے فتح

جب بنی اسرائیل کی یہ نئی نسل کنعان کی پہلی بڑی رکاوٹ، یعنی مضبوط فصیلوں والے شہر یریحو کے سامنے پہنچی، تو خدا نے یسوع کو ایسی جنگی حکمتِ عملی دی جو انسانی نظر میں نہایت غیر معمولی معلوم ہوتی تھی۔

خداوند نے اسے حکم دیا کہ وہ لوگوں کو ہدایت دے کہ چھ دن تک ہر روز ایک مرتبہ شہر کا چکر لگائیں۔ ساتویں دن انہیں شہر کے گرد سات مرتبہ چکر لگانا تھا، اور پھر سب مل کر بلند آواز سے للکارنا تھا۔ تب شہر کی فصیلیں گر جائیں گی۔ (یسوع باب 6 آیات 2 تا 5)

بنی اسرائیل نے بالکل ویسا ہی کیا جیسا خدا نے حکم دیا تھا۔ فصیلیں گر گئیں اور یریحو فتح ہو گیا۔ یہ فتح ان کی اپنی طاقت سے نہیں بلکہ ان کے ایمان کے وسیلہ سے خدا کی قدرت سے حاصل ہوئی۔

”ایمان ہی سے یریحو کی فصیلیں گر گئیں، جب سات دن تک ان کے گرد چکر لگایا گیا۔“ (عبرانیوں باب 11 آیت 30)

لفظ ایمان یونانی زبان کے ایک ایسے لفظ سے نکلا ہے جس کا مطلب ہے مضبوط یقین، پختہ اعتماد، یا غیر متزلزل بھروسا۔

یشوع اور بنی اسرائیل خدا کے کلام پر اس قدر کامل یقین رکھتے تھے کہ اگرچہ ان کے پاس اس کی سچائی ثابت کرنے کے لیے کوئی ظاہری ثبوت موجود نہ تھا، پھر بھی انہوں نے وہی کیا جس کا خدا نے حکم دیا تھا، اور یریحو پر فتح حاصل کی۔

وہ عہد عتیق کے واحد لوگ نہیں تھے جنہوں نے ایمان کے ذریعے خدا کی قدرت سے فتح پائی۔ آئیے اُن دوسرے لوگوں پر بھی نظر ڈالیں جنہوں نے یشوع اور کالب کی طرح اپنی زندگی کے طوفانوں کا سامنا کرتے ہوئے خدا سے حقیقی مدد حاصل کی۔

”اور اب میں اور کیا کہوں؟ اگر میں جدعون، بارق، شمشون، افتاح، داؤد، سموئیل اور دوسرے نبیوں کے ایمان کا ذکر کرنے لگوں تو وقت کم پڑ جائے گا۔ ایمان ہی کے وسیلہ سے انہوں نے سلطنتوں کو فتح کیا، انصاف قائم کیا، خدا کے وعدے حاصل کیے۔“ (عبرانیوں باب 11 آیت 32)

”انہوں نے شیروں کے منہ بند کیے، بھڑکتی ہوئی آگ کی شدت کو بجھا دیا، تلوار کی دھار سے بچ نکلے۔ ان کی کمزوری طاقت میں بدل گئی۔ وہ جنگ میں بہادر ثابت ہوئے اور انہوں نے غیر ملکی لشکروں کو بھگا دیا۔ عورتوں نے اپنے مُردہ عزیزوں کو دوبارہ زندہ پایا۔“ (عبرانیوں باب 11 آیات 33 تا 35)

گڑگڑانے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا

اکثر جب مشکلات آتی ہیں تو خدا کے لوگ اس کے حضور جا کر اس سے مدد کی التجائیں اور فریادیں کرنے لگتے ہیں۔ لیکن خداوند ایسے لوگوں کو نہیں ڈھونڈتا جو صرف گڑگڑاتے رہیں۔ وہ ایسے لوگوں کو تلاش کرتا ہے جو اس بات پر ایمان رکھتے ہوں کہ وہ یقیناً ان کی مدد کرے گا۔

”کیونکہ خداوند کی نگاہ ساری زمین پر پھرتی رہتی ہے تاکہ وہ اُن لوگوں کی خاطر اپنی قدرت ظاہر کرے جن کا دل پوری طرح اُس کے ساتھ لگا ہوا ہے۔“ (۲ تواریخ باب 16 آیت 9)

جب ہم اس آیت کو اس کے مکمل سیاق و سباق میں پڑھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ پورے دل سے خدا کے ساتھ ہونا اس شخص کی نشانی ہے جو خدا پر بھروسا رکھتا ہے اور اس کے کلام پر ایمان لاتا ہے۔

بائبل کا باقاعدہ اور منظم مطالعہ آپ کے اندر ایسا ایمان پیدا کرے گا جو حالات خواہ کتنے ہی سخت اور طوفان خواہ کتنا ہی شدید کیوں نہ ہو، پھر بھی خدا کے کلام پر مضبوطی سے قائم رہے گا۔

ایمان اور خدا کا کلام

اگر آپ کچھ عرصے سے مسیحی ہیں تو غالباً آپ نے یہ آیت کئی مرتبہ سنی ہوگی:

”پس ایمان سننے سے پیدا ہوتا ہے، اور سننا مسیح کے کلام کے وسیلہ سے ہوتا ہے۔“ (رومیوں باب 10 آیت 17)

ایمان ہمیں خدا کے کلام کے ذریعے حاصل ہوتا ہے، کیونکہ مقدس نوشتے قادرِ مطلق خدا کو ہمارے سامنے آشکار کرتے ہیں۔ بائبل ہمیں بتاتی ہے کہ وہ کیسا ہے اور وہ اپنے لوگوں کی زندگیوں میں کس طرح کام کرتا ہے۔ اپنے تحریری کلام کے ذریعے خداوند ہمیں اپنی قدرت، اپنی بھلائی اور اپنی وفاداری کا یقین دلاتا ہے۔ ایمان، یعنی بھروسا، ان حقائق کے جواب میں ہمارے دل کا ردِ عمل ہے۔

آپ کے اندر ایمان کس قدر مضبوط ہے اور خدا پر آپ کا اعتماد کتنا پختہ ہے، اس کا براہِ راست انحصار اس بات پر ہے کہ آپ خدا کو اُس کے کلام کے ذریعے کس حد تک جانتے ہیں۔

آپ اُس پر بھروسا نہیں کر سکتے جسے آپ جانتے ہی نہ ہوں۔ اور اگر آپ بائبل کو باقاعدگی اور ترتیب کے ساتھ نہیں پڑھتے تو بہت سی ایسی باتیں ہیں جن سے آپ ناواقف رہ جاتے ہیں۔

بائبل میں اکتیس ہزار سے زیادہ آیات ہیں۔ اگر آپ ان میں سے صرف ایک ہزار آیات پڑھ چکے ہوں، اور سینکڑوں آیات آپ کو زبانی بھی یاد ہوں، تب بھی تقریباً تیس ہزار آیات ایسی ہیں جن سے آپ ابھی تک واقف نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ جن آیات کو آپ جانتے بھی ہیں، ممکن ہے ان کے اصل سیاق و سباق کے بارے میں آپ کی سمجھ ابھی محدود ہو۔

”میں خدا کے کلام پر مضبوطی سے قائم ہوں۔۔۔“

کبھی کبھی میری ملاقات ایسے مسیحیوں سے ہوتی ہے جو مجھ سے کہتے ہیں کہ وہ کسی خاص معاملے میں خدا پر ایمان رکھے ہوئے ہیں اور اُس کے کلام پر مضبوطی سے قائم ہیں۔ ان کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ امید رکھتے ہیں کہ خدا اُن کی خواہش کے مطابق اُن کے حالات میں کام کرے گا۔ وہ اپنی اس امید کی بنیاد کسی ایک مخصوص آیت پر رکھتے ہیں، اور پھر وہی آیت مجھے سناتے ہیں۔

لیکن اکثر ایسا ہوتا ہے کہ چونکہ میں برسوں سے باقاعدگی سے بائبل کا مطالعہ کرتی آئی ہوں، اس لیے مجھے فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ انہوں نے اس آیت کو اس کے اصل سیاق و سباق سے مکمل طور پر الگ کر کے اپنی صورتحال پر غلط طور پر لاگو کر لیا ہے۔ نتیجتاً وہ خدا سے ایسی چیز کی توقع کر رہے ہوتے ہیں جس کا اُس نے کبھی وعدہ ہی نہیں کیا۔ اس لیے بہت ممکن ہے کہ آخرکار انہیں مایوسی کا سامنا کرنا پڑے۔

مسیحی حلقوں میں فتح مند اور غالب زندگی کے بارے میں بہت باتیں کی جاتی ہیں۔ یہ باتیں اپنی جگہ غلط نہیں ہیں، کیونکہ بائبل بھی مسیحی زندگی کو بیان کرنے کے لیے ایسے الفاظ استعمال کرتی ہے۔ لیکن بعض لوگ ان تعلیمات کا غلط مطلب اخذ کر لیتے ہیں۔ وہ یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ ہم اپنی زندگی سے ہر قسم کی مشکل کو مکمل طور پر ختم کر سکتے ہیں اور اپنے راستے میں آنے والے ہر پہاڑ کو ہٹا سکتے ہیں۔

لیکن حقیقت یہ نہیں ہے۔

ہم ایک ایسی دنیا میں رہتے ہیں جو گناہ کے باعث بگڑ چکی ہے، اور مشکلات ہم سب کی زندگیوں میں آتی ہیں۔ (یوحنا باب 16 آیت 33)

کچھ مشکلات کے پہاڑ ایسے ہوتے ہیں جنہیں خدا ہٹا دیتا ہے۔ بعض سے بچا جا سکتا ہے۔ لیکن کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جن پر چڑھ کر گزرنا پڑتا ہے یا جن کے درمیان سے راستہ بنا کر آگے بڑھنا پڑتا ہے۔

اگر آپ ایسے پہاڑ کو ہٹانے کی کوشش کر رہے ہیں جسے درحقیقت عبور کرنا خدا کی مرضی ہے، تو ممکن ہے آپ کو وہ مدد نہ ملے جس کی آپ امید کر رہے ہیں، کیونکہ آپ خدا سے ایسی بات کی توقع کر رہے ہیں جس کا اُس نے کبھی وعدہ نہیں کیا۔

بائبل کا باقاعدہ اور منظم مطالعہ آپ کو یہ حکمت عطا کرتا ہے کہ مختلف حالات کا سامنا کس طرح کرنا ہے، اور یہ پہچاننے میں بھی مدد دیتا ہے کہ کون سے پہاڑ ہٹائے جا سکتے ہیں اور کنہیں ایمان کے ساتھ عبور کرنا ضروری ہے۔

”مجھے معلوم ہے کہ میں نے یہ آیت کہیں پڑھی تھی۔۔۔“

کبھی کبھی میری ملاقات ایسے لوگوں سے ہوتی ہے جو کسی موضوع پر اپنا نظریہ بیان کرتے ہیں، پھر کہتے ہیں کہ اُن کی بات کی تائید کرنے والی ایک آیت بائبل میں موجود ہے۔ وہ یہ بھی مانتے ہیں کہ انہیں یاد نہیں کہ وہ آیت کہاں لکھی ہے، اور نہ ہی اس کے الفاظ صحیح طور پر یاد ہیں۔ اس کے باوجود وہ پورے یقین سے کہتے ہیں کہ ایسی آیت یقیناً بائبل میں کہیں نہ کہیں موجود ہے۔

ایسی صورت میں میرا دل چاہتا ہے کہ میں ان سے پوچھوں: اگر انہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ آیت کہاں لکھی ہے، تو پھر وہ اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتے ہیں کہ اس کا مطلب وہی ہے جو وہ سمجھ رہے ہیں؟

اگر ان کی یادداشت غلط ہو تو؟

اگر انہوں نے اس آیت کو اس کے اصل سیاق و سباق سے الگ کر کے سمجھ لیا ہو تو؟

اور اگر حقیقت میں ایسی کوئی آیت بائبل میں موجود ہی نہ ہو تو؟

افسوس کی بات یہ ہے کہ اکثر ایسا ہی ہوتا ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ اپنے ایمان کی بنیاد ایسی بات پر رکھ دیتے ہیں جو خدا نے کبھی کہی ہی نہیں۔

میں سمجھتی ہوں کہ ہم سب کے ساتھ ایسا ہوتا ہے کہ ہم کوئی حصہ پڑھتے ہیں اور بعد میں بھول جاتے ہیں کہ وہ کہاں لکھا تھا۔ لیکن اگر آپ بائبل کو باقاعدگی اور منظم انداز سے پڑھتے ہیں تو اُس آیت کو دوبارہ تلاش کر لینا کہیں زیادہ آسان ہو جاتا ہے۔ آپ اپنی تلاش کو محدود کر سکتے ہیں کیونکہ آپ کو یاد ہوتا ہے کہ حال ہی میں آپ بائبل کے کن حصوں کا مطالعہ کر رہے تھے۔

اور جیسے جیسے آپ عہد جدید سے زیادہ واقف ہوتے جاتے ہیں، ویسے ویسے آپ کے اندر یہ عمومی سمجھ بھی پیدا ہو جاتی ہے کہ مختلف آیات تقریباً کن کتابوں اور کن حصوں میں مل سکتی ہیں۔

”میں نے مسیحی ٹیلی ویژن پر ایک گواہی سنی تھی...“

زندگی کی مشکلات کا سامنا کرتے وقت، مدد اور نجات حاصل کرنے کی ہماری بہت سی کوششیں اس بنیاد پر ہوتی ہیں کہ کسی دوسرے شخص نے کیا تجربہ کیا، نہ کہ اس بنیاد پر کہ خدا نے خود اپنے کلام میں کیا فرمایا ہے۔ ہم کسی شخص کو یہ بتاتے ہوئے سنتے ہیں کہ اس نے اپنی مشکل صورتحال میں کیا کیا اور اسے اس سے کس طرح فائدہ ہوا۔ پھر ہم بھی وہی طریقہ اختیار کرنے لگتے ہیں۔ لیکن یہ ایمان نہیں ہے۔ ہم صرف کسی دوسرے شخص کے عمل کی نقل کر رہے ہوتے ہیں۔

گواہیوں سے حوصلہ پانا غلط نہیں، لیکن وہ کبھی بھی اُس ایمان کی جگہ نہیں لے سکتیں جو خدا کے کلام کے مطالعہ سے پیدا ہوتا ہے۔

ایمان پُرسکون اور غیر متزلزل ہوتا ہے

جب ہم بائبل میں درج واقعات کا مطالعہ کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ جن لوگوں نے اپنے حالات میں خدا کی مدد پائی، ان کا ایمان مکمل طور پر مضبوط تھا۔ انہیں پورا یقین تھا کہ خدا اپنے وعدے کو ضرور پورا کرے گا۔ ان کے حالات خواہ کتنے ہی مشکل کیوں نہ ہو گئے ہوں، وہ کبھی متزلزل نہ ہوئے اور نہ ہی انہوں نے اس بات میں شک کیا کہ خدا ان کی مدد کرے گا۔

ابراہیم اور سارہ کے ہاں اُس وقت بیٹا پیدا ہوا جب سارہ بانجھ تھی اور دونوں ہی اولاد پیدا کرنے کی عمر سے بہت آگے نکل چکے تھے۔ جب ہم ان کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ خداوند نے انہیں بیٹے کا وعدہ کیا، پھر بار بار اسی وعدے کو دہرایا، یہاں تک کہ ان کا ایمان اتنا مضبوط ہو گیا کہ ان کے دل میں کوئی شک باقی نہ رہا۔

خدا نے ان کے لیے جو وعدہ کیا تھا، اسے جاننے سے ابراہیم اور سارہ کے اندر ایسا پختہ اعتماد اور پُرسکون ایمان پیدا ہوا جو کبھی نہ ڈگمگایا۔

”بے ایمانی یا شک نے اُسے (ابراہیم کو) خدا کے وعدے کے بارے میں نہ ڈگمگانے دیا اور نہ ہی شک کرنے دیا۔... بلکہ وہ پورے یقین سے مطمئن تھا کہ خدا اپنے وعدے کو پورا کرنے اور جو اُس نے فرمایا ہے اسے انجام دینے پر قادر ہے۔“ (رومیوں باب 4 آیات 20 تا 22)

”ایمان ہی کے وسیلہ سے سارہ نے بھی، اگرچہ وہ عمر گزر جانے کے باوجود، حاملہ ہونے کی قدرت پائی، کیونکہ اُس نے وعدہ کرنے والے کو وفادار اور اپنے وعدے کا سچا جانا۔“ (عبرانیوں باب 11 آیت 11)

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مسیحی خدا سے مدد کی امید تو رکھتے ہیں، لیکن ان کے پاس وہ مضبوط یقین نہیں ہوتا جو یہ جاننے سے پیدا ہوتا ہے کہ خدا نے ان کے حالات کے بارے میں کیا وعدہ کیا ہے اور کیا وعدہ نہیں کیا۔

خداوند اپنے تحریری کلام کے ذریعے زندگی کے طوفانوں میں بھی اپنی مرضی ظاہر کرتا ہے، یعنی وہ کیا کرنا چاہتا ہے۔ قادر مطلق خدا ہمیں یقین دلاتا ہے کہ جب ہم اُس کی مرضی کے مطابق، جیسا کہ بائبل میں ظاہر کی گئی ہے، اُس سے مدد مانگتے ہیں تو وہ ہماری سنتا ہے۔

”اور ہمیں اُس کے حضور یہ بھروسا ہے کہ اگر ہم اُس کی مرضی کے مطابق کچھ بھی مانگتے ہیں تو وہ ہماری سنتا ہے۔ اور اگر ہم جانتے ہیں کہ وہ ہماری سنتا ہے، تو ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ جو کچھ ہم نے اُس سے مانگا ہے وہ ہمیں مل گیا ہے۔“ (۱ یوحنا باب 5 آیات 14 اور 15)

اگرچہ مقدس نوشتے ہماری ہر انفرادی صورتحال کی تفصیلات بیان نہیں کرتے، لیکن وہ ایسے عمومی اصول اور وعدے ضرور دیتے ہیں جن سے ہمیں یہ یقین ہو جاتا ہے کہ خدا کس طرح کی مدد دینا چاہتا ہے۔

خدا کی مرضی کو پہچاننا ایسا موضوع ہے جس پر ایک مکمل کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ یہاں میرا مقصد صرف یہ بتانا ہے کہ حقیقی اعتماد اس بات کو جاننے سے پیدا ہوتا ہے کہ آپ کی دعا خدا کے تحریری کلام کے مطابق ہے۔

لیکن اگر آپ یہ نہیں جانتے کہ بائبل کیا کہتی ہے تو آپ اس بات کا یقین نہیں کر سکتے کہ جو کچھ آپ مانگ رہے ہیں وہ اُس کی مرضی کے مطابق ہے یا نہیں۔ اور جب زندگی کے طوفان پوری شدت سے چلیں گے تو آپ اپنے ایمان پر مضبوطی سے قائم نہیں رہ سکیں گے۔

وہ ایمان جو طوفانوں کے سامنے بھی ثابت قدم رہتا ہے، وہی ایمان ہے جو مکمل یقین اور پختے اعتماد پر قائم ہوتا ہے۔

اگر آپ کو یقین ہی نہیں، تو آپ ایمان نہیں لا سکتے

مشکل وقت میں ہمارے ایمان کا مسلسل امتحان ہوتا رہتا ہے۔ جب حالات جلدی تبدیل نہیں ہوتے تو ہمارے ذہن میں تکلیف دہ سوالات اٹھنے لگتے ہیں۔

”خدا نے ابھی تک میری حالت میں کام کیوں نہیں کیا؟“

”یہ کیوں اثر نہیں کر رہا؟“

”میں آخر کون سی غلطی کر رہا ہوں؟“

اکثر ایسے وقت میں بہت سے لوگ، جو خدا کے نام پر بات کرتے ہیں، بھی سامنے آ جاتے ہیں۔ وہ خدا کی مرضی کے بارے میں مختلف مختلف نظریات پیش کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ جواب حاصل کرنے کے لیے ہمیں کیا کرنا چاہیے یا کیا نہیں کرنا چاہیے۔ اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہر شخص کے پاس اپنی بات کو درست ثابت کرنے کے لیے بائبل کی کوئی نہ کوئی آیت بھی موجود ہے۔

غم اور تکلیف میں مبتلا لوگ مایوسی کے عالم میں ان مختلف طریقوں کو آزمانے لگتے ہیں، اس امید پر کہ شاید ان میں سے کوئی ایک طریقہ ان کے لیے فائدہ مند ثابت ہو جائے۔

- ”تم نے شیطان کے لیے ایک دروازہ کھلا چھوڑ دیا تھا، اسی لیے وہ تمہاری زندگی میں داخل ہو گیا، اور اسی وجہ سے تم آج اس مصیبت میں مبتلا ہو!“
- ”تمہارے خاندان پر نسل در نسل چلنے والی ایک لعنت ہے۔ جب تک اس کی نشاندہی کر کے اسے توڑا نہیں جائے گا، تمہیں آزادی نہیں ملے گی!“
- ”تم نے عشر دینے میں کوتاہی کی تھی، اس لیے تم نے اپنی زندگی میں بُرا بیج بویا، اور اب تم وہی کاٹ رہے ہو جو تم نے بویا تھا!“

ان سب میں سے صحیح بات کون سی ہے، اگر واقعی کوئی ایک صحیح ہے؟

اس کا یقینی جواب معلوم کرنے کا صرف ایک ہی راستہ ہے—خود بائبل کو پڑھنا۔

آپ اُس بات پر ایمان نہیں لا سکتے جسے آپ جانتے ہی نہیں، اور اگر آپ کو یقین نہیں تو آپ کے اندر مضبوط اعتماد بھی پیدا نہیں ہو سکتا۔

لیکن جب ہم خود بائبل پڑھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ خدا کا کلام حقیقت میں کیا کہتا ہے، تب:

”ہم پھر بچے نہ رہیں گے، جو انسانوں کی فریب کاری اور مکاری کے باعث ہر قسم کی تعلیم کی ہوا سے ادھر ادھر اُچھالے اور گھمائے جاتے ہیں۔“ (افسیوں باب 4 آیت 14)

عہدِ جدید کا باقاعدہ اور منظم مطالعہ آپ کے اندر خداوند پر ایسا مضبوط اور غیر متزلزل ایمان پیدا کرے گا جسے کوئی بھی صورتحال ہلا نہیں سکے گی، کیونکہ تب آپ جان جائیں گے کہ زندگی کے طوفانوں کے درمیان خدا نے آپ کے لیے کن کن باتوں کا وعدہ کیا ہے۔



اگلے باب میں ہم ایک اور نہایت اہم اصول پر غور کریں گے، جو زندگی کی آزمائشوں کے دوران ثابت قدم رہنے کے لیے بے حد ضروری ہے۔

آپ کو یہ سیکھنا ہوگا کہ اپنی زندگی یسوع پر نظریں جمائے ہوئے کیسے گزارنی ہے، کیونکہ وہی آپ کے ایمان کا سرچشمہ ہے۔



یسوع ظاہر کیے گئے

جب یسوع اس زمین پر تھے تو جن لوگوں نے اُن کے ساتھ وقت گزارا، اُن کی زندگیاں گہرے طور پر بدل گئیں۔ اس کی ایک مثال پر غور کیجیے۔

خداوند کے اس دنیا سے آسمان پر جانے کے کچھ ہی عرصہ بعد، اُن کے پہلے شاگردوں میں سے دو، پطرس اور یوحنا نے یسوع کے نام میں ایک لنگڑے شخص کو شفا دی۔ (اعمال باب 3 آیات 1 تا 11)

اس واقعے سے مذہبی رہنما بہت غصے میں آ گئے۔ انہوں نے پطرس اور یوحنا کو گرفتار کر کے ایک رات کے لیے قید میں ڈال دیا۔ اگلے دن جب اُن سے پوچھ گچھ کی گئی تو مذہبی رہنما یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ وہ کتنی دلیری اور بے خوفی سے جواب دے رہے تھے۔

”جب انہوں نے پطرس اور یوحنا کی دلیری دیکھی اور یہ جان لیا کہ وہ غیر تعلیم یافتہ اور عام آدمی ہیں، تو وہ حیران رہ گئے۔ پھر انہوں نے پہچان لیا کہ یہ یسوع کے ساتھ رہے تھے۔“ (اعمال باب 4 آیت 13)

ساڑھے تین سال تک یسوع کے ساتھ رہنے نے پطرس اور یوحنا کے اندر ایسا مضبوط، واضح اور غیر متزلزل اعتماد پیدا کر دیا تھا جس نے انہیں نہایت سخت حالات میں بھی ثابت قدم رکھا۔

اگرچہ آج یسوع آسمان پر ہیں، پھر بھی وہ ہماری زندگیوں پر اسی طرح اثر ڈال سکتے ہیں جیسے انہوں نے پہلی صدی کے ان لوگوں کی زندگیوں پر ڈالا تھا۔ ہمارا خداوند یہ کام بائبل، خصوصاً عہد جدید، کے ذریعے کرتا ہے، جسے روح القدس کی تحریک سے اُن لوگوں نے لکھا جنہوں نے خود یسوع کے ساتھ زندگی گزاری، اُن سے گفتگو کی، اور اُن کے ساتھ چلتے پھرے تھے۔ ان میں یوحنا اور پطرس بھی شامل تھے۔

یسوع پر نظریں جمائے رکھنا

ایمان ہمیں خدا کے کلام کے ذریعے حاصل ہوتا ہے، کیونکہ وہی ہمیں بتاتا ہے کہ خدا کیسا ہے اور وہ کس طرح کام کرتا ہے۔

خداوند یسوع مسیح انسانیت کے لیے خود خدا کا سب سے واضح اور کامل اظہار ہیں۔ یسوع کو خدا کا کلام، یعنی مجسم کلام، کہا گیا ہے۔

”ابتدا میں کلام تھا، اور کلام خدا کے ساتھ تھا، اور کلام خدا تھا... اور کلام مجسم ہوا اور ہمارے درمیان سکونت اختیار کی۔“ (یوحنا باب 1 آیت 1؛ یوحنا باب 1 آیت 14)

”قدیم زمانے میں خدا نے ہمارے باپ دادا سے کئی بار اور مختلف طریقوں سے نبیوں کے وسیلہ سے کلام کیا، لیکن ان آخری دنوں میں اُس نے ہم سے اپنے بیٹے کے وسیلہ سے کلام کیا ہے۔“ (عبرانیوں باب 1 آیات 1 اور 2)

عہد جدید مسیحیوں کو تعلیم دیتا ہے کہ وہ:

”یسوع پر نظریں جمائے رکھیں، جو ہمارے ایمان کا بانی اور اسے کامل کرنے والا ہے۔“ (عبرانیوں باب 12 آیت 2)

ہم مقدس نوشتوں کے صفحات میں یسوع پر اپنی نظریں مرکوز رکھتے ہیں۔ زندہ کلام، یعنی یسوع مسیح، تحریری کلام یعنی بائبل کے ذریعے اپنے آپ کو ہم پر ظاہر کرتے ہیں۔ جب ہم مقدس نوشتوں میں ظاہر کیے گئے یسوع کو دیکھتے ہیں تو ہمارے دل میں ایسا مضبوط ایمان پیدا ہوتا ہے جو ہر چیلنج کا مقابلہ کر سکتا ہے۔

اگر آپ نے عہد جدید کا مطالعہ نہیں کیا تو آپ نے حقیقت میں یسوع کو نہیں دیکھا۔

میرا مطلب یہ نہیں کہ آپ انہیں نجات دہندہ کے طور پر نہیں جانتے، بلکہ یہ ہے کہ آپ انہیں ان کی مکمل حقیقت میں نہیں جان سکتے، اور نہ ہی ایسا ایمان حاصل کر سکتے ہیں جو زندگی کے طوفانوں میں کبھی متزلزل نہ ہو۔

ممکن ہے ہمیں اس کا احساس بھی نہ ہو، لیکن خداوند کے بارے میں ہماری بہت سی معلومات ہماری ذاتی احساسات اور تجربات پر مبنی ہوتی ہیں۔ ہم اس وقت کیا محسوس کر رہے ہیں اور اپنے حالات میں کیا دیکھ رہے ہیں، اسی کی بنیاد پر ہم خدا کے بارے میں رائے قائم کر لیتے ہیں۔

جب ہمیں اچھا محسوس ہوتا ہے اور زندگی میں سب کچھ ٹھیک چل رہا ہوتا ہے تو ہمیں خدا کی محبت اور اُس کی نگہداشت پر پورا بھروسا ہوتا ہے۔ لیکن جیسے ہی حالات اور احساسات بدلتے ہیں، ویسے ہی اُس پر ہمارا اعتماد بھی کمزور پڑنے لگتا ہے۔

لیکن خداوند یسوع مسیح اپنے آپ کو ہماری بدلتی ہوئی کیفیتوں اور حالات کے ذریعے ظاہر نہیں کرتے۔ وہ اپنے آپ کو اپنے تحریری کلام کے ذریعے ظاہر کرتے ہیں۔

آپ جتنا زیادہ بائبل پڑھیں گے، اتنی ہی زیادہ وضاحت کے ساتھ یسوع کو دیکھیں گے، انہیں اتنا ہی بہتر جانیں گے، اور آپ کا ایمان اتنا ہی زیادہ مضبوط ہوتا جائے گا۔

جہاں بہت سے مخلص لوگ غلطی سے اپنے ایمان کی بنیاد اپنی آنکھوں سے دیکھی ہوئی چیزوں اور اپنے احساسات پر رکھتے ہیں، وہاں بعض دوسرے لوگ مافوق الفطرت تجربات، جیسے خواب، رؤیا، یا ایسی آوازوں پر بھروسا کرتے ہیں جنہیں وہ خداوند کی طرف سے سمجھتے ہیں۔

بائبل واضح طور پر بتاتی ہے کہ بعض اوقات خدا واقعی اپنے لوگوں سے ایسے مافوق الفطرت ذرائع کے ذریعے بھی بات کرتا ہے۔ لیکن بائبل یہ بھی واضح کرتی ہے کہ جھوٹے اور جعلی روحانی تجربات بھی موجود ہوتے ہیں۔

اسی لیے ہر مافوق الفطرت تجربے کو خدا کے تحریری کلام کی روشنی میں پرکھنا ضروری ہے۔ خداوند کی طرف سے آنے والا ہر حقیقی اظہار مقدس نوشتوں کے ساتھ مکمل ہم آہنگ ہوگا۔

اگر آپ بائبل سے واقف نہیں ہیں—اور اگر آپ اسے باقاعدگی سے نہیں پڑھتے تو حقیقت میں آپ واقف نہیں ہیں—تو آپ کے پاس یہ پرکھنے کی صلاحیت نہیں ہوگی کہ کوئی مافوق الفطرت تجربہ واقعی خدا کی طرف سے ہے یا نہیں۔

بائبل ہی خداوند خدا کے بارے میں ہماری واحد مکمل، درست، اور پوری طرح قابل اعتماد وحی ہے۔

اگر آپ اس بات سے واقف نہیں کہ بائبل حقیقت میں کیا تعلیم دیتی ہے، تو نہ صرف آپ وہ ایمان پیدا نہیں کر سکیں گے جس کی آپ کو زندگی کے طوفانوں میں ثابت قدم رہنے کے لیے ضرورت ہے، بلکہ آپ ایک خطرناک حالت میں بھی ہوں گے، کیونکہ ایسی صورت میں دھوکے میں پڑ جانے کا امکان بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے۔

دھوکا

یسوع کے مصلوب ہونے سے کچھ عرصہ پہلے، انہوں نے اُن نشانوں کا ذکر کیا جو یہ ظاہر کریں گی کہ اُن کی دوبارہ آمد قریب ہے۔ اُن نشانوں میں سے ایک مذہبی دھوکا ہے، یعنی ایسے جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی جو جعلی نشانوں اور حیرت انگیز کاموں کے ذریعے بہت سے لوگوں کو گمراہ کریں گے۔

”خبردار رہو کہ کوئی تمہیں گمراہ نہ کرے، کیونکہ بہت سے لوگ میرے نام سے آئیں گے اور کہیں گے، ’میں ہی مسیح ہوں،‘ اور وہ بہت سوں کو گمراہ کریں گے۔“ (متی باب 24 آیات 4 اور 5)

”کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اُٹھ کھڑے ہوں گے، اور وہ بڑے بڑے نشان اور عجیب کام دکھائیں گے، تاکہ اگر ممکن ہو تو خدا کے چنے ہوئے لوگوں کو بھی گمراہ کر دیں۔ دیکھو، میں نے پہلے ہی تمہیں آگاہ کر دیا ہے۔“ (متی باب 24 آیات 24 اور 25)

جھوٹے مسیح

بائبل مسیح کی دوبارہ آمد کے وقت دنیا کے حالات کے بارے میں بہت کچھ بیان کرتی ہے۔ مقدس نوشتے ایک ایسی عالمی حکومت، عالمی معاشی نظام، اور عالمی مذہبی نظام کا ذکر کرتے ہیں، جنہیں ایک ایسا شخص کنٹرول کرے گا جو شیطان سے تحریک اور طاقت حاصل کرے گا، اور وہ زمین پر بہت بڑی تباہی لائے گا۔ (مکاشفہ باب 13)

ایک عالمی مسیح مخالف مذہبی نظام اُس آخری عالمی حکمران کا استقبال کرے گا اور اسے اپنا نجات دہندہ تسلیم کرے گا۔ وہی آخری اور سب سے بڑا جھوٹا مسیح ہوگا۔

یہ حالات اچانک پیدا نہیں ہوں گے بلکہ ان کی تیاری ابھی سے ہو رہی ہے۔

ہم ایسے دور میں زندہ ہیں جہاں بہت سے لوگ اس بارے میں ایک دوسرے سے بالکل مختلف باتیں کر رہے ہیں کہ یسوع کون ہیں اور وہ زمین پر کیوں آئے تھے۔

آج ایک جھوٹا عالمی مذہبی نظام تشکیل پا رہا ہے۔ اگرچہ وہ بنیادی طور پر بائبل پر مبنی حقیقی مسیحی تعلیم کے خلاف ہے، پھر بھی وہ سننے میں مسیحی معلوم ہوتا ہے کیونکہ وہ بائبل کی آیات استعمال کرتا ہے۔ لیکن وہ ان آیات کو ان کے اصل سیاق و سباق سے الگ کر کے ان کا غلط مطلب پیش کرتا ہے۔

کیا آپ عہدِ جدید سے اتنے واقف ہیں کہ اگر کوئی شخص یسوع کے بارے میں کسی آیت کو غلط نقل کرے یا اس کا غلط استعمال کرے تو آپ فوراً اسے پہچان سکیں؟

مسیحیت کا یہ نیا انداز روایتی، بائبل پر مبنی مسیحی ایمان کی نسبت زیادہ محبت کرنے والا اور کسی پر فیصلہ نہ کرنے والا دکھائی دیتا ہے۔ اس کا دعویٰ ہے کہ آپ کیا ایمان رکھتے ہیں اور آپ کی زندگی کیسی ہے، یہ زیادہ اہم نہیں۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ آپ روحانی ہوں، مخلص ہوں، اور اچھا انسان بننے کی کوشش کریں۔

یہ جعلی مسیحیت شمولیت اور تنوع پر بہت زور دیتی ہے، لیکن افسوس کہ ان الفاظ کے معنی بدل دیے گئے ہیں۔

اب ان کا مطلب یہ لیا جاتا ہے کہ اگر آپ کسی بھی عقیدے، نظریے یا طرز زندگی کو کسی بھی وجہ سے غلط سمجھتے ہیں، تو آپ کو تنگ نظر، نفرت کرنے والا، اور یقیناً حقیقی مسیحی نہیں سمجھا جائے گا۔

کیا آپ بائبل کے صحیح علم کی بنیاد پر ایسے جھوٹے الزامات کا جواب دے سکتے ہیں اور سچی تعلیم کا دفاع کر سکتے ہیں؟

ہم ایسے زمانے میں رہ رہے ہیں جہاں ہماری ثقافت نے تقریباً مکمل طور پر مطلق سچائی کے تصور کو رد کر دیا ہے۔

آج کل لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سننا عام بات ہے:

”یہ تمہارا سچ ہے، میرا نہیں۔“

یا

”میں اپنی سچائی کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش کر رہا ہوں۔“

لیکن حقیقت میں ”تمہارا سچ“ اور ”میرا سچ“ جیسی کوئی چیز موجود نہیں۔

سچائی معروضی ہوتی ہے۔

معروضی سے مراد وہ حقیقت ہے جو ذاتی احساسات، تعصب، یا ذاتی تشریح سے متاثر ہوئے بغیر، چیزوں کو ویسا ہی بیان کرے جیسی وہ حقیقت میں ہیں۔

سچائی نہ ہماری سوچ پر منحصر ہوتی ہے، نہ ہمارے احساسات پر، اور نہ ہی بدلتی ہے۔

دو اور دو ہمیشہ چار ہی ہوتے ہیں، چاہے آپ اس پر ایمان رکھیں یا نہ رکھیں، اور چاہے آپ کو یہ پسند ہو یا نہ ہو۔

مغربی ممالک میں کئی ایسی نسلیں پروان چڑھی ہیں جن کے نزدیک معروضی حقائق کی اہمیت بہت کم رہ گئی ہے۔ ان کے لیے سب سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ کوئی شخص کیا محسوس کرتا ہے۔

ہر سال آکسفورڈ ڈکشنری ایک ایسا بین الاقوامی لفظ منتخب کرتی ہے جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ موجودہ حالات کے اثر سے زبان کس طرح بدل رہی ہے۔

سن 2016 کے لیے منتخب کیا گیا لفظ "پوسٹ ٹروتھ" تھا۔

اس سے مراد ایسے حالات ہیں جن میں لوگوں کی رائے بنانے میں معروضی حقائق کا اثر کم ہو جاتا ہے، جبکہ جذباتی اپیل اور ذاتی عقائد زیادہ اثر انداز ہوتے ہیں۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ یہی سوچ مسیحی حلقوں میں بھی داخل ہو چکی ہے۔

سن 2016 میں بارنا ریسرچ گروپ کے ایک سروے کے مطابق، امریکہ میں باقاعدگی سے مسیحی زندگی گزارنے والوں میں سے تقریباً چالیس فیصد لوگ اب مطلق سچائی پر ایمان نہیں رکھتے۔ وہ اپنے ایمان کی بنیاد اس پر رکھتے ہیں کہ وہ کیا محسوس کرتے ہیں۔

جھوٹے نشانوں، جھوٹے مسیحوں، اور جھوٹی تعلیمات سے محفوظ رہنے کا واحد محفوظ ذریعہ بائبل کا درست اور خالص علم ہے۔

بائبل ہمیں سچائی دکھاتی ہے۔

اور سچائی صرف کوئی نظریہ یا فلسفہ نہیں، بلکہ وہ ایک شخصیت میں ظاہر ہوئی ہے — زندہ کلام، یعنی خداوند یسوع مسیح۔

اور یہ زندہ کلام ہمیں تحریری کلام، یعنی خدا کے کلام، کے ذریعے ظاہر کیا جاتا ہے۔

خود یسوع نے فرمایا:

“راہ، حق اور زندگی میں ہوں۔” (یوحنا باب 14 آیت 6)

اور اپنے باپ سے دعا کرتے ہوئے فرمایا:

“تیرا کلام حق ہے۔” (یوحنا باب 17 آیت 17)



بائبل کا باقاعدہ اور منظم مطالعہ نہ صرف آپ کو حقیقی یسوع کو جاننے اور انہیں ویسا دیکھنے میں مدد دیتا ہے جیسے وہ حقیقت میں ہیں، بلکہ یہ آپ کی نگاہ اور آپ کی توجہ کو بھی مسلسل اُن پر مرکوز اور ثابت رکھنے میں مدد کرتا ہے۔



اپنی توجہ قائم رکھیں

زندگی کے شدید طوفان خدا پر ہمارے ایمان کو آزماتے ہیں اور اس پر دباؤ ڈالتے ہیں۔ کیا آپ کو وہ واقعہ یاد ہے جب یسوع نے پطرس کو تیز ہوا اور طوفانی لہروں کے درمیان جھیلِ گلیل پر اپنے پاس آنے کے لیے بلایا تھا؟

پطرس اپنی مچھلی پکڑنے والی کشتی سے اترا اور یسوع کی طرف چلنے لگا۔ جب تک اس کی نظریں خداوند پر جمی رہیں، وہ پانی پر چلتا رہا۔

”لیکن جب اُس نے تیز ہوا کو دیکھا تو ڈر گیا، اور ڈوبنے لگا۔“ (متی باب 14 آیت 30)

یسوع نے اپنے دوست کو بچا لیا، لیکن اُس کے شک اور کمزور ایمان پر اُسے تنبیہ بھی کی۔

پطرس یسوع پر ایمان تو رکھتا تھا، لیکن جب ہوا اور لہریں بہت خوفناک دکھائی دینے لگیں تو اُس کا ایمان اتنا مضبوط نہ تھا کہ وہ خداوند پر مکمل بھروسہ قائم رکھ سکتا۔ اُس کا ایمان ابھی اس درجے تک نہیں پہنچا تھا کہ طوفان کے سامنے ثابت قدم رہ سکے۔

ہم میں سے بہت سے لوگ پطرس جیسے ہیں۔ ہم بڑے جوش کے ساتھ سفر کا آغاز کرتے ہیں، لیکن وقت گزرنے کے ساتھ جو کچھ ہماری آنکھیں دیکھتی ہیں اور ہمارے احساسات ہمیں محسوس کراتے ہیں، وہی آہستہ آہستہ ہماری توجہ ایمان کے اصل سرچشمے سے ہٹا دیتا ہے، اور پھر ہمارے دل میں شک پیدا ہونے لگتا ہے۔

اگر آپ کو زندگی کے شدید طوفانوں کے سامنے مضبوطی سے قائم رہنا ہے، تو آپ کو یہ سیکھنا ہوگا کہ اپنی نظریں کس طرح یسوع پر جمائے رکھنی ہیں۔

آپ کی جڑیں گہری ہونی چاہئیں

جب یسوع اس دنیا میں تھے تو وہ روحانی سچائیوں کو سمجھانے کے لیے اکثر تمثیلیں بیان کرتے تھے۔

ایسی ہی ایک تمثیل میں خداوند نے خدا کے کلام کی منادی کو ایک کسان کے بیج بونے سے تشبیہ دی۔ اس تمثیل کے ذریعے یسوع نے واضح کیا کہ خدا کے کلام کے لیے ہر شخص کا ردِ عمل اس بات کا تعین کرتا ہے کہ وہ کلام اس کی زندگی میں کتنا اثر کرے گا۔

یسوع نے بعض لوگوں کے بارے میں فرمایا:

”یہ وہ لوگ ہیں جو کلام کو سنتے ہی خوشی سے قبول کر لیتے ہیں، لیکن ان کی جڑ اپنے اندر گہری نہیں ہوتی، اس لیے وہ تھوڑی دیر تک ہی قائم رہتے ہیں۔ پھر جب کلام کی وجہ سے مصیبت یا ایذا پہنچتی ہے تو فوراً ٹھوکر کھا جاتے ہیں۔“ (مرقس باب 4 آیات 16 اور 17)

اگر آپ کو مشکل وقت میں ثابت قدم رہنا ہے تو آپ کی روحانی جڑیں گہری ہونی چاہئیں، تاکہ آپ اپنے حالات میں جو کچھ دیکھتے اور محسوس کرتے ہیں، اُس کی وجہ سے مرجھا نہ جائیں۔

یہ گہری جڑیں اُس وقت پیدا ہوتی ہیں جب آپ اپنی توجہ یسوع پر مرکوز رکھتے ہیں اور اسے مسلسل وہیں قائم رکھنا سیکھتے ہیں۔

خدا کے کلام پر غور و فکر کریں

مسیحیوں کو تعلیم دی گئی ہے کہ وہ اپنی زندگی:

”یسوع پر نظریں جمائے رکھ کر گزاریں۔“ (عبرانیوں باب 12 آیت 2)

جس یونانی لفظ کا ترجمہ ”نظریں جمائے رکھنا“ کیا گیا ہے، اُس کا مفہوم ہے کسی چیز پر پوری توجہ کے ساتھ غور کرنا۔

جب آپ کسی بات پر غور کرتے ہیں تو آپ اُس کے بارے میں وقت نکال کر گہرائی سے سوچتے ہیں اور اُسے اپنے ذہن میں سنبھالے رکھتے ہیں۔

دوسرے لفظوں میں، آپ اُس پر غور و فکر کرتے ہیں۔

غور و فکر کا مطلب ہے کسی سچائی یا خیال پر بار بار سوچنا، اسے اپنے ذہن میں دہرانا، اور اس کے بارے میں گہرائی سے تدبیر کرنا۔

یہاں جس یونانی لفظ کا استعمال ہوا ہے، اُس کا مطلب ہے کسی بات کو اپنے ذہن میں بار بار دہراتے رہنا اور مسلسل اُس پر سوچتے رہنا۔

یہ کسی قسم کی نیو ایج مشق نہیں ہے، جس میں انسان اپنے ذہن میں یسوع کا تصور بنائے۔

ہم یسوع پر اس طرح غور کرتے ہیں کہ مقدس نوشتوں میں جیسے وہ ظاہر کیے گئے ہیں، اُن کے بارے میں وقت نکال کر گہرائی سے سوچتے ہیں۔

ہم اس بات پر غور کرتے ہیں کہ یسوع نے کیا فرمایا، کیا کیا، اُن کا کردار کیسا تھا، اور اُن کی قدرت کیسی تھی۔

عہدِ جدید کا باقاعدہ اور منظم مطالعہ اس کام میں آپ کی مدد کرتا ہے۔

مسلسل بائبل پڑھنا نہ صرف آپ کو مقدس نوشتوں سے زیادہ واقف کرتا ہے، جو بتدریج یسوع کو آپ پر زیادہ واضح طور پر ظاہر کرتی ہیں، بلکہ یہ خدا کے کلام کو آپ کے ذہن میں تازہ بھی رکھتا ہے۔

پھر دن بھر کی مصروفیات کے دوران بھی آپ کے پاس ایسی سچائیاں موجود ہوتی ہیں جن پر آپ غور کر سکتے ہیں، جن کے بارے میں سوچ سکتے ہیں، اور جنہیں اپنے دل و دماغ میں بار بار دہرا سکتے ہیں۔

آہستہ آہستہ آپ کی سوچ خدا کے نقطہ نظر کے مطابق ڈھلنے لگتی ہے۔

آپ فطری طور پر ویسا سوچنا شروع کر دیتے ہیں جیسا خدا اپنے کلام میں فرماتا ہے۔

کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ آپ نے کسی شخص کے ساتھ بہت زیادہ وقت گزارا ہو، اور بعد میں آپ کو احساس ہوا ہو کہ آپ نے غیر شعوری طور پر اُس کی کچھ عادتیں یا انداز اپنا لیے ہیں؟

یا کیا آپ نے کبھی یہ محسوس کیا ہے کہ اگر رات کو سونے سے پہلے آپ کوئی خوفناک یا پریشان کن منظر دیکھیں، تو سونے کی کوشش کرتے وقت وہی منظر بار بار آپ کے ذہن میں آتا رہتا ہے؟

انسان کو خدا نے اس طرح بنایا ہے کہ جس چیز کو وہ بار بار دیکھتا ہے اور جس پر مسلسل اپنی توجہ مرکوز رکھتا ہے، وہی چیز آہستہ آہستہ اُس کی زندگی پر اثر انداز ہونے لگتی ہے۔

اور اگر آپ جان بوجھ کر کسی حقیقت کو اپنی توجہ کا مرکز بنائے نہ رکھیں، تو وہ آہستہ آہستہ آپ کے ذہن سے دھندلی پڑنے لگتی ہے، یہاں تک کہ یادداشت سے بھی محو ہو جاتی ہے۔

خدا کی مرضی یہ ہے کہ ہم اپنی زندگی میں اُس کے تحریری کلام کے ذریعے اپنی نظریں اُس پر جمائے رکھیں، اور اسی کلام کے ذریعے اُس کے مشابہ بنتے جائیں۔

جب آپ بار بار خدا کے کلام کی طرف رجوع کرتے ہیں—اُسے باقاعدگی سے پڑھتے ہیں اور اُس پر غور و فکر کرتے ہیں—تو وہ آپ کے ذہن پر گہرا اور دیرپا اثر چھوڑتا ہے۔

یاد رکھیے، بائبل کوئی عام کتاب نہیں ہے؛ یہ مافوق الفطرت ہے۔

یہ آپ کے اندر کام کرتی ہے، آپ کو قوت بخشتی ہے، اور آپ کے دل میں خدا کی بھلائی اور اُس کی وفاداری پر ایسا مضبوط یقین پیدا کرتی ہے جو متزلزل نہیں ہوتا۔

دوسرے الفاظ میں، یہی کلام آپ کی روحانی زندگی کی جڑوں کو گہرا، مضبوط اور ثابت قدم بناتا ہے۔

”بس کلام کو بار بار دہراتے رہو!“

اس کتاب کے ابتدائی ابواب میں ہم نے عہدِ عتیق کے دو ایسے حصوں پر غور کیا تھا جو خدا کے کلام پر غور و فکر کرنے کو مشکل وقت میں ثابت قدم رہنے کے ساتھ جوڑتے ہیں۔

پہلے باب میں میں نے ذکر کیا تھا کہ داؤد نے ایک زیور میں اُس ایماندار کو ایک سرسبز درخت سے تشبیہ دی ہے جو مسلسل خدا کے کلام پر غور و فکر کرتا ہے۔ ایسے شخص کی جڑیں اتنی گہری ہوتی ہیں کہ وہ اُسے طوفانوں کے دوران مضبوطی سے قائم رکھتی ہیں، اور خشک سالی کے دنوں میں بھی اُس تک پانی پہنچاتی رہتی ہیں۔ (زیور باب 1 آیات 1 تا 3)

چوتھے باب میں میں نے یہ بھی بیان کیا تھا کہ خداوند نے یسوع سے فرمایا تھا کہ اگر وہ مقدس نوشتوں پر غور و فکر کرے گا تو کنعان میں بنی اسرائیل کی قیادت کرتے ہوئے ہر چیلنج میں کامیاب ہوگا۔ (یسوع باب 1 آیت 8)

ان دونوں مقامات پر غور و فکر کے لیے جو عبرانی لفظ استعمال ہوا ہے، اُس کا لفظی مطلب ہے آہستہ آہستہ بولنا یا زیر لب دہرانا۔

لیکن اس کا اصل مفہوم یہ ہے کہ کسی بات پر گہرائی سے سوچنا اور اُس پر سنجیدگی کے ساتھ غور کرنا۔

بدقسمتی سے، چونکہ اُس عبرانی لفظ کا لفظی مطلب زیر لب دہرانا ہے، اس لیے بعض لوگوں نے اسے ایک خاص طریقہ کار یا نسخہ بنا لیا ہے۔ اُن کا کہنا ہے کہ اگر آپ صحیح الفاظ کو بار بار دہراتے رہیں گے تو خدا ضرور آپ کے حالات بدل دے گا۔

لیکن مقدس نوشتوں پر غور و فکر کرنے کا مطلب صرف الفاظ کو مسلسل دہراتے رہنا نہیں ہے۔

غور و فکر کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ آپ نے پڑھا ہے، اُس پر اتنی گہرائی سے سوچیں کہ وہ آپ کی سوچ اور آپ کے نقطہ نظر کو بدل دے۔

جب آپ خدا کے کلام پر سنجیدگی سے غور کرتے ہیں تو آپ کے اندر یہ مضبوط یقین پیدا ہوتا ہے کہ حقیقت صرف وہ نہیں جو اس وقت آپ کی آنکھیں دیکھ رہی ہیں یا آپ کے احساسات محسوس کر رہے ہیں۔

یہی مضبوط یقین، یعنی ایمان، پھر آپ کی گفتگو، آپ کی سوچ، اور مشکل حالات کے بارے میں آپ کے ردِ عمل کو بدل دیتا ہے۔

یہ تبدیلی اس لیے نہیں آتی کہ آپ نے کوئی خاص تکنیک استعمال کی ہے جس سے کوئی نتیجہ حاصل ہو، بلکہ اس لیے کہ حقیقت کو دیکھنے کا آپ کا انداز ہی بدل چکا ہوتا ہے۔

خدا کے کلام پر غور و فکر کی اہمیت ہمیں اُس بات سے بھی سمجھ میں آتی ہے جو رسول پولس نے اُن ایمانداروں کو لکھی جو بڑھتے ہوئے نہایت سخت ظلم و ستم کا سامنا کر رہے تھے۔

پولس نے انہیں یاد دلایا کہ اُن کی زندگی میں خواہ کچھ بھی ہو، اُن کے پاس ہر صورتحال کا سامنا کرنے کے لیے سب کچھ موجود ہے، کیونکہ قادرِ مطلق خدا اُن کے ساتھ ہے۔

اپنے قارئین کے اندر مضبوط ایمان پیدا کرنے کے لیے پولس نے اُس اعلان کا حوالہ دیا جو خداوند نے اُس وقت بنی اسرائیل سے کیا تھا جب پچھلی نسل کی ناکامی کے بعد وہ کنعان میں داخل ہونے کی تیاری کر رہے تھے۔ (استثنا باب 31 آیات 6 تا 8)

خداوند نے اُن سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اُن کی خاطر جنگ کرے گا اور انہیں ڈرنے سے منع کیا تھا۔

”کیونکہ خدا نے خود فرمایا ہے، ‘میں تجھے کبھی نہیں چھوڑوں گا اور نہ کبھی تجھے ترک کروں گا۔’ اس لیے ہم پورے اعتماد کے ساتھ کہہ سکتے ہیں، ‘خداوند میرا مددگار ہے؛ میں نہیں ڈروں گا۔ انسان میرا کیا بگاڑ سکتا ہے؟’” (عبرانیوں باب 13 آیات 5 اور 6)

میں نے جن فقروں پر زور دیا ہے، اُن پر خاص توجہ دیجیے۔

خدا نے کچھ فرمایا تاکہ ہم بھی کچھ کہہ سکیں۔

غور کیجیے کہ ہم جو کہتے ہیں، وہ خدا کے اصل الفاظ کی لفظ بہ لفظ تکرار نہیں ہوتی۔

بلکہ اُس شخص نے پہلے خدا کے کلام کو پڑھا، پھر اُس پر گہرائی سے غور کیا، اُس پر مسلسل تدبیر کیا، اور آخر کار ایک ایسے مضبوط یقین تک پہنچا جس نے اُس کی سوچ اور اُس کے نقطہ نظر کو بدل دیا۔

اسی بدلے ہوئے نقطہ نظر نے مشکلات کے بارے میں اُس کے ردِ عمل کو بھی تبدیل کر دیا۔

اب اسی نئے نقطہ نظر کی وجہ سے وہ پورے اعتماد کے ساتھ اعلان کر سکتا ہے کہ وہ نہیں ڈرے گا، کیونکہ اُسے کامل یقین ہے کہ قادرِ مطلق خدا ضرور اُس کی مدد کرے گا۔



بائبل کا باقاعدہ اور منظم مطالعہ آپ کی مدد کرتا ہے کہ آپ اپنے ایمان کے سرچشمہ، یعنی یسوع، پر اپنی نظریں کس طرح مسلسل جمائے رکھیں۔ جیسے جیسے اُن پر آپ کا بھروسہ بڑھتا جاتا ہے، ویسے ویسے حقیقت کو دیکھنے کا آپ کا انداز بھی بدلنے لگتا ہے۔

آپ کی روحانی زندگی کی جڑیں مزید گہری اور مضبوط ہوتی جاتی ہیں، اور یہی جڑیں مشکل وقت میں بھی آپ کو ثابت قدم، مضبوط اور قائم رکھنے کے قابل بناتی ہیں۔

“مبارک ہے وہ شخص جو خداوند پر بھروسا رکھتا ہے، جس کا اعتماد خداوند ہی پر ہے۔ وہ اُس درخت کی مانند ہوگا جو پانی کے کنارے لگایا گیا ہو، اور اپنی جڑیں ندی کی طرف پھیلاتا ہو۔ گرمی آئے تو بھی وہ نہیں ڈرتا، بلکہ اُس کے پتے ہمیشہ ہرے رہتے ہیں۔ خشک سالی کے برس میں بھی وہ پریشان نہیں ہوتا اور پھل لانا نہیں چھوڑتا۔” (یرمیاہ باب 17 آیات 7 اور 8)



توجہ بٹانے والی باتیں

بیج ہونے والے کی تمثیل میں یسوع نے ایک اور قسم کے سننے والے کا ذکر کیا، جس کے لیے خدا کا کلام بے اثر ہو جاتا ہے۔ ایسا شخص:

”دنیا کی فکریں، دولت کا فریب، اور دوسری خواہشوں کو اپنے اندر جگہ دے دیتا ہے، جو آ کر کلام کو دبا دیتی ہیں، اور وہ بے پھل رہ جاتا ہے۔“ (مرقس باب 4 آیت 19)

یہاں فکریں کے لیے جو یونانی لفظ استعمال ہوا ہے، وہ ایسے لفظ سے نکلا ہے جس کا مطلب ہے مختلف سمتوں میں کھینچنا یا توجہ بٹا دینا۔

بہت سی چیزیں ہماری توجہ ہمارے ایمان کے سرچشمے، یعنی خدا کے کلام اور یسوع، سے بٹا دینے کی کوشش کرتی ہیں۔

اگر ہمیں زندگی کے طوفانوں سے کامیابی کے ساتھ گزرنا ہے تو ضروری ہے کہ ہم ان توجہ بٹانے والی چیزوں کو پہچانیں اور ان سے صحیح طریقے سے نمٹنا سیکھیں۔

آپ کے ذہن میں ہونے والی جنگ

مخلص مسیحی زندگی کی آزمائشوں اور تکلیفوں کے درمیان پوری کوشش کرتے ہیں کہ خدا پر بھروسہ قائم رکھیں۔

لیکن اُن کا ایمان صرف اُن طوفانوں اور لہروں سے ہی نہیں آزماتا جنہیں وہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے اور محسوس کرتے ہیں، بلکہ اُن خیالات سے بھی جو مسلسل اُن کے ذہن پر حملہ کرتے رہتے ہیں۔

مشکل وقت میں سب سے بڑی جنگ انسان کے ذہن کے اندر ہوتی ہے۔

ہمارا ایک حقیقی دشمن ہے، اور اُس کی جنگ کی حکمتِ عملی ذہنی ہوتی ہے۔

شیطان خدا کے بارے میں، ہمارے اپنے بارے میں، اور ہمارے حالات کے بارے میں ہمارے ذہن میں جھوٹے خیالات ڈالتا ہے تاکہ وہ ہم سے خدا کا کلام، یعنی وہ بیچ، چھین لے۔ (مرقس باب 4 آیت 15؛ افسیوں باب 6 آیات 11 تا 12)

مثلاً وہ ایسے خیالات پیدا کرتا ہے:

• ”تم اس مشکل سے کبھی نہیں نکل سکو گے۔ تم ناکام اور بے کار ہو۔ جو کچھ تمہارے ساتھ ہو رہا ہے، تم اسی کے مستحق ہو۔ تم بار بار ناکام ہوئے ہو۔ کسی کو تمہاری پرواہ نہیں، حتیٰ کہ خدا کو بھی نہیں۔ تم اکیلے ہی مر جاؤ گے۔ کیوں نہ اپنی زندگی ختم کر کے اس سب کا خاتمہ کر دو؟“

• ”کسی اور کی حالت تم جتنی خراب نہیں۔ تم اس سے کہیں بہتر کے مستحق ہو۔ سب سے زیادہ محنت تم کرتے ہو، پھر بھی تمہیں کچھ نہیں ملتا۔ خدا کی خدمت کر کے تم صرف بے وقوف بن رہے ہو۔ یہ سب خدا ہی کی غلطی ہے۔ اُس نے تمہارے ساتھ ناانصافی کی ہے۔ خدا کی خدمت کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔“

اگر آپ ان ذہنی حملوں کا جواب نہیں دے سکتے اور اپنے ذہن پر قابو نہیں پا سکتے، تو آپ اس طوفان میں ثابت قدم نہیں رہ سکیں گے۔

اور اگر آپ مقدس نوشتوں سے واقف نہیں ہیں، یا اپنے حالات کا جائزہ خدا کے کلام کی روشنی میں نہیں لے سکتے، تو آپ کے پاس وہ جوابات نہیں ہوں گے جن کی آپ کو ضرورت ہے۔

اس ذہنی جنگ میں فتح حاصل کرنے کے لیے خدا کے کلام سے گہری واقفیت نہایت ضروری ہے۔

اگر آپ نہیں جانتے کہ خدا آپ کے بارے میں اور آپ کے حالات کے بارے میں کیا فرماتا ہے، اور اگر آپ کو اُس کے وعدوں کو پورا کرنے میں اُس کی وفاداری پر مضبوط یقین نہیں ہے، تو یہ گمراہ کن خیالات اور جذبات آپ کے اندر موجود تھوڑے سے ایمان کو بھی دبا دیں گے۔

اس عمل کو پہچانیے

جب ہم کسی مشکل یا چیلنج بھرے حالات کا سامنا کرتے ہیں تو ایک فطری عمل شروع ہو جاتا ہے۔

ہم طوفان کو دیکھتے ہیں، اور وہ ہمارے جذبات کو ہلا دیتا ہے۔

ہم پریشان اور خوفزدہ ہو جاتے ہیں۔

پھر ہمارے ذہن میں سوالات کا سیلاب آنے لگتا ہے۔

”میں کیا کروں گا؟“

”میں اس سے کیسے نکلوں گا؟“

ہم سب میں یہ رجحان ہوتا ہے کہ ان سوالوں کے جواب صرف اسی بنیاد پر تلاش کریں جو اس وقت ہماری آنکھیں دیکھ رہی ہیں اور ہمارے جذبات محسوس کر رہے ہیں۔

پھر ہم اپنے خیالات اور جذبات کو مزید خوفناک تصورات کی طرف جانے دیتے ہیں، جو ہمارے خوف کو اور بڑھا دیتے ہیں۔

جب خیالات اور جذبات ایک دوسرے کو مسلسل ہوا دیتے رہتے ہیں تو انسان کی اندرونی گفتگو زیادہ سے زیادہ بے ترتیب، منفی اور حقیقت سے دور ہوتی جاتی ہے۔

مثلاً:

- ”اس معاشی حالت میں میری عمر کے آدمی کو کون ملازمت دے گا؟ مجھے دوبارہ کبھی نوکری نہیں ملے گی۔ میرے پڑوسی کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا، اور اُس نے سب کچھ کھو دیا تھا!“
- ”اگر میری بیوی پیسوں کے معاملے میں اتنی لاپرواہ نہ ہوتی تو آج ہم اس حال میں نہ ہوتے۔ یہ سب اُسی کی غلطی ہے۔ آخر میں نے اُس سے شادی ہی کیوں کی؟“
- ”اگر میں اپنے بل ادا نہ کر سکا تو میرا گھر بھی چلا جائے گا۔ میرا خاندان سڑک پر آ جائے گا۔ پھر ہم یا تو بھوک سے مر جائیں گے یا سردی سے!“

یسوع نے اپنی ایک اور تعلیم میں اس بڑھتے ہوئے ذہنی عمل کا علاج بتایا، جب انہوں نے اپنے شاگردوں سے فرمایا کہ زندگی کی ضروریات کے بارے میں فکر مند نہ ہوں۔ (متی باب 6 آیات 25 تا 34)

خداوند نے اپنی تعلیم ان الفاظ سے شروع کی:

”اس لیے میں تم سے کہتا ہوں، اپنی زندگی کی فکر نہ کرو کہ کیا کھاؤ گے یا کیا پیو گے، اور نہ اپنے جسم کی کہ کیا پہنو گے۔“ (متی باب 6 آیت 25)

یہاں فکر کے لیے بھی وہی یونانی لفظ استعمال ہوا ہے جو بیچ بونے والے کی تمثیل میں توجہ ہٹانے والی فکر کے لیے آیا تھا۔ (مرقس باب 4 آیت 19)

دوسرے لفظوں میں، یسوع فرما رہے تھے کہ اپنے حالات کو اپنی توجہ اپنے ایمان کے سرچشمے سے ہٹانے نہ دو، اور بار بار اپنے آپ سے یہ سوال نہ کرتے رہو کہ تمہیں کھانا، لباس اور رہنے کی جگہ کہاں سے ملے گی۔

پھر انہوں نے اپنے سننے والوں سے فرمایا کہ وہ آسمان کے پرندوں اور میدان کے پھولوں کو دیکھیں، جنہیں خوراک بھی ملتی ہے اور خوبصورتی بھی، کیونکہ خدا خود اُن کی پرورش کرتا ہے۔

یسوع نے انہیں یاد دلایا کہ قادرِ مطلق خدا کی نظر میں اُن کی قدر پرندوں اور پھولوں سے کہیں زیادہ ہے۔

جب آندھیاں چلتی ہیں اور سمندر کی لہریں طوفانی ہو جاتی ہیں، تب ہمیں یہ فیصلہ کرنا ہوتا ہے کہ ہم:

”اپنی نظریں اُن تمام چیزوں سے ہٹا کر جو ہماری توجہ بٹاتی ہیں، یسوع پر جمائے رکھیں، جو ہمارے ایمان کا بانی اور اسے کامل کرنے والا ہے۔“ (عبرانیوں باب 12 آیت 2)

ہم پریشان کرنے والے خیالات اور جذبات کا انکار نہیں کرتے، اور نہ ہی یہ دکھاوا کرتے ہیں کہ کوئی طوفان موجود ہی نہیں۔

بلکہ ہم یہ حقیقت پہچانتے ہیں کہ ہماری صورتحال صرف وہی نہیں جو ہماری آنکھیں دیکھ رہی ہیں یا ہمارے احساسات محسوس کر رہے ہیں۔

خدا، جو ہمارا آسمانی باپ ہے، ہمارے ساتھ بھی ہے اور ہمارے حق میں بھی ہے۔

جب تک طوفان ختم نہیں ہو جاتا، وہ ہمیں سنبھالے رکھے گا۔

اور جب تک وہ ہمیں اس آزمائش سے باہر نہیں نکال دیتا، وہ ہمیں اُس کے درمیان سے بحفاظت گزارتا رہے گا۔

طوفان کے اختتام تک وہی ہمیں مضبوط، قائم اور محفوظ رکھے گا۔

مقدس نوشتوں کا باقاعدہ مطالعہ آپ کی مدد کرتا ہے کہ آپ حالات کو ویسا دیکھیں جیسے وہ حقیقت میں ہیں۔

یہ آپ کو اُن ذہنی اور جذباتی چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے قابل بناتا ہے جو زندگی کو کہیں زیادہ مشکل بنا سکتے ہیں۔

ایک بار پھر، زندگی کی آزمائشوں میں ثابت قدم رہنے اور اُن پر فتح حاصل کرنے کی بنیاد باقاعدگی سے مقدس نوشتوں کا مطالعہ ہی ہے۔



آپ کے پاس امید ضرور ہونی چاہیے

زندگی کی مشکلات سے بخیریت گزرنے کے لیے ایک اور بات نہایت ضروری ہے۔
آپ کے اندر امید ہونی چاہیے—ایسی مضبوط توقع کہ آنے والے دن زیادہ روشن ہوں گے۔
اگر آپ کے پاس امید نہیں ہوگی تو آپ طوفان ختم ہونے تک ثابت قدم نہیں رہ سکیں گے۔
امید ایک ایسے لنگر کی مانند ہے جو آپ کو مضبوطی سے قائم رکھتی ہے، خواہ آپ کے خلاف
اٹھنے والی قوتیں کتنی ہی طاقتور کیوں نہ ہوں۔ (عبرانیوں باب 6 آیات 18 اور 19)
یہ امید ہمیں خدا کے تحریری کلام کے ذریعے حاصل ہوتی ہے۔

جیسا کہ زبور نویس نے لکھا ہے:

”تیرا کلام ہی میری امید کا واحد سرچشمہ ہے۔“ (زبور باب 119 آیت 114)

مقدس نوشتے ہمارے دلوں میں امید پیدا کرتے ہیں، کیونکہ وہ ہمیں اُس خدا سے آشنا کرتے ہیں جس
کے لیے کوئی رکاوٹ اتنی بڑی نہیں کہ وہ اُس پر غالب نہ آ سکے، اور نہ کوئی طوفان اتنا شدید ہے
کہ وہ اُس کا سامنا نہ کر سکے۔

اُس کے لیے کوئی بھی صورتحال ناممکن نہیں، اور نہ کوئی ایسا مسئلہ ہے جس کا حل موجود نہ ہو۔

مقدس نوشتے ہمیں یہ بھی دکھاتے ہیں کہ خدا صرف قادرِ مطلق ہی نہیں، بلکہ اپنے لوگوں کی مدد
کرنے کے لیے پوری طرح آمادہ بھی ہے۔

جو لوگ اس قادرِ مطلق اور علیم خدا کی خدمت کرتے ہیں، اُن کے لیے کوئی بھی صورتحال مکمل
طور پر ناامید نہیں ہوتی۔

ہر نقصان، ہر آزمائش اور ہر دکھ عارضی ہے، اور خدا اپنی قدرت سے اُسے بدل سکتا ہے—خواہ اس زندگی میں یا آنے والی زندگی میں۔

ٹوٹی ہوئی دنیا میں امید

مقدس نوشتوں کا ادھے سے زیادہ حصہ تاریخ پر مشتمل ہے۔

اس میں حقیقی لوگوں کی سچی داستانیں بیان کی گئی ہیں جنہوں نے نہایت مشکل حالات میں خدا سے حقیقی مدد پائی۔

یہ واقعات اس لیے بھی لکھے گئے کہ ہمارے اندر یہ امید پیدا ہو کہ جس طرح خداوند نے اُن مردوں اور عورتوں کی مدد کی، اُسی طرح وہ ہماری بھی مدد کرے گا۔

”جو کچھ پہلے لکھا گیا، وہ ہماری تعلیم کے لیے لکھا گیا، تاکہ ہم صبر اور مقدس نوشتوں کی تسلی کے ذریعے امید رکھیں۔“ (رومیوں باب 15 آیت 4)

آئیے ایسے ہی ایک شخص کی مثال پر غور کریں جس نے اپنے مشکل حالات کو بدلتے ہوئے دیکھا—کچھ اس زندگی میں، اور کچھ آنے والی زندگی میں۔

تقریباً تین ہزار سال پہلے اسرائیل پر حکومت کرنے والے داؤد نے اپنی زندگی میں نہایت بڑی مصیبتوں کا سامنا کیا۔

زندگی کے آغاز ہی میں خدا نے اُس سے وعدہ کیا تھا کہ وہ بادشاہ بنے گا۔

لیکن تخت پر بیٹھنے سے پہلے داؤد کو کئی سال ایسے دشمنوں کا سامنا کرنا پڑا جو اُسے ہلاک کرنا چاہتے تھے۔

اس کے باوجود خداوند خدا نے اُسے بچایا اور اُس سے کیا ہوا اپنا وعدہ پورا کیا۔

طوفان سے گزرنے کے بعد داؤد یہ کہہ سکا کہ مشکل وقت میں خدا پر اُس کی امید ہی تھی جس نے اُسے سنبھالے رکھا۔

اُس نے لکھا:

”اگر مجھے یقین نہ ہوتا کہ میں زندوں کی سرزمین میں خداوند کی بھلائی دیکھوں گا، تو میرا کیا بنتا؟ خداوند کا انتظار کرو۔ مضبوط بنو، تمہارا دل حوصلہ رکھے۔ ہاں، خداوند ہی کا انتظار کرو۔“ (زبور باب 27 آیات 13 اور 14)

بعد میں داؤد نے اپنی زندگی میں اپنے ایک بیٹے کی موت کا بھی گہرا دکھ برداشت کیا۔

لیکن اس دل توڑ دینے والے غم کے درمیان بھی اُس کی امید قائم رہی، کیونکہ وہ جانتا تھا کہ یہ جدائی ہمیشہ کے لیے نہیں ہے۔

وہ ایک دن اپنے بیٹے سے دوبارہ ملے گا۔

”جب تک بچہ زندہ تھا، میں روزہ رکھتا اور روتا رہا، کیونکہ میں نے سوچا، ’شاید خداوند مجھ پر رحم کرے اور بچہ زندہ رہے۔‘ لیکن اب وہ مر گیا ہے، تو میں کیوں روزہ رکھوں؟ کیا میں اُسے واپس لا سکتا ہوں؟ میں ایک دن اُس کے پاس جاؤں گا، لیکن وہ میرے پاس واپس نہیں آئے گا۔“ (۲) سموئیل باب 12 آیات 22 اور 23)

ابدی نقطہ نظر

ہماری امید کی وسعت کو پوری طرح سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہمارے پاس ابدی نقطہ نظر ہو۔

ابدیت کا نقطہ نظر یہ تسلیم کرتا ہے کہ زندگی صرف اس موجودہ دنیا تک محدود نہیں ہے۔

جب کوئی انسان مر جاتا ہے تو اُس کا وجود ختم نہیں ہو جاتا، بلکہ ہماری ہستی کا زیادہ عظیم اور بہتر حصہ اس زندگی کے بعد ہے۔

اس زندگی کی تکلیفیں اُس جلال کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں جو ہمارے سامنے آنے والا ہے۔

عظیم رسول پولس، جسے اپنی وفات سے کئی سال پہلے آسمان کی جھلک دکھائی گئی تھی، نے لکھا:

”میرے خیال میں اس موجودہ زمانے کے دکھ اُس جلال کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں جو ہم پر ظاہر ہونے والا ہے۔“ (رومیوں باب 8 آیت 18)

پولس اپنی بے شمار مصیبتوں کو وقتی اور ہلکا سمجھ سکا، کیونکہ وہ اُنہیں ابدیت کے نقطہ نظر سے دیکھتا تھا۔

”کیونکہ ہماری یہ لمحاتی اور ہلکی سی مصیبت ہمارے لیے نہایت عظیم اور ابدی جلال پیدا کر رہی ہے، جو اُس سے کہیں بڑھ کر ہے۔“ (۲) کرتھیوں باب 4 آیت 17)

اسی نقطہ نظر نے پولس کے اندر ایسی امید پیدا کی جس نے ہر آزمائش میں اُسے ثابت قدم رکھا۔

وہ جانتا تھا:

”خداوند مجھے ہر برے حملے سے بچائے گا اور اپنے آسمانی بادشاہی میں بخیریت پہنچائے گا۔“ (۲) تیمتھیس باب 4 آیت 18)

• پولس سمجھ گیا تھا کہ آنے والی زندگی کے مقابلے میں اس پوری زندگی کے دکھ بھی نہایت معمولی ہیں۔ آج آسمان میں موجود کوئی بھی شخص، خود پولس سمیت، اس دنیا کے سفر میں برداشت کیے گئے دکھوں پر آنسو نہیں بہاتا۔

• رسول یہ بھی جانتا تھا کہ گناہ سے متاثرہ اس دنیا میں خدا زندگی کی مشکلات کو اپنے ابدی مقاصد پورے کرنے کے لیے استعمال کرتا ہے، اور ہماری زندگی میں پیش آنے والی ہر بات میں سے بھی حقیقی بھلائی پیدا کر سکتا ہے۔ (رومیوں باب 8 آیت 28؛ پیدائش باب 50 آیت 20)

جب ہم مرنے کے بعد ہمارے لیے کیا تیار ہے، اس موضوع پر مزید تفصیلی مطالعے کے لیے میری کتاب "بہترین ابھی آنا باقی ہے — بائبل آسمان کے بارے میں کیا کہتی ہے" پڑھیں۔

اور یہ سمجھنے کے لیے کہ خدا زندگی کی مشکلات کو ابدی نتائج پیدا کرنے کے لیے کس طرح استعمال کرتا ہے، میری کتاب "ایسا کیوں ہوا؟ خدا کیا کر رہا ہے؟" پڑھیں۔

غیر مرئی حقیقتیں

پولس زندگی کی آزمائشوں کا سامنا امید کے ساتھ کر سکا کیونکہ وہ صرف اُن چیزوں تک محدود نہیں رہتا تھا جو نظر آتی تھیں۔

اپنی مشکلات کو وقتی اور ہلکا قرار دینے کے فوراً بعد اُس نے لکھا:

“اس لیے ہم اپنی نظریں نظر آنے والی چیزوں پر نہیں بلکہ اُن چیزوں پر رکھتے ہیں جو نظر نہیں آتیں، کیونکہ نظر آنے والی چیزیں عارضی ہیں، مگر جو نظر نہیں آتیں وہ ہمیشہ قائم رہتی ہیں۔” (۲ کرنتھیوں باب 4 آیت 18)

اس آیت میں جس یونانی لفظ کا ترجمہ "نظریں رکھنا" کیا گیا ہے، اُس کا مطلب ہے اپنے ذہن کو کسی بات پر مرکوز کرنا یا اُس پر گہرائی سے غور کرنا۔

آپ اور میری طرح پولس کو بھی یہ فیصلہ کرنا پڑتا تھا کہ وہ اپنی توجہ اُس پر مرکوز رکھے جسے وہ اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتا تھا—یعنی قادرِ مطلق خدا، جو اُس کے ساتھ بھی تھا اور اُس کے حق میں بھی۔

اُسے اپنے ذہن کو اس سچائی پر قائم رکھنا پڑتا تھا کہ صرف اس زندگی میں ہی نجات اور مدد نہیں، بلکہ اس زندگی کے بعد مکمل بحالی اور اجر بھی ہے۔

مقدس نوشتے خدا، اُس کی قدرت، اور اُس کی بادشاہی کی اُن غیر مرئی حقیقتوں کو ظاہر کرتے ہیں—ایسی بادشاہی کو جو اس موجودہ زندگی پر اثر انداز ہوتی ہے، واقعی اثر انداز ہوتی ہے، اور جب ہم اپنی آخری سانس لیں گے تو وہی ہمیں اپنے اندر قبول کرے گی۔

یہ الٰہی مکاشفہ ہمارے اندر ایسی امید پیدا کرتا ہے جو ہمیں زندگی کے طوفانوں میں ثابت قدم رہنے کے قابل بناتا ہے۔

اگرچہ آپ اپنی آنکھوں سے خدا کو نہیں دیکھ سکتے، پھر بھی آپ جانتے ہیں کہ وہ آپ کے ساتھ ہے، آپ کے حق میں ہے، اور اس زندگی میں آپ کی مدد کرے گا۔

اور اگرچہ آپ نے آنے والی زندگی کی خوشی ابھی اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھی، پھر بھی اُس آنے والے جلال کا علم آپ کو اُس وقت تک سنبھالے رکھتا ہے۔

اپنا نقطہ نظر بدلیں

مقدس نوشتوں کا باقاعدہ مطالعہ آپ کے حالات کو دیکھنے کا انداز بدل دیتا ہے۔

خدا کا کلام آپ کو زندگی کی آزمائشوں کو صحیح نقطہ نظر سے دیکھنا سکھاتا ہے۔

ابدیت کے مقابلے میں آپ کی موجودہ مشکلات اتنی بڑی محسوس نہیں ہوتیں۔

پھر آپ سمجھنے لگتے ہیں کہ جب آپ ابدیت میں داخل ہوں گے تو جن باتوں کا آج آپ سامنا کر رہے ہیں، وہ اُس وقت آپ کے لیے باعثِ فکر نہیں رہیں گی۔

اگرچہ یہ نقطہ نظر آپ کی موجودہ تکلیف کو ختم نہیں کرتا، لیکن یہ آپ کا جذباتی بوجھ ضرور ہلکا کر دیتا ہے، کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ آگے آپ کے لیے اجر، بحالی اور دوبارہ ملاپ انتظار کر رہے ہیں۔

اور یہی حقیقت آپ کے دل میں امید پیدا کرتی ہے۔



آپ خواہ کسی بھی صورتحال سے گزر رہے ہوں، وہ کبھی بھی ناامیدی کی صورتحال نہیں ہے، کیونکہ آپ اُس خدا کی خدمت کرتے ہیں جو ہر چیز کو درست کر دیتا ہے—کچھ اس زندگی میں، اور کچھ آنے والی زندگی میں۔

آپ امید کے خدا کی خدمت کرتے ہیں۔

”امید کا خدا ایمان کے وسیلہ سے تمہیں ہر طرح کی خوشی اور سلامتی سے معمور کرے، تاکہ تم روح القدس کی قدرت سے امید میں بھرپور ہوتے جاؤ۔“ (رومیوں باب 15 آیت 13)



طوفان کے درمیان خوشی اور سلامتی

آئیے اب اُس آیت پر مزید غور کریں جس کا ذکر پچھلے باب کے آخر میں کیا گیا تھا:

“امید کا خدا ایمان کے وسیلہ سے تمہیں ہر طرح کی خوشی اور سلامتی سے معمور کرے، تاکہ تم روح القدس کی قدرت سے امید میں بھرپور ہوتے جاؤ۔” (رومیوں باب 15 آیت 13)

مشکل وقت میں ثابت قدم رہنے کے لیے سلامتی اور خوشی بھی نہایت اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

اور امید کی طرح، یہ دونوں بھی خدا کے کلام سے حاصل ہونے والے علم سے براہِ راست تعلق رکھتی ہیں۔

انتہائی مشکل حالات کے درمیان خوشی اور سلامتی کا تجربہ کرنا صرف کچھ خاص جذبات محسوس کرنے کا نام نہیں ہے۔

جذبات ہمارے اردگرد پیش آنے والے حالات کے مطابق بدلتے رہتے ہیں۔

اگر آپ کوئی خوفناک منظر دیکھتے ہیں تو آپ کو خوف محسوس ہوگا۔

اور جب وہ خطرہ ٹل جائے گا تو آپ کو راحت محسوس ہوگی۔

ایسے جذباتی ردِ عمل فطری بھی ہیں اور درست بھی۔

لیکن جب کسی طویل آزمائش کے دوران خوف، فکر اور ذہنی تکلیف مسلسل موجود رہیں، تب آپ کو ایسی گہری قوت کی ضرورت ہوتی ہے جو اُس وقت تک آپ کو سنبھالے رکھے جب تک آپ کے حالات بہتر نہ ہو جائیں۔

یہ قوت امید کے خدا کی عطا کی ہوئی سلامتی اور خوشی ہے۔

خدا کے کلام سے ملنے والی سلامتی

اس ٹوٹی ہوئی دنیا میں مشکلات سے مکمل طور پر بچنا ممکن نہیں۔

خود یسوع نے فرمایا:

”دنیا میں تمہیں مصیبت، آزمائش، تکلیف اور مایوسی کا سامنا کرنا پڑے گا۔“ (یوحنا باب 16 آیت 33)

لیکن غور کریں کہ زندگی کی ناگزیر مشکلات کا ذکر کرنے سے پہلے انہوں نے کیا فرمایا:

”میں نے یہ باتیں تم سے اس لیے کہی ہیں تاکہ مجھ میں تمہیں کامل سلامتی اور اطمینان حاصل ہو۔“
(یوحنا باب 16 آیت 33)

خداوند یسوع نے یہ بات اپنی مصلوبیت سے ایک رات پہلے فرمائی تھی۔

وہ ابھی ابھی اپنے شاگردوں کو یہ طویل تعلیم دے چکے تھے کہ وہ جلد ہی انہیں چھوڑ کر جانے والے ہیں۔

یہاں جگہ کی کمی کے باعث یسوع کی تمام تعلیمات پر تفصیل سے بات کرنا ممکن نہیں۔

لیکن اس کتاب کے موضوع سے متعلق ایک اہم بات پر غور کیجیے:

یسوع نے اپنے شاگردوں سے یہ سب کچھ اس لیے کہا تاکہ انہیں سلامتی عطا کریں۔

اور اگرچہ یسوع دو ہزار سال پہلے آسمان پر واپس جا چکے ہیں، پھر بھی وہ آج بھی اپنے پیروکاروں کو اپنے تحریری کلام کے ذریعے سلامتی عطا کرتے ہیں۔

یاد رکھیں، زندہ کلام مقدس نوشتوں کے ذریعے اپنے آپ کو—اپنے کردار، اپنی قدرت، اپنی منصوبہ بندی اور اپنی نگہداشت کو—ہم پر ظاہر کرتا ہے۔

ذہنی سلامتی

یسوع جو سلامتی عطا کرتے ہیں، وہ ذہنی سلامتی ہے۔

یعنی ایسے پریشان کن خیالات اور بوجھل جذبات سے آزادی جو انسان کے ذہن کو تھکا دیتے ہیں۔

زندگی کے حالات ایسے پریشان کن خیالات اور دردناک احساسات پیدا کرتے ہیں جو بعض اوقات خود مصیبت جتنے ہی تکلیف دہ ہوتے ہیں۔

ذہنی سلامتی اس ذہنی اذیت سے پیدا ہونے والے دباؤ کو کم کر دیتی ہے۔

”جب میرے دل میں فکروں کی کثرت تھی، تب تیری تسلیوں نے میرے دل کو خوشی بخشی۔“ (زبور باب 94 آیت 19)

یہاں جس عبرانی لفظ کا ترجمہ ”تسلیاں“ کیا گیا ہے، اُس کا مطلب ہے رحمت اور تسلی—یعنی ایسی تسلی جو غم اور پریشانی کا بوجھ ہلکا کر دے۔

قادرِ مطلق خدا اپنے روح القدس کے ذریعے، اپنے کلام کے وسیلہ سے ہمیں یہی تسلی عطا کرتا ہے۔

مقدس نوشتے ہمارے ذہن کو یہ یقین دلا کر سلامتی دیتے ہیں کہ ہر دکھ اور ہر نقصان عارضی ہے، اور ایک دن سب کچھ درست کر دیا جائے گا—کچھ اس زندگی میں، اور کچھ اُنے والی زندگی میں۔

یہ نقطہ نظر آپ کی موجودہ تکلیف کو ختم نہیں کرتا، لیکن یہ آپ کو امید دیتا ہے اور آپ کے ذہنی اور جذباتی بوجھ کو ہلکا کر دیتا ہے۔

خداوند نے اپنے لوگوں سے ذہنی سلامتی کا وعدہ کیا ہے۔

لیکن یہ وعدہ ایک شرط کے ساتھ ہے:

آپ کو اپنا ذہن خدا پر مرکوز رکھنا ہوگا اور اُسی پر قائم رکھنا ہوگا۔

”جس کا ذہن تجھ پر قائم رہتا ہے، تو اُسے کامل سلامتی میں محفوظ رکھتا ہے، کیونکہ وہ تجھ پر بھروسا رکھتا ہے۔“ (یسعیاہ باب 26 آیت 3)

اب تک ہم جن باتوں پر غور کر چکے ہیں، انہیں نہ بھولیے۔

آپ خدا کے تحریری کلام کے ذریعے اپنی توجہ اُس پر مرکوز رکھتے ہیں۔

اگر آپ نہیں جانتے کہ اُس کا کلام کیا کہتا ہے، تو آپ اپنے ذہن کو اُس پر قائم نہیں رکھ سکتے۔

اور اگر آپ مقدس نوشتوں کا باقاعدہ مطالعہ نہیں کرتے، تو آپ جان ہی نہیں سکتے کہ اُس کا کلام کیا فرماتا ہے۔

خدا کے کلام سے ملنے والی خوشی

اگرچہ جب ہم کسی ایسی چیز کا سامنا کرتے ہیں جو ہمیں خوشی اور اطمینان دیتی ہے تو ہمارے اندر مسرت اور خوشی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں، لیکن ایک ایسی خوشی بھی ہے جو حالات پر منحصر نہیں ہوتی۔

یہ خوشی ایک ایسی قوت ہے جو خدا کے کلام سے حاصل ہونے والے علم پر قائم ہوتی ہے، اور یہی آپ کو دردناک آزمائشوں کے درمیان بھی سنبھالے رکھتی ہے۔

”اگر تیرا کلام میری سب سے بڑی خوشی نہ ہوتا، تو میں اپنی مصیبت میں ہلاک ہو جاتا۔“ (زبور باب 119 آیت 92)

عہدِ عتیق کے نبی یرمیاہ نے خداوند کی خدمت کرتے ہوئے بے شمار مشکلات برداشت کیں، جن میں ردّ کیے جانا، جھوٹے الزامات اور قید بھی شامل تھے۔

اس کے باوجود یرمیاہ نے کہا کہ اُس نے خدا کے کلام کو قبول کیا، اور اُس کلام نے اُس کے اندر خوشی پیدا کی۔

”تیرا کلام مجھے ملا، اور میں نے اُسے قبول کیا؛ تیرا کلام میرے لیے خوشی اور میرے دل کی مسرت بن گیا۔“ (یرمیاہ باب 15 آیت 16)

مقدس نوشتے ایک مافوق الفطرت کتاب ہیں، اور جو لوگ غور و فکر اور گہری سوچ کے ساتھ اُن کے کلام کو اپنے اندر جگہ دیتے ہیں، اُن کی زندگیوں میں وہ حقیقی تبدیلی پیدا کرتے ہیں۔

شاید آپ کو یاد ہو کہ یسوع نے خدا کے کلام کو خوراک سے تشبیہ دی تھی۔ (متی باب 4 آیت 4)

یسوع کی یہ مثال ہمیں سمجھاتی ہے کہ مقدس نوشتے کس طرح کام کرتے ہیں۔

جس طرح خوراک جسم میں داخل ہو کر نشوونما اور تبدیلی پیدا کرتی ہے، اسی طرح خدا کا کلام بھی انسان کے اندر تبدیلی پیدا کرتا ہے۔

یرمیاہ کی زندگی میں خدا کے کلام نے اُس کے دل میں خوشی پیدا کی۔

شاید آپ مقدس نوشتوں کی اس مشہور آیت سے بھی واقف ہوں:

”غمگین نہ ہو، کیونکہ خداوند کی خوشی تمہاری قوت ہے۔“ (نحمیاہ باب 8 آیت 10)

جب ہم اس آیت کو اُس کے سیاق و سباق میں پڑھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ قوت بخشنے والی خوشی خدا کے تحریری کلام کو جاننے اور سمجھنے سے حاصل ہوتی ہے۔

اور جیسا کہ میں اس پوری کتاب میں بار بار کہہ چکی ہوں، مقدس نوشتوں کی سمجھ اُن سے واقفیت کے ذریعے حاصل ہوتی ہے، اور یہ واقفیت باقاعدہ اور منظم مطالعے سے پیدا ہوتی ہے۔

امید میں خوش رہو

عہدِ جدید میں جس یونانی لفظ کا زیادہ تر ترجمہ ”خوشی“ یا ”خوش رہنا“ کیا گیا ہے، اُس کا مفہوم صرف خوشی محسوس کرنا نہیں بلکہ حوصلہ مند اور دلیر رہنا ہے۔

کیا آپ نے کبھی کسی کھیل کے مقابلے میں کسی کھلاڑی کا حوصلہ بڑھایا ہے، یا کسی ایسے شخص کی ہمت بندھائی ہے جو کسی مشکل وقت سے گزر رہا ہو؟

آپ نے کیا کیا؟

آپ نے اُسے آگے بڑھتے رہنے کی ترغیب دی۔

آپ نے اُسے یاد دلایا کہ اُس کے اندر اپنی دوڑ مکمل کرنے کی طاقت موجود ہے۔

آپ نے اُسے یقین دلایا کہ وہ جس مشکل کا سامنا کر رہا ہے، اُس سے بحفاظت نکل آئے گا، اور اُس کے سامنے بہتر دن انتظار کر رہے ہیں۔

دوسرے لفظوں میں، آپ نے اپنے الفاظ کے ذریعے اُس کا حوصلہ بڑھایا۔

رسول پولس نے اپنی بے شمار آزمائشوں اور تکلیفوں کے بارے میں لکھا:

”ہم غمگین تو ہیں، مگر ہمیشہ خوش رہتے ہیں۔“ (۲ کرنتھیوں باب 6 آیت 10)

اگرچہ اپنی مشکلات کی وجہ سے وہ غم محسوس کرتا تھا، پھر بھی وہ خدا کے کلام کے ذریعے اپنا حوصلہ بڑھاتا تھا، اور اُسی سے اُسے قوت اور استقامت حاصل ہوتی تھی۔

پولس نے یہ بھی لکھا:

”امید میں خوش رہو۔“ (رومیوں باب 12 آیت 12)

غور کیجیے، اُس نے یہ نہیں کہا کہ صرف خوشی محسوس کرو۔

یاد رکھیں، یہی وہ پولس ہے جس نے اپنی بے شمار مصیبتوں کو وقتی اور ہلکا قرار دیا، کیونکہ اُس نے اپنی نظریں اُن چیزوں پر نہیں بلکہ اُن حقیقتوں پر مرکوز رکھی تھیں جنہیں وہ ابھی اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ (۲ کرنتھیوں باب 4 آیات 17 اور 18)

خدا کے کلام نے اُسے موجودہ مدد اور آئندہ بحالی کا مضبوط یقین عطا کیا تھا۔

جب آپ خدا کے فرمائے ہوئے کلام کو یاد کرتے ہیں اور اُس کے ذریعے اپنے دل کو مضبوط کرتے ہیں، تو مستقبل کے بارے میں خوشی اور حوصلہ آپ کے اندر پیدا ہوتا ہے۔

اور یہی قوت آپ کو ذہنی سلامتی کے ساتھ زندگی کے طوفانوں کا سامنا کرنے کے قابل بناتی ہے۔

”اسی کے وسیلہ سے ایمان کے سبب ہمیں اُس فضل تک رسائی ملی جس میں ہم قائم ہیں، اور ہم اُس جلال کی امید پر خوش ہوتے ہیں جو خدا ہمیں عطا کرے گا۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ ہم مصیبتوں میں بھی خوش رہتے ہیں۔“ (رومیوں باب 5 آیات 2 اور 3)



جب ہم خدا کے کلام کے ذریعے اپنے آپ کو حوصلہ دینا اور اپنی ہمت بڑھانا سیکھ لیتے ہیں، تو اُس کی قدرت ہمارے اندر کام کرنے لگتی ہے اور ہمیں سنبھالتی ہے۔ ذہنی خوشی اور سلامتی ہمیں اُس وقت حاصل ہوتی ہے جب ہم اُس کے کلام کا باقاعدہ مطالعہ کرتے ہوئے امید کے خدا کو زیادہ گہرائی سے جاننے لگتے ہیں۔



آئیے، پڑھنے کے لیے تیار ہوں

امید ہے کہ اب تک میری کہی ہوئی باتوں نے آپ کی دلچسپی پیدا کر دی ہوگی، اور آپ اس چیلنج کو قبول کرنے پر غور کر رہے ہوں گے کہ عہدِ جدید کو ابتدا سے آخر تک بار بار پڑھیں۔

لیکن میں پہلے ہی آپ کو ایک بات سے آگاہ کرنا چاہتی ہوں۔

جیسے ہی آپ پہلا صفحہ کھولیں گے، فوراً آپ کے سامنے سولہ آیات پر مشتمل ایک نسب نامہ آ جائے گا:

”ابراہام سے اسحاق پیدا ہوا، اسحاق سے یعقوب، اور یعقوب سے یہوداہ...“ (متی باب 1 آیت 2)

نتیجتاً، باقاعدہ اور منظم مطالعے کی آپ کی پہلی کوشش شاید آخری بھی ثابت ہو جائے۔

یہ قدیم نسب نامہ نہ صرف اجنبی ناموں کی وجہ سے پڑھنے میں مشکل محسوس ہوتا ہے بلکہ پہلی نظر میں اس کا جدید زندگی سے بھی کوئی خاص تعلق دکھائی نہیں دیتا۔

لیکن اگر آپ پہلی صدی کے ایسے یہودی ہوتے جو اسرائیل میں رہتے تھے، تو یہی نسب نامہ آپ کے لیے نہایت دلچسپ اور دلکش ہوتا۔

درحقیقت یہ فہرست یسوع کا نسب نامہ ہے۔

اگر آپ وعدہ کیے گئے مسیح (نجات دہندہ) کے منتظر ایک دیندار یہودی ہوتے، تو آپ جانتے کہ عہدِ عتیق کے نبیوں کے مطابق مسیح کا ابراہام اور داؤد، دونوں کی نسل سے ہونا ضروری تھا۔

اور جب آپ یسوع کے نسب نامے میں دیکھتے کہ وہ واقعی انہی دونوں بزرگوں کی نسل سے ہیں، تو یہ تمام نام آپ کے لیے بے حد اہم اور توجہ کھینچنے والے ہوتے۔

عہدِ جدید کا یہ حصہ دراصل پہلی صدی کے یہودیوں کو یہ ثابت کرنے کے لیے لکھا گیا تھا کہ یسوع ہی وہ نجات دہندہ ہیں جن کی پیشین گوئی عہدِ عتیق کے نبیوں نے کی تھی۔

جب آپ اس حقیقت کو سمجھ لیتے ہیں، تو عہدِ جدید کے آغاز میں اس تفصیلی نسب نامے کا ہونا پوری طرح بامعنی محسوس ہوتا ہے۔

اگلے چند ابواب میں میں عہدِ جدید کے بارے میں کچھ بنیادی پس منظر کی معلومات آپ کے ساتھ شیئر کروں گی، جو آپ کے مطالعے کو زیادہ کامیاب اور زیادہ فائدہ مند بنانے میں مدد دیں گی۔

مطالعے کا آغاز عہدِ جدید سے ہی کیوں کریں؟

آپ کے باقاعدہ بائبل مطالعے کا آغاز عہدِ جدید سے کرنے کے چند عملی اسباب ہیں۔

پہلی وجہ یہ ہے کہ عہدِ جدید، عہدِ عتیق کے مقابلے میں بہت مختصر ہے۔

یاد رکھیں، بائبل کی سمجھ اُس سے واقفیت کے ساتھ بڑھتی ہے، اور واقفیت مسلسل اور بار بار پڑھنے سے حاصل ہوتی ہے۔

اگر آپ نسبتاً چھوٹے حصے سے آغاز کریں گے، تو اس سفر میں کامیاب ہونے کے امکانات زیادہ ہوں گے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ بائبل خدا کے تدریجی مکاشفے کا ریکارڈ ہے۔

مقدس نوشتوں کے صفحات کے ذریعے خدا نے آہستہ آہستہ اپنے خاندان کے لیے اپنی منصوبہ بندی ظاہر کی، یہاں تک کہ اُس کا مکمل اظہار یسوع مسیح میں ہو گیا۔

عہدِ عتیق کو اُس وقت بہتر طور پر سمجھا جا سکتا ہے جب اُسے عہدِ جدید کی زیادہ مکمل روشنی میں پڑھا جائے۔

ایک مربوط کتاب

بائبل تقریباً پندرہ سو برس کے عرصے (تقریباً 1400 قبل مسیح سے 100 عیسوی تک) میں چالیس سے زیادہ مصنفین کے ذریعے لکھی گئی۔

اس کے باوجود اس میں ایسی حیرت انگیز یکسانیت اور تسلسل پایا جاتا ہے جو پہلی کتاب سے آخری کتاب تک نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔

ابتدا سے انتہا تک بائبل دراصل یسوع مسیح کا ہی مکاشفہ ہے—وہی شخصیت جس کے ذریعے خدا نے اپنا خاندان حاصل کیا۔ (یوحنا باب 5 آیت 39)

جیسا کہ میں نے باب 3 میں بیان کیا تھا، عہدِ عتیق بنیادی طور پر اسرائیل کی قوم کی تاریخ ہے، یعنی وہی قوم جس کے ذریعے یسوع اس دنیا میں تشریف لائے۔

تاریخ کے علاوہ، عہدِ عتیق میں یسوع کے بارے میں بے شمار پیشین گوئیاں بھی موجود ہیں، اور ایسے واقعات اور اشخاص بھی ہیں جنہیں نمونہ اور سایہ کہا جاتا ہے۔

نمونے اور سائے حقیقی اشخاص اور حقیقی واقعات تھے، لیکن وہ وعدہ کیے گئے نجات دہندہ کی نمائندگی بھی کرتے تھے اور اُن کی آمد کی پیشگی علامت بھی تھے۔ (کلسیوں باب 2 آیت 17؛ عبرانیوں باب 10 آیت 1)

عہدِ جدید اُس حقیقت کی تکمیل کا ریکارڈ ہے جس کی طرف عہدِ عتیق کی پیشین گوئیاں، نمونے اور سائے اشارہ کرتے تھے—یعنی یسوع کی آمد، تاکہ وہ گناہ کی قیمت ادا کریں اور خدا کے خاندان کے لیے نجات مہیا کریں۔

اتنے سارے اجنبی نام کیوں ہیں؟

بائبل پڑھنا کسی حد تک اس لیے مشکل محسوس ہوتا ہے کیونکہ اس میں بیان کیے گئے واقعات ایسے مقامات پر پیش آئے جو ہم میں سے اکثر لوگوں کے لیے اجنبی ہیں۔

مقدس نوشتے اُن واقعات کا بیان کرتے ہیں جو ہزاروں سال پہلے مشرقِ وسطیٰ میں، زیادہ تر اسرائیل کی سرزمین پر، پیش آئے تھے۔

اکیسویں صدی کے قارئین کے لیے نہ صرف وہاں کا جغرافیہ اور جگہوں کے نام اجنبی ہیں بلکہ اُس دور کے بہت سے ثقافتی حوالہ جات بھی غیر مانوس محسوس ہوتے ہیں۔

بت پرستی اور خون کی قربانیوں کا ذکر، خاص طور پر مغربی دنیا میں رہنے والے لوگوں کو، اپنی زندگی سے غیر متعلق محسوس ہوتا ہے۔

بہت سے جدید قارئین یہ بھی سوچتے ہیں کہ اُن کے اپنے ملک کا ذکر بائبل میں کیوں نہیں ہے۔

اس کی وجہ یہ نہیں کہ خدا اسرائیل کے علاوہ دوسرے علاقوں کی پرواہ نہیں کرتا، یا یہ کہ اُس کے خاندان کا منصوبہ صرف مشرقِ وسطیٰ کے لوگوں کے لیے تھا۔

بلکہ خدا کا کلام نجات کی تاریخ کا ریکارڈ ہے۔

یہ اُن لوگوں اور اُن واقعات کا بیان ہے جن کا براہِ راست تعلق اُس منصوبے سے تھا جس کے ذریعے خدا یسوع مسیح کے وسیلہ سے دنیا کو نجات دینا چاہتا تھا۔

وہ لوگ مشرقِ وسطیٰ میں رہتے تھے، اور وہ تمام واقعات بھی وہیں پیش آئے۔

جب آپ ان جغرافیائی اور ثقافتی فرقوں سے واقف ہو جاتے ہیں اور سمجھ جاتے ہیں کہ وہ کیوں موجود ہیں، تو کسی اجنبی لفظ یا رسم و رواج کو دیکھ کر بائبل پڑھنا چھوڑ دینے کا امکان بہت کم رہ جاتا ہے۔

اور جیسے جیسے آپ باقاعدگی سے بائبل پڑھتے رہیں گے، ویسے ویسے اُس کا متن آپ کے لیے زیادہ مانوس ہوتا جائے گا۔

پھر آپ خود سمجھنے لگیں گے کہ بعض الفاظ غالباً اشخاص یا مقامات کے نام ہیں، اور جو چیزیں پہلی نظر میں عجیب لگتی ہیں، وہ اُس زمانے کے لوگوں کی عام روایات اور رسم و رواج تھے۔

یاد رکھیں، بائبل حقیقی لوگوں نے حقیقی لوگوں کے لیے لکھی تھی تاکہ انہیں اہم اور فائدہ مند سچائیاں بتائی جا سکیں۔

جب اُس کے مصنفین نے لکھا تو انہوں نے وہی زبان استعمال کی جسے اُن کے قارئین بخوبی سمجھتے تھے۔

اسی لیے بائبل میں ایسے محاورے، تشبیہیں اور طرزِ بیان موجود ہیں جنہیں ہم آج فوراً نہیں سمجھ پاتے۔

لیکن یہی الفاظ اور انداز اُس زمانے کے اصل قارئین کے لیے بالکل واضح اور بامعنی تھے۔

ان میں سے کوئی بھی چیز ایسی نہیں جسے سمجھا نہ جا سکے۔

جیسا کہ میں پہلے بھی کہہ چکی ہوں، باقاعدہ اور بار بار پڑھنے سے یہ سب باتیں آہستہ آہستہ واضح ہوتی جاتی ہیں۔

ایک اچھا بائبل استاد بھی اس سفر میں نہایت قیمتی مدد فراہم کرتا ہے۔

اس کے علاوہ آپ کی مدد کے لیے بہت سے مفید ذرائع بھی دستیاب ہیں، جیسے بائبل لغات، تفاسیر، اور مطالعہ بائبل جن میں وضاحتی نوٹس شامل ہوتے ہیں۔

لیکن ہمیشہ یہ یاد رکھیں کہ یہ تمام ذرائع باقاعدہ بائبل مطالعے کا متبادل نہیں ہیں۔

انہیں صرف باقاعدہ مطالعے کے ساتھ معاون وسائل کے طور پر استعمال کرنا چاہیے۔

مجھے کون سا ترجمہ استعمال کرنا چاہیے؟

لوگ اکثر مجھ سے پوچھتے ہیں کہ جب وہ بائبل پڑھنا شروع کریں تو کون سا ترجمہ پڑھیں۔

اس موضوع پر مخلص مسیحیوں کے درمیان بھی کبھی کبھی سنجیدہ گفتگو اور اختلافِ رائے پایا جاتا ہے کہ کون سا ترجمہ زیادہ بہتر ہے۔

اس موضوع پر مکمل گفتگو کے لیے ایک الگ کتاب درکار ہوگی، لیکن فی الحال چند اہم باتوں پر غور کیجیے۔

• ترجمے اس لیے ضروری ہیں کیونکہ عہدِ عتیق اصل میں عبرانی زبان میں، اور عہدِ جدید یونانی زبان میں لکھا گیا تھا۔ زیادہ تر لوگ نہ عبرانی جانتے ہیں اور نہ یونانی۔ اگر بائبل کے تراجم موجود نہ ہوتے تو ہم میں سے اکثر لوگ بائبل پڑھ ہی نہ سکتے۔

• بعض لوگ غلطی سے سمجھتے ہیں کہ کنگ جیمز بائبل ہی اصل بائبل ہے، حالانکہ وہ بھی صرف ایک ترجمہ ہے، جو انگلستان کے بادشاہ جیمز اول کے حکم پر تیار کیا گیا تھا اور 1611ء میں مکمل ہوا۔

• بائبل کا ترجمہ کرنا نہایت پیچیدہ کام ہے، کیونکہ کوئی بھی دو زبانیں مکمل طور پر ایک جیسی نہیں ہوتیں۔

مثلاً یونانی زبان میں محبت کے لیے چار مختلف الفاظ ہیں، اور ہر ایک کا مفہوم اور رنگ جدا ہے، جبکہ اردو میں عام طور پر محبت ہی بنیادی لفظ استعمال ہوتا ہے۔

اسی طرح مختلف زبانوں میں جملے کی ساخت مختلف ہوتی ہے، اور ہر زبان کے اپنے محاورے اور ادبی انداز ہوتے ہیں۔

• مقدس نوشتوں کا ترجمہ کرنے والے ماہرین عموماً دو بنیادی طریقے اختیار کرتے ہیں: لفظی ترجمہ اور مفہومی ترجمہ۔

دونوں کی اپنی اپنی اہمیت ہے۔

ہر صورت میں مترجمین کو اصل الفاظ کے معنی اور اصل خیال کے ساتھ وفادار رہنا ہوتا ہے، اور ساتھ ہی یہ بھی یقینی بنانا ہوتا ہے کہ ترجمہ روان، واضح اور آسانی سے پڑھا جا سکے۔

تو پھر آپ کو کون سا ترجمہ پڑھنا چاہیے؟

وہی ترجمہ پڑھیں جسے آپ اچھی طرح سمجھ سکیں، اور جس کی زبان آپ کے لیے سب سے زیادہ سادہ اور واضح ہو۔

میرے پسندیدہ انگریزی تراجم میں انگلش اسٹینڈرڈ ورژن اور نیو لیونگ ٹرانسلیشن شامل ہیں۔

کسی آیت یا پیراگراف کو مختلف تراجم میں پڑھنے سے اُس کے مفہوم کو زیادہ گہرائی سے سمجھنے میں مدد مل سکتی ہے۔

تاہم بہتر یہ ہے کہ ایسا آپ اپنے باقاعدہ اور منظم بائبل مطالعے کے وقت کے علاوہ کسی اور وقت کریں۔

میرا یقین ہے کہ اس باب میں دی گئی معلومات آپ کی حوصلہ افزائی کریں گی کہ آپ صبر کے ساتھ ثابت قدم رہیں اور بائبل پڑھنے کے ابتدائی مراحل کی دشواریوں کا سامنا کرتے ہوئے آگے بڑھتے رہیں۔ جب آپ یہ سمجھ جائیں گے کہ عہدِ جدید کس نے لکھا اور کیوں لکھا، تو آپ کے اندر اسے مسلسل پڑھتے رہنے کی مزید رغبت اور شوق پیدا ہوگا۔ آئیے، اگلے باب میں اسی موضوع پر غور کرتے ہیں۔



وہ اشخاص جنہوں نے عہدِ جدید لکھا۔

کیا آپ یسوع کو مزید گہرائی سے جاننا چاہتے ہیں اور اُن کے ساتھ مزید قریبی تعلق قائم کرنا چاہتے ہیں؟

ایسا کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ آپ بائبل کے باقاعدہ قاری بن جائیں۔

اگر آپ کے پاس عہدِ جدید ہے، تو آپ کے ہاتھوں میں اُن چشم دید گواہوں کے لکھے ہوئے بیانات موجود ہیں جو اُس وقت یسوع مسیح کے ساتھ چلتے پھرتے تھے اور اُن سے گفتگو کرتے تھے جب وہ اس زمین پر تھے۔

انہوں نے اپنی آنکھوں سے ایسے واقعات دیکھے جنہوں نے اُن کی زندگی بدل دی، اور جو کچھ انہوں نے دیکھا اور سنا، اُسے دنیا کے سامنے بیان کرنے کے لیے قلم بند کر دیا۔

یسوع کے چشم دید گواہ

روح القدس کی تحریک سے اُن اشخاص نے عہدِ جدید کی ستائیس کتابیں لکھیں۔

یہ مصنفین ہیں: متی، مرقس، لوقا، یوحنا، پولس، یعقوب، پطرس اور یہوداہ۔

ان مصنفین میں سے بعض خود یسوع کے چشم دید گواہ تھے، جبکہ دوسروں نے اُن چشم دید گواہوں کی شہادت کی بنیاد پر لکھا جن سے انہوں نے معلومات حاصل کی تھیں۔

• متی، یوحنا اور پطرس یسوع کے ابتدائی بارہ رسولوں میں شامل تھے۔ خداوند نے اپنی علانیہ خدمت کے آغاز ہی میں انہیں چن لیا تھا۔ یہ لوگ تین سال سے زیادہ عرصہ مسلسل یسوع کے ساتھ رہے اور

اُن کی نہایت قریبی رفاقت میں زندگی گزاری۔ انہوں نے نہ صرف یسوع کی خدمت کو دیکھا اور اُس میں حصہ لیا، بلکہ اُن کی مصلوبیت تک سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا، اور انہیں مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد بھی زندہ دیکھا۔ (متی باب 10 آیات 2 تا 4)

• مرقس ابتدائی بارہ رسولوں میں شامل نہیں تھا، لیکن وہ اُس وقت یروشلم میں رہتا تھا جب یسوع وہاں خدمت کر رہے تھے، اور غالب امکان ہے کہ اُس نے ہیکل میں خداوند کی تعلیم بھی سنی ہو۔ بعد میں کسی وقت وہ ایمان لایا، غالباً پطرس کے اثر کے ذریعے۔ اس کے بعد وہ رسول پولس کا خادم اور خدمت کا ساتھی بن گیا۔ (1 پطرس باب 5 آیت 13؛ کلسیوں باب 4 آیت 10؛ اعمال باب 12 آیت 25)

• پولس ابتدا میں مسیحیوں کا نہایت سرگرم ستانے والا تھا۔ جب وہ شام کے شہر دمشق میں وہاں کے مسیحیوں کو گرفتار کرنے جا رہا تھا، تو زندہ کیے گئے خداوند یسوع مسیح اُس پر ظاہر ہوئے، اور اُسی وقت وہ ایمان لے آیا۔ اس کے بعد بھی خداوند کئی مرتبہ پولس پر ظاہر ہوئے، اور جس پیغام کی اُس نے منادی کی اور جسے اُس نے لکھا، وہ خود خداوند نے اُسے سکھایا۔ (اعمال باب 9 آیات 1 تا 6؛ اعمال باب 26 آیات 15 اور 16؛ گلتیوں باب 1 آیات 11 اور 12)

• لوقا خود یسوع کا چشم دید گواہ نہیں تھا اور غالباً غیر یہودی تھا۔ اُس کے ایمان لانے کے بارے میں ہمارے پاس بہت کم معلومات ہیں۔ بعد میں اُس کی ملاقات پولس سے ہوئی، اور وہ اُس کے ساتھ مشنری سفروں پر گیا۔ لوقا نے اپنی تحریروں کے لیے نہایت گہری تحقیق کی اور بہت سے ایسے لوگوں سے گفتگو کی جنہوں نے خود یسوع کے ساتھ وقت گزارا تھا۔ (لوقا باب 1 آیات 1 تا 4؛ اعمال باب 1 آیت 3)

• یعقوب اور یہوداہ یسوع کے سوتیلے بھائی تھے۔ مصلوب ہونے سے پہلے وہ خداوند کے پیروکار نہیں تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان دونوں بھائیوں کا خیال تھا کہ یسوع اپنا ذہنی توازن کھو چکے ہیں۔ لیکن جب اُن کے بھائی مُردوں میں سے جی اُٹھے، تو وہ دونوں اُن پر ایمان لے آئے۔ (متی باب 13 آیت 55؛ مرقس باب 3 آیت 21؛ یوحنا باب 7 آیت 5؛ گلتیوں باب 1 آیت 19؛ 1 کرنتھیوں باب 15 آیت 7)

زندگی بدل دینے والے پیغام کا اعلان

جس دن یسوع مُردوں میں سے جی اُٹھے، اُسی دن اُن کے پہلے رسول اور دوسرے پیروکار ایک کمرے میں جمع تھے۔

اچانک خداوند اُن کے درمیان ظاہر ہوئے۔

وہ بہت خوفزدہ ہو گئے کیونکہ انہیں گمان ہوا کہ وہ کسی روح کو دیکھ رہے ہیں۔

لیکن یسوع نے انہیں یقین دلایا کہ وہ کوئی روح نہیں ہیں۔

انہوں نے فرمایا:

"تم کیوں گھبرا رہے ہو؟ اور تمہارے دلوں میں ایسے شک کیوں پیدا ہو رہے ہیں؟ میرے ہاتھ اور میرے پاؤں دیکھو۔ خود دیکھ لو کہ واقعی میں ہی ہوں۔ مجھے چھو کر دیکھو اور یقین کر لو، کیونکہ روح کے گوشت اور ہڈیاں نہیں ہوتیں، جیسا کہ تم مجھ میں دیکھ رہے ہو۔" (لوقا باب 24 آیات 38 اور 39)

اس کے بعد یسوع نے اُن سے کھانے کے لیے کچھ مانگا، اور اُنہوں نے دیکھا کہ آپ نے بھنی ہوئی مچھلی کا ایک ٹکڑا کھایا۔

پھر خداوند نے عہدِ عتیق کے مقدس نوشتوں کے ذریعے اُنہیں سمجھایا کہ اپنی موت اور قیامت کے وسیلے سے انہوں نے کیا پورا کیا ہے اور اُس کی کیا اہمیت ہے۔

اُنہوں نے بتایا کہ اب جو کوئی اُن پر ایمان لائے گا، اُس کے لیے گناہوں سے نجات مہیا ہے۔

اس کے بعد انہوں نے اپنے رسولوں کو حکم دیا کہ وہ جا کر دنیا بھر میں اُن تمام باتوں کی گواہی دیں جو انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی اور اپنے کانوں سے سنی تھیں۔ (لوقا باب 24 آیات 45 تا 48)

ان لوگوں نے اپنی باقی ساری زندگی یسوع اور اُن کے جی اُٹھنے کی منادی کے لیے وقف کر دی۔

رسولوں کو اُس بات پر، جو انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی اور اپنے کانوں سے سنی تھی، ایسا اٹل یقین تھا کہ شدید ترین ظلم و ستم اور موت کا سامنا کرنے کے باوجود بھی انہوں نے اُس کا انکار کرنے سے انکار کر دیا۔

پیغام کی منادی

یسوع کے ابتدائی پیروکاروں کا مقصد کوئی مذہبی کتاب لکھنا نہیں تھا۔

ابتدا میں رسول اپنے پیغام کی منادی زبانی طور پر کرتے تھے، کیونکہ وہ ایسے معاشرے میں رہتے تھے جہاں علم اور روایات زیادہ تر ایک شخص سے دوسرے شخص تک زبانی طور پر منتقل کی جاتی تھیں۔

اس زمانے میں نصف سے بھی کم لوگ پڑھنا لکھنا جانتے تھے، اور کتابیں، جو عموماً چمڑے یا طوماروں کی صورت میں ہوتی تھیں، نہایت نایاب اور تیار کرنے میں بہت مہنگی تھیں۔

اس لیے لوگ باتوں کو یاد رکھتے تھے اور پھر انہیں زبانی طور پر دوسروں تک پہنچاتے تھے۔

یہودی اساتذہ، جنہیں ربی کہا جاتا تھا، پورے عہدِ عتیق کو زبانی یاد رکھنے کے لیے مشہور تھے۔

زبانی طور پر سنائی جانے والی روایات میں خاص ادبی انداز اور یاد رکھنے میں مدد دینے والے طریقے استعمال کیے جاتے تھے، تاکہ انہیں یاد رکھنا اور دوسروں تک درست طور پر پہنچانا آسان ہو۔

بہت زیادہ امکان ہے کہ جب یسوع اپنے شاگردوں کے ساتھ تھے، تو اُن کے شاگردوں نے اُن کی بہت سی تعلیمات اور اقوال زبانی یاد کر لیے تھے۔

یاد رکھنا اُس زمانے کی عام ثقافتی روایت تھی، اور اس کے علاوہ وہ یسوع کے ہر کلام پر خاص توجہ دیتے تھے کیونکہ وہ ایمان رکھتے تھے کہ وہی وعدہ کیا گیا نجات دہندہ ہیں۔

جن تین برسوں تک وہ یسوع کے ساتھ رہے، اس دوران انہوں نے بارہا اُن کی تعلیمات سنی، کیونکہ یسوع اسرائیل کے مختلف شہروں اور دیہات میں جا کر اپنے پیغام کی منادی کرتے تھے۔

اور جس رات یسوع کو مصلوب کیا جانا تھا، اُس سے پہلے انہوں نے اپنے رسولوں سے وعدہ کیا کہ وہ اپنی روح، یعنی روح القدس، کو بھیجیں گے، جو اُن میں سکونت کرے گا اور انہیں اُن کی تمام تعلیمات یاد دلائے گا۔

"لیکن مددگار، یعنی روح القدس، جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا، وہی تمہیں سب کچھ سکھائے گا اور جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے وہ سب تمہیں یاد دلائے گا۔" (یوحنا باب 14 آیت 26)

ایک فطری ارتقا

جب رسول مسیح پر ایمان کے وسیلہ سے گناہوں کی نجات کی خوشخبری کی منادی کرنے نکلے، تو ایمانداروں کی جماعتیں، یعنی کلیسیا، قائم ہونے لگیں۔

جب رسول دوسرے شہروں اور علاقوں کی طرف آگے بڑھ گئے، تو انہوں نے ان نئی قائم ہونے والی کلیسیاؤں کے ساتھ خطوط کے ذریعے رابطہ برقرار رکھا۔

اگرچہ ان تحریروں کو عموماً خطوط کہا جاتا ہے، لیکن حقیقت میں وہ واعظوں کی مانند ہیں۔

ان میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ مسیحی کن باتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور انہیں کس طرح کی زندگی گزارنی چاہیے۔

یہ تحریری تعلیمات اس مقصد سے لکھی گئیں کہ انہیں ایمانداروں کی جماعتوں کے سامنے بلند آواز سے پڑھ کر سنایا جائے۔

جب کوئی خط کسی کلیسیا تک پہنچتا، تو اُس کی نقول تیار کی جاتیں اور انہیں دوسری ایماندار جماعتوں تک بھی بھیجا جاتا۔

عہدِ جدید کی یہ ابتدائی کتابیں دراصل اُس حکم کا فطری نتیجہ تھیں جو یسوع نے اپنے رسولوں کو دیا تھا۔

جب کوئی رسول خود حاضر ہو کر تعلیم نہیں دے سکتا تھا، تو اُس کا خط اُس کی جگہ یہی خدمت انجام دیتا تھا۔

اناجیل کچھ عرصے بعد اس لیے لکھی گئیں تاکہ اُن چشم دید گواہوں کی شہادت محفوظ رکھی جا سکے جن کا یسوع کے ساتھ براہ راست تعلق تھا۔

یہ تصویروں کی مانند ہیں جو یسوع کی زندگی، اُن کی موت اور اُن کے جی اُٹھنے کی تفصیلی تصویر پیش کرتی ہیں، اور ان کا مقصد یہ تھا کہ جو لوگ انہیں سنیں یا پڑھیں اُن کے دلوں میں ایمان پیدا ہو۔

جب کوئی رسول یا چشم دید گواہ کسی شہر میں آ کر اپنی گواہی زبانی بیان کرتا تھا، تو نئے ایماندار صرف زبانی گواہی پر اکتفا نہیں کرنا چاہتے تھے۔

وہ اُس گواہی کا تحریری ریکارڈ بھی چاہتے تھے۔

ان تحریری کتابوں نے نہ صرف چشم دید گواہوں کی شہادت کو محفوظ رکھا بلکہ رسولوں کی خدمت کے دائرہ اثر کو بھی بہت وسیع کر دیا، کیونکہ ان کی نقول بنا کر بے شمار مقامات پر بھیجی جا سکتی تھیں۔

اس کے علاوہ، جب اصل چشم دید گواہ ایک ایک کر کے دنیا سے رخصت ہونے لگے، تو اُن کی گواہی انہی تحریری کتابوں کے ذریعے محفوظ رہی۔

حقیقی لوگ، حقیقی حالات

عہد جدید کی یہ کتابیں حقیقی لوگوں نے دوسرے حقیقی لوگوں کے لیے لکھیں، جنہوں نے اپنی زندگیوں میں یسوع مسیح کے سپرد کر دی تھیں۔

ان مصنفین نے اتوار کی جماعت کے لیے کہانیاں لکھنے کی غرض سے قلم نہیں اٹھایا تھا۔

انہوں نے مسیح پر اپنے ایمان اور مسیحی زندگی سے متعلق حقیقی سوالات اور عملی حالات کے بارے میں لکھا۔

انہوں نے اس لیے لکھا تاکہ ایماندار اس یقین میں مضبوط ہوں کہ یسوع کے بارے میں جو کچھ انہوں نے سنا ہے، وہ مکمل طور پر قابلِ اعتماد ہے۔

• اپنی ایک تحریر میں پطرس لکھتے ہیں:

"کیونکہ جب ہم نے تمہیں اپنے خداوند یسوع مسیح کی قدرت اور اُس کی دوبارہ آمد کے بارے میں بتایا، تو ہم نے کسی ہوشیاری سے گھڑی ہوئی کہانیوں کی پیروی نہیں کی تھی، بلکہ ہم خود اُس کی عظمت کے چشم دید گواہ تھے۔ کیونکہ جب اُسے خدا باپ کی طرف سے عزت اور جلال ملا، تو اُس عظیم الشان جلال کی طرف سے اُس کے لیے یہ آواز آئی، 'یہ میرا پیارا بیٹا ہے، جس سے میں بہت خوش ہوں۔' اور جب ہم اُس کے ساتھ اُس مقدس پہاڑ پر تھے، تو ہم نے خود آسمان سے آنے والی یہ آواز سنی۔" (2 پطرس باب 1 آیات 16 تا 18)

• اپنی ایک تحریر میں یوحنا لکھتے ہیں:

"جو ابتدا سے تھا، جسے ہم نے سنا، جسے ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا، جس پر ہم نے غور کیا اور جسے اپنے ہاتھوں سے چھوا، یعنی زندگی کے کلام کے بارے میں، ہم تمہیں بتاتے ہیں... ہم تمہیں وہی سناتے ہیں جو ہم نے خود دیکھا اور سنا ہے۔" (1 یوحنا باب 1 آیات 1 تا 3)

• یسوع کی زندگی، موت اور قیامت کا بیان مکمل کرتے ہوئے یوحنا لکھتے ہیں:

"یسوع نے اپنے شاگردوں کے سامنے اور بھی بہت سے معجزے کیے جو اس کتاب میں نہیں لکھے گئے۔ لیکن یہ اس لیے لکھے گئے ہیں تاکہ تم ایمان لاؤ کہ یسوع ہی مسیح، خدا کا بیٹا ہے، اور ایمان لا کر اُس کے نام سے زندگی پاؤ۔" (یوحنا باب 20 آیات 30 اور 31)

• لوقا، جو ایک نئے ایماندار شخص کو لکھ رہے تھے، اپنی کتاب کا آغاز ان الفاظ سے کرتے ہیں:

"چونکہ میں نے ابتدا ہی سے ان تمام باتوں کی چشم دید گواہوں کی روایتوں کی پوری تحقیق کی، اس لیے میں نے بھی مناسب سمجھا کہ تمہارے لیے ان سب کا ترتیب وار بیان لکھوں، تاکہ جن باتوں کی تعلیم تمہیں دی گئی ہے، اُن کی سچائی پر تمہیں کامل یقین ہو جائے۔" (لوقا باب 1 آیات 3 اور 4)

اس کتاب کے آخر میں آپ کو عہدِ جدید کی ہر کتاب کا ایک مختصر تعارف ملے گا، جو آپ کو یہ بہتر طور پر سمجھنے میں مدد دے گا کہ ہر کتاب کیوں لکھی گئی تھی۔



جیسا کہ میں نے اس باب کے آغاز میں کہا تھا، یسوع کو گہرائی سے جاننے کا اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں کہ آپ اُن کتابوں سے اچھی طرح واقف ہو جائیں جنہیں اُن لوگوں نے لکھا جو خود خداوند یسوع کے ساتھ چلتے پھرے، اُن سے گفتگو کرتے رہے، اور پھر اپنی آنکھوں سے انہیں مُردوں میں سے جی اُٹھتے اور موت پر فتح پاتے ہوئے دیکھا۔ اُن کے لکھے ہوئے کلام کا باقاعدہ مطالعہ آپ کے ایمان کو مضبوط کرے گا اور آپ کو اس حقیقت پر مزید پختہ یقین عطا کرے گا کہ جس پر اور جس میں آپ ایمان رکھتے ہیں، وہ حقیقی اور سچا ہے۔



کیا ہم عہدِ جدید پر بھروسا کر سکتے ہیں؟

ہم ایسے زمانے میں زندگی گزار رہے ہیں جب بہت سی آوازیں عہدِ جدید کی قابلِ اعتماد حیثیت پر سوال اٹھاتی ہیں۔ ایسے متنازع نظریات اُس جذبے کو کمزور کر سکتے ہیں جو آپ کو باقاعدگی اور ترتیب کے ساتھ بائبل پڑھنے کے لیے ضروری محنت کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔ اس لیے آپ کے لیے یہ جاننا نہایت ضروری ہے کہ آپ خدا کی اس عظیم کتاب کی سچائی اور قابلِ اعتماد ہونے پر مکمل بھروسا کر سکتے ہیں۔ جب آپ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کتابوں کو کس نے لکھا اور کیوں لکھا، تو یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ اُن کے لیے اور اُن کے قارئین کے لیے اُن کے پیغام کو صحیح صورت میں منتقل کرنا اور محفوظ رکھنا کس قدر اہم تھا۔ عہدِ جدید کے تمام مصنفین نے دنیا کو یہ بتانے کے لیے لکھا کہ یسوع مسیح نے اپنے جی اُٹھنے کے ذریعے موت پر فتح حاصل کی، اور اُن کی قربانی کی بدولت اب جو کوئی اُن پر ایمان لاتا ہے اُس کے لیے گناہوں سے نجات مہیا ہے۔ اس کے علاوہ بھی بہت سے ایسے اسباب ہیں جن کی بنیاد پر ہم عہدِ جدید کی سچائی اور قابلِ اعتماد ہونے پر بھروسا کر سکتے ہیں۔

ہمیں اسے صحیح صورت میں محفوظ رکھنا تھا

پیغام کو صحیح صورت میں منتقل کرنا اور محفوظ رکھنا اس لیے نہایت اہم تھا کیونکہ یہ لوگ صرف ایک نہایت اہم پیغام ہی نہیں سنا رہے تھے بلکہ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ وہ ایسی کتابیں لکھ رہے ہیں جو خدا کی الہامی تحریک سے لکھی جا رہی ہیں۔ (2 پطرس باب 3 آیات 1 اور 2؛ 2 پطرس باب 3 آیات 15 اور 16)

وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ اُن کی ذمہ داری کتنی سنجیدہ اور اہم ہے۔

اس کے علاوہ، یسوع کی خدمت کے زمانے میں اسرائیل میں ہزاروں لوگوں نے یا تو خود انہیں دیکھا تھا یا اُن کے بارے میں سنا تھا، کیونکہ وہ مختلف شہروں اور علاقوں میں جا کر تعلیم دیتے تھے۔

اس کا مطلب یہ تھا کہ اگر رسولوں نے واقعات کو غلط بیان کیا ہوتا یا اُن میں اپنی طرف سے گھڑی ہوئی باتیں شامل کر دی ہوتیں، تو وہاں بہت سے ایسے لوگ موجود تھے جو اُن کی غلطی کو پہچان لیتے اور یقیناً اُس کی اصلاح کرتے۔

اسی لیے اُن کے لیے نہایت ضروری تھا کہ وہ ہر بات کو پوری دیانت، سچائی اور درستگی کے ساتھ بیان کریں۔

کیا بائبل کی کتابوں کا انتخاب قرعہ اندازی سے کیا گیا تھا؟

آج کل یہ بات بہت زیادہ سننے میں آتی ہے کہ عہدِ جدید کی کتابوں کا انتخاب یسوع کے زمین پر رہنے کے کئی صدیوں بعد کلیسیائی مجالس نے سیاسی مقاصد کو آگے بڑھانے اور لوگوں پر اختیار قائم رکھنے کے لیے کیا تھا۔

لیکن یہ تصور اُن تاریخی حقائق کے خلاف ہے جو ہمیں ابتدائی مسیحی تحریروں کے پھیلاؤ کے بارے میں معلوم ہیں۔

جب یہ کتابیں پورے رومی سلطنت میں پھیلنے لگیں، تو ابتدائی مسیحیوں نے انہیں اس لیے قبول کیا کیونکہ یہ بات بخوبی معلوم تھی کہ وہ یسوع کے اصل چشم دید گواہوں، یعنی اُن کے پہلے رسولوں، سے تعلق رکھتی ہیں۔

پہلی صدی میں مخطوطات کی ایک نئی قسم رائج ہوئی جسے کوڈیکس کہا جاتا تھا۔

رفتہ رفتہ اُس نے طوماروں کی جگہ لینا شروع کر دی۔

کوڈیکس سرکنڈے سے بنے ہوئے کاغذ، یعنی پاپائرس، کی چادروں کو ایک دوسرے کے اوپر رکھ کر، موڑ کر اور باندھ کر تیار کیے جاتے تھے۔

کلیسیائیں ان کوڈیکسوں کو، جو آج کی کتابوں کے ابتدائی نمونے تھے، اپنی لائبریریوں میں محفوظ رکھتی تھیں۔

انہیں نہایت قیمتی سمجھا جاتا تھا اور بڑی احتیاط کے ساتھ محفوظ رکھا جاتا تھا۔

جب ابتدائی ایماندار اپنی لائبریریوں کے لیے ان کتابوں کو جمع کرتے تھے، تو کسی بھی کتاب کو قبول کرنے کا ایک اہم معیار یہ تھا کہ آیا اُس کا واضح تعلق کسی رسولِ مسیح یا کسی چشم دید گواہ سے ثابت کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔

کسی ایک شخص یا کسی مجلس نے ان کتابوں کا من مانا انتخاب نہیں کیا۔

بلکہ انہیں اس لیے قبول کیا گیا کیونکہ وہ مستند تھیں یا اُن کا براہِ راست تعلق کسی اصل رسول سے ثابت کیا جا سکتا تھا۔

یہی کتابیں بعد میں اُس مجموعے کا حصہ بنیں جسے آج ہم عہدِ جدید کہتے ہیں۔

ہمیں اس تمام عمل کی معلومات ابتدائی کلیسیا کے اُن راہنماؤں کی تحریروں سے ملتی ہیں جنہیں کلیسیا کے آباء کہا جاتا ہے۔

یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے ابتدائی کلیسیا میں قیادت کی، اور اُن میں سے بعض نے خود اصل رسولوں سے تعلیم حاصل کی تھی۔

مثال کے طور پر، یسوع کے شاگرد یوحنا نے اِگناطیوس (35–117ء) اور پولیکارپ (69–155ء) کو تعلیم دی۔

بعد میں یہ دونوں موجودہ ترکی کے اہم شہروں کے بشپ بنے۔

اس کے بعد پولیکارپ نے ایرینیس نامی ایک آئندہ کلیسیائی راہنما کو تعلیم دی، جو بعد میں موجودہ فرانس کے شہر لیون کا بشپ بنا۔ (130–200ء)

اِگناطیوس، پولیکارپ اور ایرینیس کلیسیا کے آباء میں شمار کیے جاتے ہیں۔

انہوں نے، اور اُن جیسے دوسرے راہنماؤں نے، ابتدائی کلیسیا، اُس کی تعلیمات، اُس کے طریقِ کار اور اُس کے عقائد کے بارے میں وسیع پیمانے پر لکھا۔

ان قدیم اور بااثر مسیحی راہنماؤں کی تمام دستیاب تحریریں آج بھی محفوظ ہیں اور اُن کا اردو سمیت انگریزی اور بہت سی دوسری زبانوں میں ترجمہ کیا جا چکا ہے۔

اُن کی تحریریں ہمیں عہدِ جدید کے بارے میں نہایت اہم معلومات فراہم کرتی ہیں، جن میں یہ بھی شامل ہے کہ کون سی کتابیں ابتدا ہی سے پوری کلیسیا کی نظر میں مستند سمجھی جاتی تھیں۔

یہ سب کچھ اُن کلیسیائی مجالس کے منعقد ہونے سے بہت پہلے کا واقعہ ہے جن کا اس موضوع پر اکثر حوالہ دیا جاتا ہے۔

کیا عہدِ جدید کے اصل الفاظ میں تبدیلی کر دی گئی ہے؟

اب آئیے چند لمحوں کے لیے اُن عہدِ جدید کی نقول پر غور کریں جو آج ہمارے پاس موجود ہیں۔

کیا ہم اس بات پر بھروسہ کر سکتے ہیں کہ ہمارے پاس وہی الفاظ موجود ہیں جو چشمِ دید گواہوں نے اصل میں لکھے تھے؟

آج نہ عہدِ عتیق اور نہ ہی عہدِ جدید کا کوئی اصل ہاتھ سے لکھا ہوا مخطوطہ موجود ہے۔

یہ کوئی حیرت کی بات نہیں، کیونکہ قدیم زمانے کی کسی دوسری کتاب کے اصل مخطوطات بھی آج موجود نہیں ہیں۔

اُس دور میں کتابیں پائپائرس اور چمڑے جیسی ایسی چیزوں پر لکھی جاتی تھیں جو وقت گزرنے کے ساتھ خراب ہو جاتی تھیں۔

اس لیے آج ہمارے پاس اصل مخطوطات نہیں بلکہ اُن کی نقول موجود ہیں۔

لہذا اصل سوال یہ ہے کہ:

"یہ نقول کتنی قابلِ اعتماد ہیں؟"

آج ہمارے پاس عہدِ جدید کی مکمل یا جزوی عبارت پر مشتمل چوبیس ہزار سے زیادہ ہاتھ سے لکھی ہوئی پاندولپیاں موجود ہیں۔

ان تمام نسخوں کا آپس میں موازنہ کر کے یہ جانچا جا سکتا ہے کہ آیا وہ ایک ہی بات بیان کرتے ہیں اور اُن میں کتنی مطابقت پائی جاتی ہے۔

قدیم دنیا کی کوئی دوسری کتاب دستیاب مخطوطات کی تعداد کے اعتبار سے عہدِ جدید کے قریب بھی نہیں پہنچتی۔

اس کے بعد جس کتاب کا نمبر آتا ہے وہ ہومر کی لکھی ہوئی ایلپیڈ ہے، جس کی صرف 643 ہاتھ سے لکھی ہوئی نقول آج تک محفوظ رہ سکی ہیں۔

صرف مخطوطات کی تعداد ہی اہم نہیں بلکہ یہ بھی نہایت اہم ہے کہ دستیاب نقول اصل تحریر کے زمانے سے کتنی قریب ہیں۔

جتنی نقل اصل تحریر کے زمانے کے زیادہ قریب ہوگی، اُس میں تبدیلی واقع ہونے کا امکان بھی اتنا ہی کم ہوگا۔

اس اعتبار سے بھی بائبل تمام دوسری قدیم کتابوں سے ممتاز ہے۔

ہومر کی ایلپیڈ تقریباً 900 قبل مسیح میں لکھی گئی، جبکہ اُس کی قدیم ترین دستیاب نقل تقریباً 400 قبل مسیح کی ہے۔

یعنی اصل تصنیف اور قدیم ترین دستیاب نقل کے درمیان تقریباً پانچ سو سال کا فاصلہ ہے۔

اس کے برعکس، عہدِ جدید تقریباً 40ء سے 100ء کے درمیان لکھا گیا، جبکہ اُس کی قدیم ترین دستیاب نقول تقریباً 125ء کی ہیں۔

یعنی اصل تحریر اور قدیم ترین دستیاب نقل کے درمیان صرف تقریباً پچیس سال کا فرق ہے۔

آج ہمارے پاس موجود عہدِ جدید کا متن، ولیم شیکسپیئر کے سینتیس ڈراموں کے مقابلے میں کہیں زیادہ محفوظ حالت میں ہے، حالانکہ وہ سترہویں صدی میں لکھے گئے تھے۔

شیکسپیئر کے تقریباً ہر ڈرامے میں ایسے مقامات موجود ہیں جہاں اصل متن کا کچھ حصہ ضائع ہو چکا ہے۔

اسی لیے محققین کو اُن خالی جگہوں کو پُر کرنے کے لیے اندازے سے کام لینا پڑتا ہے، کیونکہ کسی کو یقین کے ساتھ معلوم نہیں کہ اصل متن میں کیا لکھا تھا۔

لیکن عہدِ جدید کے ساتھ ایسی صورتِ حال نہیں ہے۔

اس میں کسی حصے کے ضائع ہونے کا کوئی ثبوت موجود نہیں۔

دستیاب مخطوطات کی بے شمار تعداد خود اس حقیقت کی تصدیق کرتی ہے۔

اس کے علاوہ، ابتدائی کلیسیا کے آباء نے اپنی تحریروں میں عہدِ جدید سے اتنی کثرت سے اقتباسات نقل کیے ہیں کہ اُن کی تحریروں میں عہدِ جدید کی تقریباً ہر آیت کا حوالہ موجود ہے۔

اس لیے ہم پورے اعتماد کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ آج ہمارے پاس موجود عہدِ جدید میں وہی الفاظ محفوظ ہیں جو اُس کے اصل مصنفین نے لکھے تھے۔

کیا بائبل غلطیوں اور تضادات سے بھری ہوئی ہے؟

عہدِ جدید کی قابلِ اعتماد حیثیت کے خلاف سب سے عام اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ وہ بے شمار غلطیوں اور تضادات سے بھرا ہوا ہے۔

اس موضوع پر مکمل گفتگو کے لیے اس مختصر کتاب سے کہیں زیادہ جگہ درکار ہوگی۔

تاہم، آئیے نام نہاد غلطیوں اور تضادات کے بارے میں چند اہم باتوں پر غور کرتے ہیں۔

جیسا کہ میں پہلے بھی بیان کر چکی ہوں، آج موجود بائبل کے تمام مخطوطات اصل نسخے نہیں بلکہ اُن کی ہاتھ سے لکھی ہوئی نقول ہیں۔

چھاپہ خانے کی ایجاد 1453ء تک نہیں ہوئی تھی، اس لیے اُس زمانے میں ہر نقل ہاتھ سے لکھی جاتی تھی۔

فطری طور پر نقل تیار کرنے والے کاتب کبھی کبھار لکھتے وقت معمولی غلطیاں کر بیٹھتے تھے۔

اسی وجہ سے مختلف مخطوطات میں بعض متنی اختلافات، یعنی معمولی فرق، پائے جاتے ہیں۔

عہدِ جدید کے مخطوطات میں ایسے متنی اختلافات تقریباً آٹھ فیصد ہیں۔

ان میں سے زیادہ تر صرف املا یا قواعد کی غلطیاں ہیں، یا ایسے مقامات ہیں جہاں کسی لفظ کی ترتیب بدل گئی، کوئی لفظ رہ گیا، یا غلطی سے کوئی لفظ دوبارہ لکھ دیا گیا۔

ایسی غلطیوں کو پہچاننا آسان ہے اور وہ اصل مفہوم پر کسی قسم کا اثر نہیں ڈالتی ہیں۔

کبھی کبھار کسی کاتب نے مختلف اناجیل کے دو بیانات میں ہم آہنگی پیدا کرنے کی کوشش کی، یا ایسی کوئی معلومات شامل کر دی جو وہ جانتا تھا لیکن اصل متن میں موجود نہیں تھیں۔

مثال کے طور پر، یوحنا باب 7 آیت 53 سے باب 8 آیت 11 تک اُس عورت کا واقعہ بیان کیا گیا ہے جو زنا کرتے ہوئے پکڑی گئی تھی۔

لیکن یہ واقعہ پانچویں صدی سے پہلے کے دستیاب مخطوطات میں موجود نہیں ہے۔

اس کے باوجود آج بہت سے جدید تراجم اس واقعے کو شامل کرتے ہیں، کیونکہ یہ اُن تعلیمات اور اعمال کے مطابق ہے جو ابتدائی مخطوطات کے مطابق یسوع نے سکھائے اور کیے۔

ایسے تراجم عموماً حاشیے میں یہ وضاحت بھی درج کرتے ہیں کہ غالب امکان ہے یہ حصہ بعد میں شامل کیا گیا ہو۔

کبھی کبھی کسی آیت کا مطلب زیادہ واضح کرنے کی غرض سے اپنی سمجھ کے مطابق کوئی وضاحت شامل کر دیتے تھے، لیکن اُن کی تشریح ہمیشہ درست نہیں ہوتی تھی۔

اس کے باوجود، ان تبدیلیوں کی اہمیت نہایت کم ہے، کیونکہ نہ تو یہ واقعات کی ترتیب کو تبدیل کرتی ہیں اور نہ ہی مسیحی ایمان کی کسی بنیادی تعلیم پر اثر انداز ہوتی ہیں۔

مزید یہ کہ ہمارے پاس اتنے زیادہ قدیم مخطوطات موجود ہیں کہ ہم واضح طور پر دیکھ سکتے ہیں کہ بعد میں شامل کیے گئے حصوں سے پہلے اصل متن کیسا تھا۔

اب اُس اعتراض پر غور کیجیے کہ بائبل تضادات سے بھری ہوئی ہے۔

جب ہم اُن باتوں کا بغور جائزہ لیتے ہیں جنہیں لوگ تضاد قرار دیتے ہیں، تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ حقیقت میں تضاد نہیں ہیں۔

زیادہ تر مثالیں اناجیل سے لی جاتی ہیں، جنہیں چار مختلف مصنفین نے مختلف مقاصد کو سامنے رکھ کر تحریر کیا تھا۔

اسی لیے کسی مصنف نے کسی واقعے کی زیادہ تفصیل بیان کی، کسی نے کم؛ کسی نے ایک خاص پہلو پر زور دیا، جبکہ کسی نے دوسرے پہلو کو نمایاں کیا۔

اس وجہ سے اُن کے بیانات میں فرق نظر آتا ہے، لیکن یہ فرق تضاد نہیں ہے۔

اور ایک بار پھر، ان اختلافات میں سے کوئی بھی نہ تو واقعات کی بنیادی حقیقت کو تبدیل کرتا ہے اور نہ ہی مسیحی ایمان کی کسی بنیادی تعلیم پر اثر انداز ہوتا ہے۔

مثال کے طور پر، متی باب 8 آیات 28 تا 34 میں لکھا ہے کہ یسوع نے گرگسیوں کے علاقے میں دو بدروح گرفتہ آدمیوں کو آزاد کیا، جبکہ مرقس باب 5 آیات 1 تا 20 اور لوقا باب 8 آیات 26 تا 40

میں صرف ایک بدروح گرفتہ شخص کا ذکر ملتا ہے، اور وہاں اُس مقام کا نام گدڑیوں کا علاقہ بتایا گیا ہے۔

تو پھر ان نام نہاد تضادات کا جواب کیا ہے؟

جب ہم جغرافیے سے متعلق چند حقائق جان لیتے ہیں اور ان بیانات پر ذرا غور کرتے ہیں، تو اس کا جواب نہایت آسان ہو جاتا ہے۔

یہ واقعہ دراصل گدرا شہر کے علاقے میں پیش آیا تھا۔

گرگسا اُسی علاقے کا ایک اور شہر تھا۔

اس لیے گرگسیوں کا علاقہ اور گدڑیوں کا علاقہ، دونوں ہی اُس جغرافیائی خطے کے عام نام تھے جہاں یہ دونوں شہر واقع تھے۔

اس کے علاوہ، مرقس اور لوقا یسوع کے اصل بارہ رسولوں میں شامل نہیں تھے، اور وہ اُس وقت خود موجود نہیں تھے جب یسوع نے اُن بدروحوں کو نکالا تھا۔

لیکن متی وہاں موجود تھے (متی باب 8 آیت 23)۔

اسی لیے مرقس اور لوقا کے بیانات نسبتاً مختصر ہیں، لیکن وہ متی کے بیان کی مخالفت نہیں کرتے۔

اگر وہاں دو بدروح گرفتہ آدمی موجود تھے، تو یہ بات بھی یقینی ہے کہ وہاں ایک آدمی بھی موجود تھا۔

لہذا مرقس اور لوقا کا صرف ایک شخص کا ذکر کرنا کسی بھی طرح تضاد نہیں ہے۔

ممکن ہے کہ اُن دونوں نے اُن میں سے اسی شخص پر خاص توجہ دی ہو جو زیادہ معروف تھا، یا جو دونوں میں زیادہ شدید اور پُر تشدد حالت میں تھا۔

لہذا ان بیانات میں فرق ضرور ہے، مگر تضاد ہرگز نہیں۔



ہم نئے عہد نامے پر بھروسا کر سکتے ہیں۔ ہمارے پاس نہ صرف اتنی زیادہ باتھ سے لکھی ہوئی مخطوطات کی صورت میں مضبوط شواہد موجود ہیں کہ پورے اعتماد کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اُس کے اصل الفاظ محفوظ حالت میں ہم تک پہنچے ہیں، بلکہ ہم قادرِ مطلق خدا کی کامل حاکمیت پر بھی بھروسا کر سکتے ہیں۔ وہی خدا ہے جس نے آسمان میں ستاروں اور سیاروں کو ایسی حیرت

انگیز ترتیب اور بے مثال درستگی کے ساتھ قائم کیا کہ آج ہم اُن کی گردش کا حساب لگا کر یہ بتا سکتے ہیں کہ وہ کس دن اور کس وقت دوبارہ ظاہر ہوں گے۔ یقیناً وہی خدا اس بات کو بھی یقینی بنانے پر قادر تھا کہ تمام مخلوقات کی سب سے اہم کتاب بغیر کسی تحریف کے محفوظ حالت میں ہم تک پہنچ جائے۔

اگر آپ بائبل کی قابلِ اعتماد ہونے کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں، تو درج ذیل کتابیں اس موضوع پر نہایت مفید ذرائع ہیں۔

• گاڈ بریدھڈ: دی آن ڈینائی ایبل پاور اینڈ ریلانٹیٹی آف سکرپچر، مصنف: جوش میک ڈاؤل؛ باربر پبلشنگ، انکارپوریٹڈ، 2015۔

• ایویڈنس دیٹ ڈیمانڈز اے ورڈکٹ: لائف چینجنگ ٹروٹھ فار اے اسکیپٹیکل ورلڈ، مصنفین: جوش میک ڈاؤل اور ڈاکٹر شان میک ڈاؤل؛ تھامس نیلسن، 2017۔

• وین کرٹکس آسک: اے پاپولر ہینڈ بک آن بائبل ڈیفیکلٹیز، مصنفین: نارمن گائزلر اور تھامس ہووے؛ وکٹر بکس، 1992۔

• ہاؤ وی گات دی بائبل، مصنف: ڈاکٹر ٹموتھی پال جونز؛ روز پبلشنگ، 2015۔

• دی کیس فار کرائسٹ: اے جرنلسٹس پرسنل انویسٹیگیشن آف دی ایویڈنس فار جیزس، مصنف: لی اسٹروبل؛ زونڈروان، 2016۔

• کولڈ کیس کرسچینیٹی: اے ہومیسائیڈ ڈیٹیکٹو انویسٹیگیشن دی کلیمز آف دی گاسپلز، مصنف: جے وارنر والیس؛ ڈیوڈ سی کک، 2013۔

چند آخری خیالات

گزشتہ کئی برسوں میں میں نے بہت سے لوگوں کو باقاعدگی اور ترتیب کے ساتھ بائبل پڑھنے کا چیلنج دیا ہے۔ میری معلومات کے مطابق جن لوگوں نے اس چیلنج کو قبول کیا، اُن سب کی گواہی یہی ہے کہ اس عادت نے اُن کی زندگی کو بہتر کے لیے بدل دیا۔ اگر آپ باقاعدگی اور ترتیب کے ساتھ، خاص طور پر نئے عہدنامے کے، مستقل قاری بن جائیں، تو ایک سال بعد آپ خود کو ایک بدلا ہوا انسان پائیں گے۔ آپ کے اندر زندگی کے حالات کا سامنا کرنے کے لیے پہلے سے کہیں زیادہ اطمینان، خوشی، اعتماد اور اُمید ہوگی۔

اگرچہ بائبل کو باقاعدگی سے پڑھنے کی عادت پیدا کرنے اور اسے برقرار رکھنے میں کچھ محنت ضرور درکار ہوتی ہے، لیکن اس کا پھل نہایت قیمتی ہے۔ جب یہ آپ کی مستقل عادت بن جائے، تو آپ اپنے مطالعے کے طریقہ کار میں بھی تبدیلی لا سکتے ہیں۔ ہمیشہ یہ بات یاد رکھیے کہ مقصد یہ ہے کہ نئے عہدنامے کی ہر کتاب کو ابتدا سے انتہا تک، حتیٰ الامکان کم وقت میں مکمل پڑھا جائے۔

بہت برس پہلے، جب میں نے باقاعدگی سے بائبل پڑھنا شروع کیا، تو میں نے اپنے لیے ایک خاص ترتیب مقرر کی۔ پہلے میں اناجیل میں سے کسی ایک انجیل کو ابتدا سے آخر تک پڑھتی تھی، پھر تمام رسالے ابتدا سے آخر تک پڑھتی تھی۔ اس کے بعد اگلی انجیل پڑھتی اور پھر دوبارہ تمام رسالے پڑھتی۔ جب چاروں اناجیل مکمل ہو گئیں، تو میں نے اعمالِ رسول کی کتاب پڑھی، اور اُس کے بعد پھر تمام رسالے پڑھے۔ خدا کے ایک ایسے خادم، جن کا میں بہت احترام کرتی تھی، انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ رسالے خاص طور پر مسیحیوں کو یہ سکھانے کے لیے لکھے گئے ہیں کہ انہیں کیا ایمان رکھنا چاہیے اور کس طرح کی زندگی گزارنی چاہیے۔ اسی وجہ سے میں نے رسالوں کو بار بار پڑھنے کا فیصلہ کیا۔

کئی برسوں تک میں نے مکاشفہ کی کتاب نہیں پڑھی، کیونکہ اُس کی باتیں میری سمجھ میں نہیں آتی تھیں۔ بعد میں، جب مسیحی ایمان کی بنیادی تعلیمات اور یسوع کے دوبارہ آنے کے بارے میں میری سمجھ بڑھ گئی، تو میں دوبارہ اُس کتاب کی طرف واپس آئی۔

اگر کسی وقت آپ کی باقاعدہ مطالعے کی عادت ٹوٹ جائے اور آپ کچھ عرصے تک بائبل نہ پڑھ سکیں، تو مایوس ہو کر ہمت نہ ہاریے۔ بس دوبارہ آغاز کر دیجیے۔ خدا آپ سے ناراض نہیں ہے۔ آپ بائبل اس لیے نہیں پڑھ رہے کہ خدا سے کوئی خاص فضل یا انعام حاصل کریں۔ آپ اپنی کوششوں کے ذریعے اُس کی محبت یا فضل کما نہیں سکتے۔ مسیح پر ایمان کے وسیلے سے آپ پہلے ہی اُس کے بیٹے یا بیٹی بن چکے ہیں، اور اُس کی محبت اور فضل آپ کو پہلے ہی حاصل ہے۔ آپ بائبل اس

لیے پڑھتے ہیں کہ آپ اُسے مزید گہرائی سے جان سکیں، اور اُس کے کلام اور اُس کی پاک روح کے ذریعے وہ آپ کی زندگی میں وہ تبدیلی پیدا کرے جو وہ چاہتا ہے۔

باقاعدگی سے بائبل پڑھنا نہ صرف خداوند کے ساتھ آپ کے تعلق کو مزید گہرا کرے گا اور آپ کو مسیح کے ہم شکل بننے میں مدد دے گا، بلکہ آپ درج ذیل نتائج کی بھی توقع کر سکتے ہیں۔

• باقاعدہ مطالعہ آپ کو اس زندگی کو درست نقطہ نظر سے دیکھنے میں مدد دے گا۔ ہم اس دنیا میں صرف کچھ وقت کے لیے مسافر ہیں، اور ہمارا عظیم اور بہتر مستقبل ابھی ہمارے سامنے ہے۔ جب یہ حقیقت آپ کی زندگی کا نقطہ نظر بن جائے گی، تو خوف آہستہ آہستہ آپ کی زندگی سے رخصت ہونے لگے گا، کیونکہ آپ جانیں گے کہ آپ کے آگے ایک جلالی اور بابرکت انجام آپ کا منتظر ہے۔ تب زندگی کے حالات آپ کو پہلے کی طرح پریشان نہیں کر سکیں گے۔

• باقاعدہ مطالعہ آپ کے خیالات اور جذبات کو درست سمت دے گا۔ یہ نہ صرف آپ کو اپنی ذاتی جدوجہد اور مشکلات کا سامنا کرنے میں مدد دے گا، بلکہ اُس بڑھتی ہوئی بدامنی اور بے چینی کے درمیان بھی آپ کو ثابت قدم رکھے گا جو خداوند یسوع کے دوبارہ آنے کے قریب آتے جانے کے ساتھ دنیا میں بڑھتی جائے گی۔ اس زمانے میں جب مذہبی فریب مسلسل بڑھ رہا ہے، خدا کا کلام آپ کو جھوٹی تعلیمات کو پہچاننے کی سمجھ عطا کرے گا۔

• باقاعدہ مطالعہ آپ کو درست ترجیحات قائم کرنا سکھائے گا۔ ابدی باتوں کی اہمیت عارضی اور فنا ہونے والی چیزوں سے کہیں زیادہ ہے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ لوگ یسوع مسیح کے وسیلے سے ملنے والی نجات کے علم تک پہنچیں۔ خدا نے ہمیں دنیا میں جہاں بھی رکھا ہے، وہاں ہمیں مسیح کے نور کو چمکانا ہے۔ اور جب خدا کا کلام آپ کے ذہن اور دل پر حکومت کرے گا، تو آپ اُس کے نور کو ظاہر کیے بغیر رہ ہی نہیں سکیں گے۔

سب سے عظیم تحفہ جو آپ خود کو اور اُن لوگوں کو دے سکتے ہیں جن کی زندگیوں پر آپ اثر ڈالتے ہیں، یہ ہے کہ آپ نئے عہدنامے کے باقاعدہ اور ترتیب وار قاری بن جائیں۔

اب مزید وقت ضائع نہ کیجیے۔

آج ہی آغاز کیجیے۔

نئے عہدنامے کی کتابوں کا مختصر تعارف

نئے عہدنامے کی کتابیں اُس ترتیب کے مطابق مرتب نہیں کی گئیں جس ترتیب سے وہ لکھی گئی تھیں۔ ہمیں یہ یقینی طور پر معلوم نہیں کہ انہیں موجودہ ترتیب میں کس نے مرتب کیا، لیکن ان کی موجودہ ترتیب ایک واضح اور منطقی نظم کو ظاہر کرتی ہے۔

نئے عہدنامے کا آغاز چار اناجیل سے ہوتا ہے، اس کے بعد اعمالِ رسول کی کتاب آتی ہے، پھر رسائل آتے ہیں۔ اناجیلِ یسوع کی زندگی کے حالات پر مشتمل ہیں، جنہیں اُن لوگوں نے لکھا جو یا تو خود انہیں اچھی طرح جانتے تھے، یا اُن لوگوں سے معلومات حاصل کیں جن کا یسوع کے ساتھ ذاتی تعلق تھا۔

اعمالِ رسول کی کتاب یسوع کے ابتدائی پیروکاروں کی سرگرمیوں کا تاریخی بیان پیش کرتی ہے، جب وہ اُن کے جی اُٹھنے کی خوشخبری سنانے کے لیے مختلف مقامات پر گئے۔ رسائل اُن کلیسیاؤں کے لیے لکھے گئے تھے جو اعمالِ رسول میں بیان کیے گئے زمانے کے دوران قائم ہوئیں۔

نئے عہدنامے کا اختتام مکاشفہ کی کتاب پر ہوتا ہے، جس میں یسوع کی دوسری آمد اور خدا کے اپنے خاندان کے لیے بنائے گئے منصوبے کی تکمیل بیان کی گئی ہے۔

اناجیل اور اعمالِ رسول

چاروں اناجیل کے نام اُن کے مصنفین—متی، مرقس، لوقا اور یوحنا—کے نام پر رکھے گئے ہیں۔

لفظ انجیل کا مطلب ہے "خوشخبری"۔

ان کتابوں کے مصنفین نے خود اپنی تحریروں کو "انجیل" نہیں کہا تھا۔ ان کتابوں کے لیے "انجیل" کی اصطلاح دوسری صدی کے آخری حصے میں استعمال ہونا شروع ہوئی۔

یہ کتابیں یسوع کی پیدائش سے لے کر اُن کے آسمان پر اُٹھانے جانے تک کی زندگی کا تاریخی بیان پیش کرتی ہیں۔

چاروں اناجیل بنیادی طور پر ایک ہی تاریخی سلسلے کو بیان کرتی ہیں۔ ان میں بتایا گیا ہے کہ یسوع نے اپنے آپ کو یہودی قوم کے سامنے عہدِ عتیق کی اُن پیشگوئیوں کی تکمیل کے طور پر پیش کیا

جن میں آنے والے نجات دہندہ کا وعدہ کیا گیا تھا۔ انہوں نے خدا کی بادشاہی کے قریب ہونے کی منادی کی، بہت سے معجزے کیے اور بے شمار لوگوں کو شفا دی۔

ابتدا میں بہت سے لوگوں نے انہیں قبول کیا، لیکن بعد میں اکثریت نے انہیں رد کر دیا۔ آخر کار یسوع کو رومی حکومت کے حکام کے حوالے کر دیا گیا، انہیں صلیب پر چڑھایا گیا اور دفن کیا گیا، لیکن تین دن بعد وہ مُردوں میں سے جی اُٹھے۔

چاروں اناجیل میں یسوع کی ابتدائی زندگی کے بارے میں بہت کم تفصیل ملتی ہے، لیکن ہر انجیل اُن کی صلیب پر چڑھائے جانے سے پہلے کے آخری ہفتے پر خاص زور دیتی ہے۔

قدیم زمانے میں سوانح حیات لکھنے کا انداز آج کے طرزِ تحریر سے مختلف تھا۔ اُس زمانے کے مصنفین کسی شخص کی زندگی کے ہر دور کو یکساں اہمیت نہیں دیتے تھے۔ بچپن اور ابتدائی نشوونما کے سالوں پر زیادہ توجہ نہیں دی جاتی تھی، اس لیے اُن کی زیادہ تر تحریر اُس شخص کی بالغ زندگی کے اہم ترین واقعات پر مرکوز ہوتی تھی۔

اسی وجہ سے اناجیل میں یسوع کی تقریباً تین سالہ خدمت، اُن کی موت اور اُن کے جی اُٹھنے پر خصوصی زور دیا گیا ہے۔

اگرچہ چاروں اناجیل بنیادی طور پر ایک ہی تاریخی سلسلہ بیان کرتی ہیں، اس لیے ان میں بعض مواد ایک دوسرے سے ملتا جلتا ہے، پھر بھی ہر انجیل مختلف قسم کے قارئین کو سامنے رکھ کر اور ایک خاص مقصد کے تحت لکھی گئی ہے۔

جب چاروں اناجیل کو ایک ساتھ اس ترتیب سے جمع کیا جائے کہ تمام واقعات زمانی ترتیب کے مطابق آجائیں اور کوئی بات نہ دہرائی جائے اور نہ چھوٹ جائے، تب بھی ان میں یسوع کی خدمت کے صرف تقریباً پچاس دنوں کا ہی تفصیلی بیان ملتا ہے۔

اگرچہ ان مصنفین کے پاس لکھنے کے لیے بہت زیادہ مواد موجود تھا، پھر بھی انہوں نے پاک روح کی تحریک سے صرف وہی باتیں قلم بند کیں جو لوگوں کو اس بات پر ایمان لانے کے لیے ضروری تھیں کہ یسوع ہی خدا، ہمارے خداوند اور نجات دہندہ ہیں۔

"یہی وہ شاگرد ہے جس نے ان باتوں کی گواہی دی اور انہیں لکھا بھی ہے، اور ہم جانتے ہیں کہ اُس کی گواہی سچی ہے۔ یسوع نے اور بھی بہت سے کام کیے۔ اگر اُن میں سے ہر ایک کو تفصیل سے لکھا جاتا، تو میرا خیال ہے کہ جو کتابیں لکھی جاتیں اُن کے لیے ساری دنیا میں بھی جگہ کافی نہ ہوتی۔"

(یوحنا باب 21 آیات 24 تا 25)

"لیکن یہ باتیں اس لیے لکھی گئی ہیں تاکہ تم ایمان لاؤ کہ یسوع ہی مسیح، خدا کا بیٹا ہے، اور ایمان لا کر اُس کے نام سے زندگی پاؤ۔"

(یوحنا باب 20 آیت 31)

متی کی انجیل (58-68ء)

متی نے اپنی انجیل بنیادی طور پر یہودی قارئین کے لیے لکھی تاکہ انہیں یقین دلایا جا سکے کہ یسوع ہی وہ مسیح ہیں جن کا وعدہ عہد عتیق کے نبیوں نے کیا تھا۔

اُن کی انجیل نئے عہد نامے کے آغاز میں اس لیے نہیں رکھی گئی کہ وہ سب سے پہلے لکھی گئی تھی، بلکہ اس لیے کہ وہ واضح طور پر دکھاتی ہے کہ یسوع کا عہد عتیق کے ساتھ کتنا گہرا تعلق ہے۔

متی دوسرے اناجیل کے مصنفین کی نسبت عہد عتیق سے زیادہ حوالے دیتے ہیں اور اُس کی پیشگوئیوں کی طرف زیادہ اشارہ کرتے ہیں۔

وہ مسیح کو اسرائیل کے نجات دہندہ اور بادشاہ کے طور پر پیش کرتے ہیں، جو تمام پیشگوئیوں کی تکمیل ہیں۔

نبیوں کی تحریروں کی بنیاد پر پہلی صدی کے یہودی اس بات کے منتظر تھے کہ مسیح آ کر زمین پر اپنی بادشاہی قائم کریں گے۔ اسی لیے خدا کی آنے والی بادشاہی متی کی انجیل کا ایک نمایاں موضوع ہے۔

مرقس کی انجیل (55-65ء)

غالب امکان یہی ہے کہ مرقس کی انجیل سب سے پہلے لکھی گئی تھی۔

یہ چاروں اناجیل میں سب سے مختصر اور سب سے آسان ہے، اور اس میں تعلیمات کی نسبت اعمال پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔

مرقس نے اپنی انجیل غیر یہودی، یعنی رومی قارئین کے لیے لکھی تاکہ انہیں یقین دلایا جا سکے کہ یسوع واقعی خدا ہیں۔

رومی لوگ طاقتور اور مؤثر کاموں سے متاثر ہوتے تھے، اس لیے مرقس نے یسوع کو ایک ایسے قدرت مند شخص کے طور پر پیش کیا جس نے بے شمار معجزات کیے اور اپنے جی اُٹھنے کے ذریعے موت پر فتح حاصل کی۔

انہوں نے یسوع کے بچپن کے بارے میں کوئی تفصیل بیان نہیں کی، کیونکہ ایسی معلومات اُن کے رومی قارئین کے لیے خاص اہمیت نہیں رکھتی تھیں۔

اسی طرح انہوں نے عہد عتیق سے بہت کم حوالے دیے، کوئی نسب نامہ پیش نہیں کیا، اور نہ ہی یہودی شریعت یا رسم و رواج پر خاص گفتگو کی، کیونکہ ایسی باتیں غیر یہودی رومی قارئین کے لیے زیادہ معنی نہیں رکھتی تھیں۔

لوقا کی انجیل (60-68ء)

لوقا کی انجیل دو حصوں پر مشتمل ایک مفصل تصنیف کا پہلا حصہ ہے، جسے انہوں نے تھیوفلس نامی ایک شخص کے لیے لکھا۔

اس کا مقصد یہ تھا کہ اُسے اس بات کا یقین دلایا جائے کہ یسوع کی زندگی، اُن کی موت اور اُن کے جی اُٹھنے سے متعلق واقعات تاریخی طور پر سچے اور قابلِ اعتماد ہیں۔

غالباً تھیوفلس ایک نیا غیر یہودی ایماندار تھا، اور لوقا، جو خود بھی غالباً غیر یہودی تھے، اس بات پر خاص زور دیتے ہیں کہ یسوع صرف یہودیوں ہی کے نہیں بلکہ یہودیوں اور غیر یہودیوں دونوں کے نجات دہندہ ہیں۔

لوقا کی انجیل باقی تین اناجیل کی نسبت زیادہ تفصیلی ہے، اور اس کا نصف سے بھی زیادہ مواد صرف اسی انجیل میں پایا جاتا ہے۔

اس میں یسوع کا نسب نامہ، اُن کی پیدائش اور ابتدائی زندگی کی بہت سی ایسی تفصیلات بیان کی گئی ہیں جو دوسری اناجیل میں موجود نہیں۔

اس کے علاوہ اس میں خواتین، بچوں اور اُن لوگوں کے ساتھ خداوند یسوع کے رویے اور تعلقات کو بھی خاص طور پر بیان کیا گیا ہے جنہیں یہودی معاشرہ حقیر سمجھتا تھا۔

اپنی کتاب میں تاریخی طور پر تصدیق کیے جا سکنے والے بے شمار حقائق شامل کرنے کی وجہ سے لوقا ایک معتبر مؤرخ کے طور پر پہچانے جاتے ہیں، یہاں تک کہ اُن علماء کے نزدیک بھی جو اس بات پر ایمان نہیں رکھتے کہ یسوع خدا ہیں۔

یوحنا کی انجیل (80-90ء)

یوحنا کی انجیل باقی تین اناجیل سے نمایاں طور پر مختلف ہے۔

متی، مرقس اور لوقا تقریباً ایک ہی زمانے میں لکھی گئی تھیں۔ اُن میں بہت سا مواد مشترک ہے اور وہ یسوع کی زندگی اور خدمت کو تقریباً ایک ہی زاویہ نظر سے بیان کرتی ہیں۔

لیکن یوحنا نے اپنی انجیل تقریباً بیس سے تیس سال بعد لکھی تاکہ پہلے سے لکھی گئی اناجیل کی تکمیل کر سکیں۔

اُن کی انجیل کا تقریباً بانوے فیصد مواد صرف اسی کتاب میں پایا جاتا ہے۔

جب یوحنا نے اپنی انجیل لکھی، اُس وقت بعض جھوٹے استاد یہ تعلیم دینے لگے تھے کہ مسیح نہ تو حقیقت میں خدا ہیں اور نہ ہی حقیقت میں انسان بن کر جسم اختیار کیا تھا۔

ان غلط تعلیمات کا جواب دینے کے لیے یوحنا نے اپنی انجیل تمام لوگوں کے لیے لکھی۔

اگرچہ دوسرے انجیل نویس بھی یسوع کو مجسم خدا کے طور پر پیش کرتے ہیں، لیکن یوحنا نے خاص طور پر اُن کی الوہیت پر سب سے زیادہ زور دیا ہے۔

اُن کی انجیل تاریخی بیان سے زیادہ الہیاتی نوعیت رکھتی ہے، اور اس کا بنیادی مقصد خدا کی ذات اور اُس کے منصوبے کو ظاہر کرنا ہے۔

رسول یوحنا نے یسوع کی زندگی کے ایسے واقعات منتخب کیے جو خاص طور پر یہ ثابت کرتے ہیں کہ یسوع مجسم خدا ہیں، یعنی وہ خدا جس نے انسانی جسم اختیار کیا، مگر جسم اختیار کرنے کے باوجود خدا ہونا کبھی نہیں چھوڑا۔

اعمالِ رسول کی کتاب (60-68ء)

اعمالِ رسول کی کتاب تھیوفلس کے لیے لوقا کی لکھی ہوئی دو حصوں پر مشتمل تصنیف کا دوسرا حصہ ہے۔ اس کا مقصد بھی یہی تھا کہ تھیوفلس کو اس بات کا پورا یقین ہو جائے کہ یسوع مسیح پر اُس کا ایمان بے بنیاد نہیں ہے۔

لوقا اس کتاب کا آغاز یہ بیان کرتے ہوئے کرتے ہیں کہ جی اُٹھنے کے بعد خداوند یسوع "چالیس دن تک وقتاً فوقتاً رسولوں پر ظاہر ہوتے رہے اور بہت سے قطعی ثبوتوں کے ذریعے انہیں یقین دلاتے رہے کہ وہ واقعی زندہ ہیں۔" (اعمالِ رسول باب 1 آیت 3)

اس کے بعد لوقا وہیں سے بیان کو آگے بڑھاتے ہیں جہاں اُن کی انجیل ختم ہوئی تھی۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ کس طرح پاک روح نازل ہوئی اور اُس نے یسوع کے ابتدائی پیروکاروں کو قدرت بخشی تاکہ وہ آگے بڑھ کر اُس کی گواہی دیں۔

اعمالِ رسول کی کتاب اس بات کا تاریخی بیان پیش کرتی ہے کہ کس طرح یسوع کے جی اُٹھنے کی خوشخبری پورے رومی سلطنت میں پھیلی گئی۔

اس کتاب کے پہلے بارہ ابواب میں رسولوں کی خدمت کا بیان ہے۔ انہوں نے پہلے یروشلم میں منادی کی، پھر اُن کی خدمت یہودیہ اور سامریہ تک پھیل گئی، جو یروشلم کے مغرب اور شمال مغرب کے علاقے تھے۔

یروشلم کی کلیسیا میں پطرس اور یعقوب نمایاں راہنما بن گئے۔

باب 13 سے لے کر کتاب کے اختتام تک زیادہ تر رسول پولس کی خدمت کا ذکر کیا گیا ہے۔

پولس، یسوع کے جی اُٹھنے کے چند سال بعد مسیح پر ایمان لائے، اور خود خداوند یسوع نے انہیں غیر قوموں کے پاس بھیجنے کے لیے مقرر کیا۔

پولس نے اُس زمانے کی معلوم دنیا کے بہت سے علاقوں کا سفر کیا اور مسیح پر ایمان کے ذریعے ملنے والی نجات کا پیغام پورے رومی سلطنت میں پہنچایا۔

اعمالِ رسول کا آخری حصہ ایشیائے کوچک (موجودہ ترکی) اور یونان میں پولس کی تین الگ الگ مشنری سفروں کی تفصیل بیان کرتا ہے۔

رسائل

اعمالِ رسول میں بیان کیے گئے زمانے کے دوران جب مختلف مقامات پر ایمانداروں کی جماعتیں، یعنی کلیسیائیں، قائم ہونے لگیں تو رسولوں نے محسوس کیا کہ ان کلیسیاؤں کے ساتھ مسلسل رابطہ برقرار رکھنا ضروری ہے۔

نئے ایمانداروں کو اُس نجات کے بارے میں مزید تعلیم کی ضرورت تھی جو یسوع نے اپنی موت اور قیامت کے ذریعے مہیا کی۔

ساتھ ہی انہیں یہ بھی سیکھنا تھا کہ آزمائشوں اور ہر طرح کی کشش سے بھرپور اس دنیا میں خدا کو پسند آنے والی زندگی کیسے گزاری جائے۔

اس کے علاوہ ایمان اور عملی زندگی سے متعلق بہت سے سوالات بھی پیدا ہونے لگے تھے جن کا جواب دینا ضروری تھا۔

انہی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے نئے عہدنامے کے اکیس رسائل لکھے گئے۔

رسائل کو عموماً خطوط کہا جاتا ہے، لیکن وہ اُس معنی میں خطوط نہیں ہیں جیسے ہم آج عام طور پر سمجھتے ہیں۔

حقیقت میں یہ تحریری وعظ اور تعلیمی پیغامات ہیں۔

جب کوئی مصنف خود حاضر ہو کر تعلیم نہیں دے سکتا تھا، تو وہ ایک رسالہ بھیجتا تھا۔

یہ تحریری پیغامات اس مقصد کے لیے لکھے جاتے تھے کہ انہیں ایمانداروں کی جماعت کے سامنے بلند آواز سے پڑھ کر سنایا جائے۔

مصنف یہ توقع کرتا تھا کہ اُس کا کوئی ساتھی اس رسالے کو کلیسیا کے سامنے پڑھے یا سنائے۔

یہ رسائل اُن افراد اور ایمانداروں کی جماعتوں کے لیے بھیجے گئے تھے جنہیں پہلے ہی، عموماً اُسی مصنف کے ذریعے، تعلیم دی جا چکی تھی۔

اس لیے ان میں بیان کی گئی باتیں اُن کے لیے بالکل نئی نہیں تھیں، کیونکہ وہ پہلے سے اُن کے پس منظر اور سیاق و سباق سے واقف تھے۔

رسائل میں جن موضوعات پر گفتگو کی گئی ہے، اُن میں سے بعض آج ہمیں اجنبی یا غیر معمولی محسوس ہو سکتے ہیں۔

لیکن ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ ان مصنفین نے حقیقی لوگوں کو اُن کی حقیقی زندگی کے مسائل کے بارے میں لکھا تھا۔

وہ حالات اُس ثقافت کی وجہ سے پیدا ہوئے تھے جس میں یہ نئے ایماندار رہتے تھے۔

مثال کے طور پر، پورے رومی سلطنت میں ایسے بازار موجود تھے جہاں وہ گوشت فروخت کیا جاتا تھا جو مختلف معبودوں کے نام پر قربان کرنے کے بعد بازار میں لایا جاتا تھا۔

اس لیے یہ سوال پیدا ہوا کہ آیا ایک مسیحی کے لیے بتوں کے نام پر قربان کیا گیا گوشت کھانا درست ہے یا نہیں۔

ایک اور اہم مسئلہ اُس وقت پیدا ہوا جب خوشخبری یہودیوں سے آگے بڑھ کر غیر قوموں تک پہنچی۔

تب یہ بحث سامنے آئی کہ کیا غیر قوموں سے تعلق رکھنے والے ایمانداروں کے لیے بھی موسیٰ کی شریعت پر عمل کرنا ضروری ہے، جو یہودی زندگی کی بنیاد تھی۔

آج یہ دونوں موضوعات شاید ہمیں زیادہ اہم نہ لگیں، لیکن اُس زمانے اور اُس ثقافت میں یہ نہایت سنجیدہ اور اہم مسائل تھے۔

رسائل اُن جھوٹی تعلیمات اور بدعتوں کا بھی جواب دیتے ہیں جو کلیسیا کے قیام کے فوراً بعد پھیلنے لگیں۔

کچھ لوگ، جنہیں یہودیت پسند کہا جاتا تھا، یہ تعلیم دیتے تھے کہ غیر قوموں کو نجات حاصل کرنے کے لیے موسیٰ کی شریعت پر عمل کرنا لازمی ہے۔

وہ غیر قوموں کے ایمانداروں کو دوسرے درجے کا مسیحی سمجھتے تھے، جس کی وجہ سے یہودی اور غیر قوموں کے ایمانداروں کے درمیان کشیدگی اور اختلافات پیدا ہو گئے۔

اسی دوران ایک اور جھوٹی تعلیم بھی ابھرنے لگی، جو بعد میں عرفانیت (گنوسیت) کے نام سے مشہور ہوئی۔

عرفانی استاد یہ دعویٰ کرتے تھے کہ نجات صرف چند منتخب لوگوں کو ایک خفیہ علم کے ذریعے حاصل ہوتی ہے۔

وہ گناہ، قصور یا ایمان کے بارے میں کچھ نہیں سکھاتے تھے۔

وہ ذہنی علم اور فکری ترقی پر حد سے زیادہ زور دیتے تھے اور یہ اعلان کرتے تھے کہ مادی دنیا اور مادہ اپنی فطرت میں بُرے ہیں۔

ایسے عقائد کی وجہ سے انہوں نے اس بات کا انکار کر دیا کہ یسوع حقیقت میں انسان بن کر جسم میں آئے تھے، اور انہوں نے اُن کے جسمانی جی اُٹھنے کا بھی انکار کیا۔

پولس کے رسائل

خداوند یسوع کے آسمان پر اُٹھائے جانے کے بعد خوشخبری کی منادی میں رسول پولس سب سے نمایاں خادموں میں سے ایک تھے۔ اسی وجہ سے نئے عہدنامے میں اُن کے تیرہ رسائل سب سے پہلے رکھے گئے ہیں۔

اُن کے رسائل کے نام اُن کلیسیاؤں یا افراد کے نام پر رکھے گئے ہیں جن کے لیے وہ لکھے گئے تھے، اور ان کی ترتیب عموماً اُس شہر یا شخص کی اہمیت کے مطابق رکھی گئی ہے۔

عبرانیوں کا رسالہ پولس کے دوسرے رسائل کے آخر میں رکھا گیا ہے، کیونکہ اگرچہ اس رسالے میں مصنف نے اپنا نام نہیں لکھا، پھر بھی اکثر علماء کا خیال ہے کہ اس کا مصنف پولس ہی تھا۔

جب پولس کی تبدیلی کے وقت خداوند یسوع اُن پر ظاہر ہوئے، تو انہوں نے فرمایا کہ وہ آئندہ بھی اُن پر ظاہر ہوں گے اور مزید باتیں سکھائیں گے (اعمالِ رسول باب 26 آیت 18؛ گلتیوں باب 1 آیات 11 تا 12)۔

بعد میں بھی خداوند یسوع کئی مرتبہ پولس پر ظاہر ہوئے اور انہیں خدا کے منصوبے سے متعلق بہت سے ایسے بھید ظاہر کیے جنہیں انہوں نے بعد میں اپنی منادی اور اپنے رسائل میں بیان کیا۔

یہاں "بھید" سے مراد ایسی حقیقت ہے جو پہلے خدا کے منصوبے اور مقصد میں ظاہر نہیں کی گئی تھی۔

ان بھیدوں میں مسیح کے ساتھ ایماندار کا اتحاد، کلیسیا کا مسیح کا بدن ہونا، یسوع کی دوسری آمد سے پہلے ایمانداروں کا اٹھایا جانا (جسے عموماً ربودگی کہا جاتا ہے)، اور قیامت کے بعد ملنے والے جلالی بدن کی حقیقت شامل ہیں (کلیسیوں باب 1 آیات 26 تا 27؛ افسیوں باب 5 آیات 30 تا 32؛ 1 کرنتھیوں باب 15 آیات 51 تا 52)۔

ان خاص الہی انکشافات کو بعض اوقات "پولس کو دیا گیا مکاشفہ" بھی کہا جاتا ہے۔

رومیوں کا رسالہ (57ء)

روم، رومی سلطنت کا دارالحکومت اور اُس کا سب سے بڑا اور اہم شہر تھا۔

اعمالِ رسول کی کتاب یہ نہیں بتاتی کہ روم کی کلیسیا کس طرح قائم ہوئی۔

سب سے زیادہ قبول کی جانے والی رائے یہ ہے کہ ایشیائے کوچک اور یونان میں پولس کی خدمت کے ذریعے جو لوگ ایمان لائے تھے، اُن میں سے بعض روم جا کر آباد ہوئے اور وہاں کلیسیا قائم کی۔

پولس ابھی تک خود روم نہیں گئے تھے، لیکن اُن کی شدید خواہش تھی کہ وہاں کے ایمانداروں سے ملاقات کریں۔

اسی لیے انہوں نے اپنے اس سفر کی تیاری کے طور پر یہ رسالہ لکھا۔

رومیوں کا رسالہ پولس کا سب سے طویل اور سب سے منظم رسالہ ہے، جس میں انہوں نے اُس پیغام کو تفصیل سے بیان کیا جس کی وہ ہر جگہ منادی کرتے تھے۔

انہوں نے نہایت احتیاط سے واضح کیا کہ ہر انسان، خواہ یہودی ہو یا غیر قوم، پاک خدا کے سامنے گناہگار اور قصوروار ہے۔

اس کے بعد انہوں نے بتایا کہ ہر شخص مسیح پر ایمان کے وسیلے سے خدا کی راستبازی حاصل کر سکتا ہے۔

پولس نے یہ بھی تفصیل سے بیان کیا کہ جو شخص مسیح پر ایمان لانے سے راستباز ٹھہرا ہے، وہ اپنے اندر بسنے والی پاک روح کی قدرت سے تقدیس کے عمل میں بڑھ سکتا ہے اور راستباز زندگی گزار سکتا ہے۔

آخر میں انہوں نے بتایا کہ خدا کی یہ راستبازی ایماندار کی روزمرہ زندگی میں کس طرح ظاہر ہونی چاہیے۔

کرنتھیوں کے نام پہلا رسالہ (55-57ء)

کرنتھس جنوبی یونان کا سب سے خوشحال تجارتی شہر تھا اور اخائیہ صوبے کا دارالحکومت بھی تھا۔

اگرچہ بے ایمان یہودیوں کی طرف سے پولس کو شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا، پھر بھی اُن کی خدمت خاص طور پر غیر قوموں میں بہت پھلدار ثابت ہوئی۔

اپنے دوسرے مشنری سفر کے دوران انہوں نے کرنتھس میں ایک کلیسیا قائم کی اور وہاں ڈیڑھ سال تک رہ کر ایمانداروں کو اُن کے نئے ایمان کی تعلیم دیتے رہے (اعمالِ رسول باب 18 آیات 1 تا 18)۔

جب پولس وہاں سے آگے روانہ ہو گئے تو کرنتھس سے آنے والے کئی لوگوں نے انہیں کلیسیا کی تشویش ناک حالت کے بارے میں بتایا۔

وہاں فرقہ بندی، آپسی مقدمات اور بدکاری جیسے مسائل پیدا ہو چکے تھے۔

اس کے علاوہ انہوں نے شادی، غیر شادی شدہ افراد اور بیواؤں کی حالت، بتوں کے نام پر قربان کیے گئے گوشت کے کھانے، کلیسیا میں خواتین کے طرزِ عمل، عشائے ربانی منانے کے طریقے، روحانی نعمتوں کے استعمال اور مُردوں کی قیامت جیسے بہت سے موضوعات پر سوالات بھی پوچھے۔

پولس نے ان مسائل کو حل کرنے اور ان سوالات کے جواب دینے کے لیے یہ رسالہ لکھا۔

کرنتھیوں کے نام دوسرا رسالہ (55-57ء)

کچھ عرصہ بعد پولس کے ایک ساتھی نے انہیں کرنتھس کی کلیسیا کے بارے میں حوصلہ افزا خبر دی۔

زیادہ تر ایمانداروں نے پولس کی تعلیم اور اصلاح کو قبول کر لیا تھا اور اپنی روش بدل لی تھی۔

اگرچہ ایک چھوٹا سا باغی گروہ اب بھی اُن کی رسولی حیثیت کو تسلیم نہیں کر رہا تھا، پھر بھی پولس نے دوسرا رسالہ بنیادی طور پر اس مقصد سے لکھا کہ اُن ایمانداروں کے لیے اپنی شکرگزاری ظاہر کریں جنہوں نے توبہ کی تھی۔

اس رسالے میں انہوں نے اپنے کردار اور طرزِ عمل کا دفاع کیا اور اپنی زندگی کے بارے میں بعض ایسی باتیں بھی بیان کیں جو صرف اسی رسالے میں ملتی ہیں، جن میں اُن کے آسمان کے شاندار مکاشفے کا ذکر بھی شامل ہے۔

پولس کے تمام رسائل میں یہ سب سے زیادہ ذاتی نوعیت کا اور سب سے کم نظریاتی رسالہ سمجھا جاتا ہے۔

گلتیوں کا رسالہ (48-49ء)

یہ رسالہ ایشیائے کوچک کے رومی صوبہ گلتیہ (موجودہ ترکی) میں واقع کئی کلیسیاؤں کے نام لکھا گیا تھا۔ پولس نے اپنے پہلے مشنری سفر کے دوران ان کلیسیاؤں کی بنیاد رکھی تھی (اعمالِ رسول باب 13 آیت 4 تا باب 14 آیت 28)۔ اس علاقے میں پولس اور اُس کے ساتھیوں کی خدمت خاص طور پر غیر قوموں کے درمیان نہایت ثمر آور ثابت ہوئی۔

لیکن جب پولس گلتیہ سے آگے روانہ ہو گیا تو کچھ بے ایمان یہودی وہاں پہنچے۔ انہوں نے پولس کی رسولی حیثیت پر اعتراض کیا اور یہ تعلیم دینا شروع کی کہ اگر غیر قوموں کے لوگ خدا کے ساتھ درست تعلق قائم رکھنا چاہتے ہیں تو اُن کے لیے ختنہ کروانا اور موسیٰ کی شریعت پر عمل کرنا لازمی ہے۔

ان جھوٹی تعلیمات کی تردید کرنے اور ایمانداروں کو سچی خوشخبری کی طرف واپس لانے کے لیے پولس نے یہ رسالہ لکھا۔

فلپیوں، افسیوں، کلسیوں اور فلیمون کے رسائل (60-63ء)

پولس نے یہ چاروں رسائل تقریباً ایک ہی زمانے اور ایک ہی مقام سے لکھے۔ اُس وقت وہ روم میں گھر میں نظر بند قیدی تھا، اور مسیح پر ایمان رکھنے کی وجہ سے اسے سزائے موت بھی دی جا سکتی تھی۔

اس قید کے دوران مختلف کلیسیاؤں سے کئی لوگ اُس سے ملنے آئے۔ اُن کے ذریعے پہنچنے والی خبروں، پریشانیوں اور سوالات کے جواب میں پولس نے یہ رسائل تحریر کیے۔

اپنے دوسرے مشنری سفر کے دوران (اعمالِ رسول باب 16 آیات 9 تا 40) پولس نے مقدونیہ، یعنی موجودہ شمالی یونان، کے شہر فلپی میں ایک کلیسیا قائم کی۔ وہاں کے ایمانداروں کے ساتھ اُس کا نہایت گہرا اور محبت بھرا تعلق قائم ہو گیا، اور شہر چھوڑنے کے بعد بھی وہ اُن سے رابطے میں رہا۔

جب فلپی کے ایمانداروں کو پولس کی قید کی خبر ملی تو وہ بہت پریشان ہوئے۔ اس کی حالت معلوم کرنے کے لیے انہوں نے اپنی کلیسیا کے ایک رکن ایپروڈیٹس کو روم بھیجا، جو اُس کے لیے مالی مدد بھی لے کر آیا تھا۔

بعد میں پولس نے ایفرودیتس کو فلپی واپس بھیجا اور اُس کے ہاتھ فلپیوں کا رسالہ بھی بھیجا۔ اس رسالے میں اُس نے ایمانداروں کی پریشانی دور کرنے کی کوشش کی اور بتایا کہ اگرچہ وہ خود قید میں ہے، پھر بھی یسوع مسیح کی خوشخبری مسلسل پھیل رہی ہے۔

یہ رسالہ مشکل حالات میں خوشی اور حوصلے کا پیغام دیتا ہے۔

اسی دوران ایفراس نامی ایک شخص بھی پولس سے ملنے آیا۔ وہ ایشیائے کوچک کے شہر کلسے کی کلیسیا کے بارے میں فکر مند تھا۔

کلسے کی کلیسیا براہ راست پولس نے قائم نہیں کی تھی بلکہ غالباً افسس میں اُس کی خدمت کے نتیجے میں وجود میں آئی تھی، جو کلسے سے تقریباً سو میل دور تھا۔

جب پولس نے افسس میں یسوع کی منادی کی تو اُس کی خدمت اس قدر مؤثر ثابت ہوئی کہ پورے ایشیا کے علاقے میں خدا کا کلام پھیل گیا (اعمال رسول باب 19 آیات 1 تا 20)۔

پولس کے ایشیائے کوچک چھوڑنے کے بعد وہاں ایک جھوٹی تعلیم پھیلنے لگی، جس میں یونانی فلسفہ، یہودی شریعت پسندی اور مشرقی تصوف کا امتزاج تھا۔

کسی نامعلوم وجہ سے ایفراس بھی قید کر لیا گیا۔ اس لیے پولس نے اپنے ساتھی ٹخس کو کلسے بھیجا اور اُس کے ہاتھ کلسیوں کا رسالہ روانہ کیا۔

اسی کے ساتھ اُس نے افسیوں کا رسالہ بھی بھیجا، جس کا ایک مقصد پولس کی قید کی خبر سے پریشان ایمانداروں کو تسلی دینا بھی تھا۔

افسیوں کا رسالہ پولس کے کم ذاتی نوعیت والے رسائل میں شمار ہوتا ہے۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ اسے صرف ایک کلیسیا کے لیے نہیں بلکہ متعدد کلیسیاؤں میں پڑھنے کے لیے لکھا گیا تھا۔

کلسیوں اور افسیوں کے رسائل کو اکثر "جڑواں رسائل" کہا جاتا ہے، کیونکہ افسیوں کی 155 آیات میں سے 78 آیات معمولی تبدیلیوں کے ساتھ کلسیوں میں بھی پائی جاتی ہیں۔

ٹخس کے ساتھ ایک اور شخص بھی سفر کر رہا تھا جس کا نام اُنیسیمس تھا۔ وہ ایک بھاگا ہوا غلام تھا۔

پولس کی اُس سے ملاقات قیدخانے میں ہوئی، جہاں اُس نے اُسے مسیح تک پہنچایا۔

یہ بھاگا ہوا غلام فلیمون کا تھا، جو خود بھی پولس کی خدمت کے ذریعے مسیح پر ایمان لایا تھا اور کلسے میں رہتا تھا۔

پولس نے فلیمون کے نام ایک مختصر رسالہ لکھا، جس میں اُس نے پوری صورت حال بیان کی اور درخواست کی کہ وہ اپنے سابق غلام کو اب مسیح میں اپنا بھائی قبول کرے۔

تھسلنکیوں کے نام پہلا اور دوسرا رسالہ (51-52ء)

پولس نے یہ دونوں رسائل مقدونیہ کے دارالحکومت تھسلنیکے کے ایمانداروں کے لیے لکھے۔ اُس نے وہاں ایک کلیسیا قائم کی تھی، لیکن کچھ ہی عرصے بعد جب سخت ایذارسانی شروع ہوئی تو اُسے شہر چھوڑنا پڑا (اعمال رسول باب 17 آیات 1 تا 10)۔

بے ایمان یہودیوں نے ایک ہجوم کو بھڑکا دیا، جس میں غیر قوموں کے بے ایمان لوگ بھی شامل ہو گئے، اور انہوں نے اُس گھر پر حملہ کر دیا جہاں پولس ٹھہرا ہوا تھا۔

اس کے بعد پولس وہاں سے ایتھنز اور پھر کورنتھس چلا گیا، جو دونوں یونان میں واقع تھے۔

پولس اپنے نئے ایمانداروں کے بارے میں بہت فکر مند تھا، اس لیے اُس نے انہیں ایک رسالہ لکھا تاکہ وہ ایذارسانی کے باوجود ایمان میں مضبوط رہیں۔

اُس نے انہیں جنسی پاکیزگی، برادرانہ محبت، مختلف روحانی ذمہ داریوں اور خداوند یسوع کی دوسری آمد کے بارے میں بھی مزید تعلیم دی۔

چند ماہ بعد پولس نے دوسرا رسالہ لکھا کیونکہ اُسے خبر ملی کہ خداوند کی آمد کے بارے میں اُس کی تعلیم کو بعض لوگوں نے غلط سمجھ لیا تھا۔

تیمتھیس کے نام پہلا اور دوسرا رسالہ، اور طِطُس کے نام رسالہ (62-66ء؛ 66-67ء؛ 66-67ء)

یہ رسائل اُن دو اشخاص، تیمتھیس اور طِطُس، کے لیے لکھے گئے تھے جنہیں پولس نے مختلف کلیسیاؤں کا راہنما اور چرواہا مقرر کیا تھا۔

تیمتھیس پولس کی خدمت کے ذریعے مسیح پر ایمان لایا تھا، اور وہ اور طِطُس دونوں پولس کے ساتھ کئی مشنری سفروں میں شریک رہے۔

روم کی قید سے رہائی پانے کے بعد پولس افسس پہنچا اور وہاں تیمتھیس سے ملا۔

جب پولس مقدونیہ روانہ ہوا تو اُس نے افسس کی کلیسیا کی ذمہ داری تیمتھیس کے سپرد کر دی۔

لیکن واپسی میں تاخیر ہونے پر اُس نے تیمتھیس کو یہ رسالہ لکھا تاکہ اپنے نسبتاً نوجوان اور کم تجربہ کار ساتھی کی راہنمائی کر سکے، جو افسس کی کلیسیا کی دیکھ بھال کر رہا تھا۔

پولس نے اپنے اس روحانی بیٹے کو حوصلہ دیا کہ وہ صحیح تعلیم کے ذریعے جھوٹے استادوں کا مقابلہ کرے، اہل راہنما تیار کرے، خدا کے کلام کی منادی کرے اور ایمانداروں کو مسیحی زندگی گزارنے کی ترغیب دے۔

بعد میں پولس دوبارہ تیمتھیس سے ملا اور پھر طُطُس کے ساتھ جزیرہ کریتے گیا۔

کچھ عرصہ وہاں خدمت کرنے کے بعد پولس آگے روانہ ہو گیا اور طُطُس کو نئی کلیسیا کو منظم کرنے اور اُس کی راہنمائی کے لیے وہیں چھوڑ دیا۔

پولس جانتا تھا کہ کریتے میں خدمت کئی وجوہات کی بنا پر مشکل ہو گی، اس لیے اُس نے طُطُس کو یہ رسالہ لکھ کر اُس کا حوصلہ بڑھایا۔

اُس نے اُسے ہدایت دی کہ وہ اہل بزرگ مقرر کرے، جھوٹے استادوں کو ڈانٹے، صحیح تعلیم دے اور ایمانداروں کو نیک اعمال میں سرگرم رہنے کی ترغیب دے۔

چند برس بعد پولس کو دوبارہ روم میں قید کر لیا گیا۔

اس مرتبہ اُسے سزائے موت سنائی جا چکی تھی۔

شہید ہونے سے کچھ پہلے پولس نے قیدخانے سے تیمتھیس کے نام دوسرا رسالہ لکھا۔

اُس نے یہ رسالہ تیمتھیس کو مضبوط کرنے، اُس کا حوصلہ بڑھانے اور اُسے وفادار رہنے کی ترغیب دینے کے لیے لکھا۔

پولس نے اُسے خبردار کیا کہ جھوٹے استاد آئیں گے۔

اُس نے تیمتھیس کو سمجھایا کہ وہ خوفزدہ نہ ہو بلکہ اپنی خدمت پوری وفاداری سے انجام دے، ضرورت پڑنے پر مسیح کی خاطر دکھ اُٹھانے کے لیے تیار رہے، اور خدا کے کلام کی مسلسل منادی کرتا رہے۔

عبرانیوں کا رسالہ (64-68ء)

یہ رسالہ اُن یہودی مسیحیوں کے لیے لکھا گیا تھا جن پر اُن کے اپنے ہم وطن دباؤ ڈال رہے تھے کہ وہ یسوع کا انکار کر دیں، صلیب پر دی گئی اُن کی قربانی کو رد کر دیں اور دوبارہ یہودیت کی طرف لوٹ جائیں۔ یہ ایماندار پہلے ہی زبانی توہین اور اپنی جائیداد کے نقصان کا سامنا کر چکے تھے، اور اُن کے سامنے اس سے بھی زیادہ سخت ایذا رسانی کا خطرہ موجود تھا۔

عبرانیوں کا رسالہ اُنہیں یہ سمجھانے اور حوصلہ دینے کے لیے لکھا گیا کہ حالات خواہ کیسے ہی کیوں نہ ہوں، وہ مسیح کے وفادار رہیں۔ اس رسالے کا مرکزی لفظ "بہتر" ہے۔ اس کا مصنف، جس نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا، عہدِ عتیق کی روشنی میں ثابت کرتا ہے کہ یسوع کی ذات اور اُن کا کام اُس پوری شریعت سے کہیں زیادہ عظیم اور برتر ہے جسے یہ ایماندار پیچھے چھوڑ چکے تھے۔ وہ اُنہیں یاد دلاتا ہے کہ یسوع میں اُنہیں بہتر اُمید، بہتر عہد، بہتر وعدے، بہتر وطن اور بہتر قیامت حاصل ہوئی ہے۔

عام رسائل

پولس کے رسائل کے بعد نئے عہدنامے میں عام رسائل آتے ہیں۔ انہیں عام رسائل اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ یہ کسی ایک خاص کلیسیا یا ایک فرد کے لیے نہیں بلکہ عمومی طور پر تمام مسیحیوں کے لیے لکھے گئے تھے۔ ان رسائل کے اصل مخاطبین کا مقام اکثر یقینی طور پر معلوم نہیں، اور ان میں درج سلام بھی عمومی نوعیت کے ہیں۔ یہ رسائل اپنے مصنفین—یعقوب، پطرس، یوحنا اور یہوداہ—کے نام سے جانے جاتے ہیں، نہ کہ اُن لوگوں کے نام سے جن کے لیے یہ لکھے گئے تھے۔

یعقوب کا رسالہ (46-49ء)

غالباً یعقوب کا رسالہ نئے عہدنامے کی سب سے پہلی تحریر ہے۔ یعقوب نے اسے پورے رومی سلطنت میں رہنے والے یہودی ایمانداروں کے لیے لکھا۔ یہ رسالہ خداوند یسوع کی تعلیمات سے بھرپور ہے اور اس میں پہاڑ پر دیے گئے وعظ کے ساتھ بہت سی مماثلتیں پائی جاتی ہیں۔ یعقوب کا اندازِ تحریر عہدِ عتیق کی کتابِ امثال سے مشابہ ہے، اس لیے یہ مسیح پر نئے ایمان لانے والے یہودی مردوں اور عورتوں کے لیے مانوس اور قابلِ فہم تھا۔ اس رسالے میں یعقوب نے بہت سے اہم موضوعات پر تعلیم دی ہے، جن میں آزمائشوں کے ذریعے ایمان کی جانچ اور ایمان و اعمال کے باہمی تعلق پر خاص زور دیا گیا ہے۔

پطرس کے پہلے اور دوسرے رسالے (64-66ء)

پطرس نے یہ دونوں رسائل ایشیائے کوچک کے شمالی علاقوں میں رہنے والے یہودی ایمانداروں کے لیے لکھے۔ اُس وقت رومی سلطنت میں مسیحیوں کے خلاف مخالفت اور بدگمانی مسلسل بڑھ رہی تھی۔ اگرچہ اُس وقت تک مسیحی ایمان پر سرکاری پابندی عائد نہیں ہوئی تھی، لیکن وسیع پیمانے پر ایذا رسانی کی فضا بن چکی تھی۔ حکومت کی طرف سے منظم ظلم و ستم ابھی شروع نہیں ہوا تھا، مگر مقامی لوگ مسیحیوں کی بدنامی کرنے اور اُن پر سماجی دباؤ ڈالنے لگے تھے۔ ایسے حالات میں پطرس نے ایمانداروں کو نصیحت کی کہ وہ خداوند یسوع کی مثال پر چلیں اور صبر کے ساتھ دکھ برداشت کریں۔

پطرس نے اپنا دوسرا رسالہ پہلے رسالے کے کچھ عرصہ بعد اُس وقت لکھا جب وہ خود سزائے موت کا سامنا کر رہا تھا۔ اُس زمانے میں رومی سلطنت کے دوسرے علاقوں میں جھوٹے استاد ایمانداروں کو گمراہ کر رہے تھے، اور جلد ہی اُن کا اثر ایشیائے کوچک تک پہنچنے والا تھا۔ یہ بدعتی نہ صرف بدکردار زندگی گزارتے تھے بلکہ مسیح کے الوہیت کا انکار کرتے، گناہوں کے لیے اُن کی قربانی کو رد کرتے اور اُن کی دوسری آمد پر بھی ایمان نہیں رکھتے تھے۔ پطرس چاہتا تھا کہ اُس کی وفات کے بعد بھی ایمانداروں کے پاس سچی تعلیم کا ایک مستقل ریکارڈ موجود رہے۔ اسی لیے اُس نے یہ رسالہ لکھ کر اُنہیں اُن سچائیوں کی یاد دلائی جن پر وہ ایمان لا چکے تھے، تاکہ وہ اُن میں مضبوطی سے قائم رہیں۔

یوحنا کے پہلے، دوسرے اور تیسرے رسالے (81-96ء؛ 90ء؛ 90ء)

یوحنا بھی اُن جھوٹے استادوں سے اچھی طرح واقف تھا جو ایشیا کی کلیسیاؤں میں داخل ہو رہے تھے۔ اسی لیے اُس نے بھی اُن کے اثر کا مقابلہ کرنے کے لیے اپنے رسائل لکھے۔ بعد میں دوسری

صدی میں یہی گمراہ کن تعلیمات ایک بڑی بدعت کی صورت اختیار کر گئیں، جسے گنوسیت کہا جاتا ہے۔

اپنے پہلے رسالے میں یوحنا نے نہ صرف جھوٹی تعلیمات کی تردید کی بلکہ محبت، فرمانبرداری، نجات کے پختہ یقین اور ایمان جیسے موضوعات کو بھی نہایت خوبصورتی سے یکجا کیا۔

یوحنا کے دوسرے اور تیسرے رسالے بائبل کی مختصر ترین کتابوں میں شمار ہوتے ہیں۔ یہ دونوں ذاتی نوعیت کے خطوط ہیں اور ان کے موضوعات میں بھی خاصی مماثلت پائی جاتی ہے۔ ان میں جھوٹے استادوں سے خبردار کیا گیا ہے اور سچے ایمانداروں کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔

دوسرا رسالہ یوحنا نے ایک ایسی خاتون کو لکھا جس کا نام بیان نہیں کیا گیا اور جو اپنے گھر میں ایمانداروں کی جماعت جمع کیا کرتی تھی۔ اُس نے اُسے تنبیہ کی کہ وہ جھوٹے استادوں کو اپنی گھریلو کلیسیا میں داخل ہو کر اپنی غلط تعلیمات پھیلانے کا موقع نہ دے۔ ساتھ ہی یوحنا نے یہ بھی واضح کیا کہ مسیحیوں کا جھوٹے استادوں کے ساتھ رویہ کیسا ہونا چاہیے۔

تیسرا رسالہ اُس نے گنیس نامی ایک ایماندار کے لیے لکھا اور اُسے اپنی کلیسیا میں پیدا ہونے والے ایک خاص مسئلے کو درست طریقے سے حل کرنے کی ترغیب دی۔

یہوداہ کا رسالہ (64-66ء)

یہوداہ کا ابتدائی ارادہ نجات اور ایمان کے بارے میں لکھنے کا تھا۔ غالباً اُس نے یہ رسالہ یہودی ایمانداروں کے لیے لکھنے کا منصوبہ بنایا تھا، اور ممکن ہے کہ اس کے مخاطب وہی لوگ ہوں جنہیں پطرس اور یعقوب کے رسائل بھی ملے تھے۔ لیکن جب اُس نے دیکھا کہ جھوٹے استاد کلیسیاؤں میں داخل ہو رہے ہیں تو اُس نے اپنا موضوع بدل دیا۔

یہ بدعتی مقامی کلیسیاؤں میں گھس آئے تھے اور یسوع مسیح کے فضل، اُن کی پاکیزگی اور اُن کی حاکمیت کا انکار کر رہے تھے۔ اس لیے یہوداہ نے اپنے قارئین کو خبردار کرنے کے لیے یہ رسالہ لکھا تاکہ وہ ان اخلاقی اور اعتقادی حملوں کے مقابلے میں ایمان کے لیے مضبوطی سے کھڑے رہیں اور اُس کا دفاع کریں۔ یہ پورا رسالہ جھوٹے استادوں اور اُس عدالت کے بارے میں ہے جو آخرکار اُن پر آنے والی ہے۔

مکاشفہ کی کتاب (95ء)

مکاشفہ بائبل کی آخری کتاب ہے اور نئے عہدنامے کی سب سے آخری تحریر بھی۔ یہ نہایت موزوں بات ہے، کیونکہ مکاشفہ خدا کے اپنے خاندان کے لیے بنائے گئے منصوبے کی آخری تکمیل کا چشم دید بیان پیش کرتی ہے۔

تقریباً 95ء میں خداوند یسوع مسیح اپنے رسول یوحنا پر ظاہر ہوئے اور اُسے حکم دیا کہ جو کچھ اُس نے دیکھا اور سنا ہے، اُسے لکھ لے۔

باب 1 میں یوحنا کے دیکھے ہوئے خداوند یسوع کے رویا کا بیان ہے، جبکہ باب 2 اور 3 میں اُس زمانے کی موجودہ کلیسیاؤں کے لیے خداوند یسوع کے پیغامات اور ہدایات درج ہیں۔

باب 4 سے باب 20 تک یوحنا کو دی گئی نبوتی مکاشفہ کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ اُسے وہ واقعات دکھائے گئے جو خداوند یسوع کی دوسری آمد اور زمین پر خدا کی ابدی بادشاہی کے قیام سے پہلے پیش آئیں گے۔

اپنے رویا میں یوحنا آسمان پر اٹھا لیا گیا، جہاں اُس نے دیکھا کہ جیسے جیسے دنیا قادرِ مطلق خدا کو چھوڑ کر شیطان سے تحریک پانے والے اور اُس کی طاقت سے تقویت یافتہ آخری عالمی حکمران کی پیروی کرے گی، ویسے ویسے زمین پر ایک کے بعد ایک نہایت ہولناک اور تباہ کن واقعات رونما ہوں گے۔

مکاشفہ کے آخری دو ابواب نئے آسمان اور نئی زمین کی شاندار تصویر پیش کرتے ہیں۔ یہی وہ زمین ہو گی جسے خدا مکمل طور پر نیا، پاک اور بحال کرے گا تاکہ وہ ہمیشہ کے لیے خدا اور اُس کے خاندان کی مناسب اور ابدی رہائش گاہ بن جائے۔

حوالہ جات

اسٹرونک، جیمز۔ 2004۔ اسٹرونکز کمپلیٹ ورڈ اسٹڈی کانکورڈنس: توسیعی ایڈیشن۔ مدیر: وارن بیکر۔ چیٹانوگا، ٹینیسی: اے ایم جی پبلشرز۔

وائن، ڈبلیو۔ ای۔ 1996۔ وائنز کمپلیٹ ایکسپوزیٹری ڈکشنری آف اولڈ اینڈ نیو ٹیسٹامنٹ ورڈز۔ مدیران: میرل ایف۔ اُنگر، تھی۔ ایم، تھی۔ ڈی، پی۔ ایچ۔ ڈی، اور ولیم وائٹ جونیئر، تھی۔ ایم، پی۔ ایچ۔ ڈی۔ نیش ول، ٹینیسی: تھامس نیلسن، انکارپوریٹڈ۔

ویبسٹرز نیو اسٹوڈنٹس ڈکشنری۔ 1969۔ اسپرنگ فیلڈ، میساچوسٹس: جی اینڈ سی میریئم کمپنی۔

میریئم-ویبسٹر آن لائن لغت، 18 دسمبر 2021 کو ملاحظہ کی گئی۔

<https://www.merriam-webster.com>

"سال کا لفظ 2016۔" آکسفورڈ لینگویجز، 18 دسمبر 2021 کو ملاحظہ کیا گیا۔

<https://languages.oup.com/word-of-the-year/2016>

